مضامین پولیٹکل

مشعر بر چہار آرٹیکل

(۱) کانفرنس راولپنڈی کی کیفیت پر چند نوٹ

(۲) افواج ریاست ہائے دیسی

(۳) برٹیش نیٹو آرمی

(۴) نیٹو والنٹیر سچ

من نتائج ذہن صافی منشی احمد شفیع صاحب سررشتہ دار
محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع راولپنڈی پنجاب
مصنف ثبوت وحدۃ الوجود حافظ احمدی تبصرہ احمدی

مطبع ریاست ناہن [illegible] منشی سراج الدین
سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان پولیٹکل مضامین سے چند ماہ پیشتر مین نے خوابِ حیرت نامی ایک رسالے کا مسودہ لکھا تہا۔ اوس کی تصنیف سے دو غرضین وابستہ تھین۔

۱۔ مسلمانون کی جانب سے بعض اینگلو انڈین وغیرہ کے دلون مین جو پولیٹکل بدظنی سما گئی تہی وہ رفع ہو جائے۔

۲۔ بعض مسلمانون کے دلون مین جو غلط اوہام داخل ہو گئے تہے وہ دور ہو جاوین۔ اور جو کچھہ دین و دنیا کی بہتری کے واسطے [illegible] اوسکے لئے تیار ہو جائے۔

ہنوز اس مسودہ کی نظر ثانی کی نوبت نہین پہونچی تہی کہ امیر عبد الرحمان صاحب والی کابل اخیر مارچ ۱۸۸۵ء مین بمقام راولپنڈی تشریف لائے اور کانفرنس منعقد ہوئی۔ اوسوقت مین جہلم مین تعینات تھا مین بھی اس کانفرنس کے دیکھنے کو راولپنڈی آیا تھا۔

اگرچہ روس کی چھیڑ چھاڑ بہت مدت پیشتر سے شروع تھی مگر پنجدیہ مین جو طوفان عین کانفرنس کے زمانہ مین برپا ہوا۔ اوس سے افق پولیٹکل

پر اندھیرا چھا گیا اور امید نہ تھی کہ بغیر توپ و تفنگ کی گرج کے یہ اندھیرا دور ہو۔

جب روس کے ساتھ لڑائی ٹلتی ہوئی معلوم نہ ہوتی تھی تو بعض اینگلو انڈین اخباروں میں یہ بحثیں شروع ہوگئی تھیں۔

۱۔ آیا دیسی ریاستیں ایسے نازک وقت میں برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہ و روفادار رہینگی۔ کیا اونکی فوجیں برٹش گورنمنٹ کے حق میں موجب خطرہ نہیں ہیں۔

۲۔ کیا دیسی نیٹو آرمی پر بھروسہ ہوسکتا ہے۔

۳۔ کیا دیسیوں کو والنٹیر بننے کی اجازت دینا پرخطر نہیں ہے۔ کیا مسلمانان ہند خصوصاً اور دیگر اقوام ہند عموماً موقع کے منتظر ہیں کہ جب موقع ملے تو برٹش گورنمنٹ کی اطاعت کا غاشیہ کندھے پر سے اُتار کر پھینکدیں۔

ان مباحث پر جو کچھ بعض اینگلو انڈین پریس نے لکھا اوسکا ماحصل یہ تھا کہ ہندوستانی ریاستوں پر۔ ہندوستانی سرکاری فوج پر۔ ہندوستان کے مسلمانوں پر۔ ہندوستان کے دیگر باشندوں پر بھروسہ نہیں ہوسکتا۔

اب قیاس میں آسکتا ہے کہ جو شخص خود سرکار انگریزی کا دل سے خیرخواہ ہو اپنی قوم کا غمخوار ہو اور یقیناً جانتا ہو کہ ہندوستان کے باشندے اعلے

سے اونفی علی العموم سرکار برطانیہ کے وفادار رعایا ہین اور روس سے اونکو دلی
نفرت ہے۔ اوسکے دلکو ایسے بے بنیاد الزامون سے جو ایسے نازک وقت مین لگائے
گئے ہون وہ کون سا رنج ہوگا جو نہ پہونچا ہوگا۔

پھر اگر باوصف اس علم ویقین کے کہ ہندوستان ایک سِرے سے دوسرے تک
سرکار کی خیرخواہی کے نشے مین سرشار ہے مگر اخبارون کو اسکی راستی ٹیڑہی
دکھائی دیتی ہے وہ خاموش ہو رہتا تو میرا دل (کانشنس) گواہی دیتا ہے کہ
وہ سرکار اور قوم دونون کا مجرم ٹھرتا ہے

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ٭ وگر خاموش بنشینم گناہ است

یہی باعث ہے کہ اس ہیچمدان نے باوصف قلت فرصت کے یہ چند پولیٹکل مضامین
اوسوقت ۱۸۷۸ء مین لکھے اور اخبار کوہ نور مین چھپوائے عه

اگرچہ اوسوقت اخبار مین چھپ جانے سے جو کچھ ان مضامین کی تحریر سے
مقصود تھا وہ کسیقدر حاصل ہوا۔ تاہم میرے دوست ڈاکٹر شیخ فضل الدین
صاحب اسسٹنٹ سرجن (جو فی الحال گجرات مین متعین ہین) اور میرے
محب منشی سراج الدین صاحب نے (جو اس وقت سپرنٹنڈنٹ پریس ریاست
سرمور ناہن مین ہین) خیال کیا کہ اگر ان مضامین کو ہیئت کتابی مین جمع کرکر شائع
نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ پبلک کے ہاتھ سے اونکی کاوشات کا ذخیرہ مفت جاتا

ہیگا۔

یہہ خیال فرما کر منشی صاحب نے کوہ نور اخبار سے ان مضامین کو ریی پرنٹ۔ ڈیوس کیا۔ اگر پبلک کی نظر مین یہ مضامین مفید معلوم ہون تو مجھہ سے زیادہ ڈاکٹر صاحب اور منشی صاحب کا پبلک کو ممنون ہونا چاہئیے

جو کچھہ دیسی ریاستون کے متعلق لکھا گیا ہے میرے نزدیک اُس پر دیسی ریاستون کی توجہ کی ہنوز بڑی ضرورت ہے۔

اگر روس کی چھیڑ چھاڑ اوس زمانہ مین رُک نہ جاتی تو میرا قلم بھی نہ رکتا اور جو دیگر مضامین پولٹیکل خیال مین آئے ہوئے تھے مثلاً

"(۱) ایک بادشاہ کو دوسرے بادشاہ سے قبل آغاز جنگ کن کن امور پر غور کرنا لازم ہے۔ جنگ کے بارہ مین گلیڈسٹون کی پالیسی کہانتک قابل حمایت تھی اور کہانتک قابل حمایت نہ تھی۔ (۲) ہرات ہندوستان کی کنجی ہے یا نہین۔ (۳) اگر روس کے ساتھہ لڑائی چھڑ جاوے تو ہمکو روس سے کس کس موقع اور کس کس ملک مین لڑنا چاہئیے (۴) ہمارا اسٹیٹ فیض کیا ہونا چاہئیے ہم اسکو کیونکر مستحکم کرین (۵) ہمارے تعلقات امیر صاحب کے ساتھہ آیا کابل نیوٹرل زون مین رہے یا یہہ کہ ہمین سے یہہ مزاحمت دور ہو جاوے انگلستان اور روس کی سرحد ملجاوے۔"

اونپر بھی خامہ فرسائی کرتا لیکن لڑائی کا خدشہ دور ہوجانے سے توسن تیز رفتار قلم کی باگ روک لی گئی اور ضرورت وقت سے زیادہ لکھنے کیلئے عدیم الفرصتی مانع ہوئی مگر ؏ عاقل کے لئے اشارہ بس ہے۔

خادم قوم احمد شفیع سررشتہ دار عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع راولپنڈی یکم اگست

فہرست مضامین

کانفرنس راولپنڈی کی کیفیت پر چند نوٹ

ریل کا انتظام

سب سے پہلے جس بات سے پنڈی مین پہونچنے پر میرے دل
مین اثر ہوا وہ یہہ تہی کہ عمائد اور عساکر کی آمد و رفت مین جیسے بہتر طور پر ہوئی
وہ انتظام ریلوے کی خوبی سے باآرام تمام تہوڑے عرصہ مین منزل مقصود
کو پہونچ گئی - اگر گوجر خان کے متصل وہ ریل کا حادثہ نہ ہوتا تو ریل کے انتظام
کی خوبی پر کسی قسم کا دہبہ نہ آتا - اس حادثہ کی نسبت ہنوز یہہ امر منقح نہین
ہوا کہ برخواست شدہ قلیون کی شرارت سے یہہ وقوع مین آیا - یا کثرت
آمد و رفت کے سبب سے ریل کا جوڑ کہلگیا تہا - تحقیقات اسکی پنڈی مین ہو رہی
ہے - اس ریل کے تعلق سے یہہ بہی خیال گذرا کہ اگر ریل نہ ہوتی تو اس عشر
کے ساتہہ وہ قدر عساکر اور عمائد اس تہوڑے عرصہ مین جمع نہ ہوسکتے - سنہ
۱۸۴۲ء کا تاریخی زمانہ میری آنکہون کے سامنے پہر گیا - جب پلٹنین وغیرہ کابل
پر چڑہائی ہوئی تہی -

معلوم ہوئی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس موقع پر کن اشخاص نے اونکی جگہ پر مدد کی۔ بہت پوری کی۔ اگرچہ میں اسکا اعتراف کرتا ہوں کہ اونکے نہونے سے کانفرنس کی کارروائی اچھی نہیں رہی۔

کمپ کہنہ — میں ایک بڑے ہماری کمپ کا ذکر بہول گیا وہ کہنہ والا کمپ ہے یہاں ہماری فوجیں اوتری ہوئی تہیں۔ اسکے علاوہ والنٹیر کمپ وغیرہ علحدہ تہے۔

برقی روشنی — امیر صاحب کی کوٹھی سے قیام گاہ گورنر جنرل تک تخمیناً تین میل کا فاصلہ ہوگا۔ اس تمام میں سڑک پر دورویہ بجلی تہی۔ شب کو روشن ہوتی تہی اور بڑا لطف دکہاتی تہیں۔ خاص امیر صاحب کی کوٹھی برقی روشنی سے منور کیجاتی تہی اور یہ نظارہ قابل دید تہا۔ جو کوٹھی اور قیام گاہ امیر صاحب کے واسطے سجائی اور مہیا کی گئی تہی۔ اونکی نسبت اور رونق کے بہت کچھ لکہا جاسکتا ہے۔ اسواسطے میں اون کے تفصیلی ذکر سے احتراز کرتا ہوں۔ البتہ صرف یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ صرف اونکی آراستگی کا مصارف ۳۰ ہزار روپیہ تہا۔

امیر صاحب کے دلپر ضیافت — مجھے آرزو ہے کہ میں یہ معلوم کرسکوں کہ اس کوٹھی کی سجاوٹ مہمان نوازی اور برقی روشنی اور ضیافت سے امیر صاحب کے دلپر کیا نقش کیا نقش ہوا — ہوا۔ مگر افسوس کہ مجھے کوئی ذریعہ ایسا حاصل نہیں ہوا جسکے رو سے واقعی طور پر میں کوئی نتیجہ نکال سکتا سوائے قیاس کے میرے پاس اور کوئی شے نہیں تہی جس سے اسباب میں مہار الیتا۔ قیاس سے کام

لینے مین تجہہ وقت نہ پڑتی۔ اگر تجہے پہلے معلوم ہو جاتا کہ امیر صاحب کے
سفر کا انتظام کا ایسا کیا تہا شہر میں۔ اور جب وہ روس مین رہتے تہے تو وہان
اونکی بود و باش کے لئے روس نے کیا سامان مہیا کئے تہے اگر یہہ دونو باتین
معلوم نہ ہو سکی ہین۔ اسواسطے مین کوئی مقابلہ نکر سکا اور نہ کوئی نتیجہ نکال سکا

قیاسی رائے

با وصف اسکے مین اسقدر کہے بغیر نہین رہ سکتا کہ ہماری گورنمنٹ
نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ مہمان نوازی کا فروگذاشت نہین کیا اور
اس مہمان عزیز کی نسبت خاطرداری کی جسقدر زیادہ شاید حیز امکان سے
باہر تہی۔ مین یہ سمجہتا کہ امیر صاحب کی زبان سے بے ساختہ یہہ مصرع کیون
نہ نکلا ہوگا۔ شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو۔

سردار سوجان سنگہ صاحب کی مہمانداری

ایام قیام پنڈی مین میرا گذر سردار سوجان سنگہ صاحب کے
باغ مین بہی ہوا یہ باغ شہر سے باہر ہے اور جہان مہاراجگان
پنجاب کے کیمپ تہے اونکے متصل ہے اس باغ مین سردار صاحب کی ایک نہایت
عمدہ کوٹہی بنی ہوی ہے۔ اور چند اور عمدہ مکان ہین اس کوٹہی مین اور سب
مکان مین دور و نزدیک کے مہمان اوترے ہوے تہے اور جنکے واسطے
مکان کا بندوبست نہو سکا تہا وہ صحن باغ مین خیمے لگائے ہوے تہے۔
دریافت سے معلوم ہوا کہ ان مین سے بعض مہمان ایسے تہے جنکو سردار صاحب
سے تعارف سابقہ بہی حاصل نہ تہا۔ چنانچہ نام اونکے یہہ ہین۔

اور وہ صرف نام کے واسطے نہ ہو بلکہ کام کے واسطے۔ اگر اوس سے کام ہو جاوے تو ہونے دیجئیے۔

سردار سوجان سنگھ صاحب کے والد بزرگوار کی علو ہمتی

یہان ہمکوان سردار ذی وقار کے والد بزرگوار کی ایک حکایت یاد آئی جو ایک بے لگاؤ شخص نے اثناے تفتیش مین تذکرتاً ہم سے کہی تھی اور وہ یہہ ہے کہ ایک دن ایک برہمن انکے والد بزرگوار کے پاس آیا اور سوال کیا کہ اوس شخص کی کنواری کنیا بر جوگ ہوئی ہے۔ بیدار تھہ پاس نہین کہ اوسکا بیاہ کیا جاوے۔ سردار صاحب اوسوقت بہت مقروض تھے۔ اکثر قرضخواہ حساب و کتاب کے تقاضا کرنے آے ہوئے تھے۔ اور ادائے قرضہ کی کوئی سبیل نظر نہین آتی تھی۔ تاہم اوس فیاض شخص نے اپنے معتمد کو دوسو روپیہ کا رقعہ لکھدیا اور کہا کہ یہہ تو کسی ساہوکار سے اس برہمن کو دلادو۔ جہان ..... قرض دینا ہے وہان ..... دینا ہی گر اس خیر سردار کی نیک دلی زندگانی سب قرضہ ادا ہو گیا۔ اور اونکے نقش قدم پر چلنے سے سردار سوجان سنگھ کو آج وہ ثروت اور سطوت حاصل ہے کہ پنجاب مین بہت کم اشخاص کو حاصل ہوگی۔

راولپنڈی شہر کا تذکرہ

راولپنڈی کے رئیس کا ذکر کرنے کے بعد مناسب ہے کہ مین خاص راولپنڈی کا بھی تھوڑا سا ذکر کرون۔ اگر مین غلطی پر نہین ہون تو ۲۰ برس پیشتر راولپنڈی ایک مختصر سا قصبہ تھا۔ آج وہ

ٹلانا بھی کچھ آسان کام نہ تھا۔ اور کیا عجب ہے کہ اگر اون سے کہا جاتا کہ
کلکتہ یا دہلی تشریف لے چلیں تو وہ مطلق اپنا آنا ملتوی کر دیتے اور انڈیا
کو یاد ہوگا جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر صاحب پشاور سے راہ پنڈی
ریل میں آنا پسند نہیں کرتے تو کس قدر سب کو حیرت ہوئی تھی انگریزی اخبار
کا بڑا کرتے کہ پھر اونسے ترجمہ کی غلطی بتائی۔

امیر صاحب کی فوج

میں نے امیر صاحب کے جنگی افسر۔ سوار۔ اور پیادہ وغیرہ جو تا
پٹھان روز مرہ ہمارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ اون سے ان میں کے
اکثر پٹھانوں کے خال و خط مختلف تھے۔

پٹھان سپاہی کا حلیہ

بعض پٹھانوں کا رنگ پیلا۔ ڈاڑھی بیچ میں سے مونڈی
ہوئی۔ گل مچھیں رکھی ہوئیں بھری ما رکھی ہر وقت کندھے پر
توشہ دان لگے ہیں۔ پیٹی کمر میں پیٹی کے ساتھ علاوہ سنگین کے بعض
کے پاس تلوار بھی۔ اور کم کوئی سپاہی ایسا ہوگا جسکے کمر میں علاوہ ان
مذکورہ بالا ہتھیاروں کے خنجر یا چھرا سا اور نہ ہو۔

پٹھان سپاہی کی وردی

بوٹ لمبے لمبے جیسے سواروں کے پتلون بعض کی سفید
بعض کی نیلی کوٹ نیلا۔ ٹوپی برہ کے چمڑہ کی اوپر کپڑا چڑھا ہوا۔ کپڑے
پر پیتل کا تمغہ لگا ہوا۔ اوس پر نصر من اللہ فتح قریب لکھا ہوا
اوپر برک کپڑے کا چھوٹا بران کوٹ۔ بران کوٹ کے بالائی حصے میں

پہنے ہوئے ایسا جوڑا ہوا جو سر کے اوپر بوقت بارش اوڑھ لیا جاوے ۔

اوزار ہاپیہ شاید یہہ اوزار ایک سپاہی کا حلیہ ہے جیسا ان بچہ پاہی چلتے تھے سب ہتہیار لگائے ہوئے جاتے تھے ۔ بازار میں سنگین کو چہ مین جہان کہین انکا گذر ہوتا تہا ۔ اسی طرح مسلح نظر آتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پٹھانون مین شاید کوئی مین لمبے چوڑے کی اور قواعد پیادے کے ہتیار رکھنے کا دستور نہین ہے ۔

پٹھان سپاہی کی بندوق بندوق ان سپاہ یکی ساخت کابل بتلائی گئی تھی ۔ ہم نے دو ایک ستہ بندوق مانگ کر دیکھی بھی تھی ۔ تاکہ دیکھین کہ یہہ کہان کی بنی ہوئی ہے ۔ اگر یورپ کی بنی ہوئی ہوتی تو غالباً نام کاریگر کا ادسپر درج ہوتا اگر واقعی یہہ بندوقین کابل کی بنی ہوئی ہین تو سلاح سازی مین کابل نے بہت بڑی ترقی کی ہے ۔

پٹھان سوار پٹھان سوار کا حلیہ پٹھان پیادہ سے بہت مختلف نہین بجز سنگین کے بعض سوارون کے پاس نیزہ تصور کر لو تو پوری صورت دکھائی دیوے ۔

سوارونکے گھوڑے سوارون کے گھوڑے ہمارے سرکاری رسالون کے گھوڑون کے برابر قد آور نہین ہین اور صفر کی صعوبت سے اور بھی زیادہ کم حیثیت نظر آتے ہین لیکن اپنی بناوٹ سے شاید اپنے ملک کیواسطے زیادہ موزون ہین ۔

گھوڑوں کے ساز و یراق | انگریز افسروں کے ساز و یراق سارے ایک ہی قسم کے اور ایک ہی رنگ کے تھے جو کہ بنے ہوئے تھے۔ اور یہ یکرنگی کے نظارہ سے دلپذیر اثر ہوتا ہے وہ اس گوناگونی سے نہیں ہو سکتا۔

امیر صاحب کی فوج کی جسمانی طاقت | سوا چند سوائے معدود ے چند کے باقی قد و قامت کے آدمی ہیں سارے آدمی گرانڈیل اور کڑیل جوان نظر آتے ہیں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ کابل میں جو جسمانی پیمانہ اعلیٰ نہیں ہے جس پیمانہ پر ہماری سرکار میں بھرتی ہوتی ہے اسی پیمانہ پر کابل میں بھرتی ہوتی ہے۔

امیر صاحب کی فوجی استعداد و قابلیت | لیکن جہاں تک غور کیا جاتا ہے یقین ہوتا ہے کہ اگر امیر صاحب کی فوج انگریزی افسروں کے ہاتھ اور نگرانی میں ہو۔ تو وہ اپنے ملک میں ایسا کام دینے کی قابلیت رکھتی ہے۔ جو شاید کسی اور سے بمشکل انجام ہو سکے۔

امیر صاحب کے افسروں کی وردی | امیر صاحب کے افسروں کی وردی بہت شاندار تھی کوٹ اور پتلون میں لیس افراط سے لگا ہوا تھا۔

امیر صاحب کا لباس | مگر امیر صاحب کا لباس سادہ تھا۔

امیر صاحب اور افسروں کی عجیب ٹوپی | ٹوپی امیر صاحب کی اور اکثر افسران امیر صاحب کی عجیب قسم کی تھی وہ ایک قسم کے معمولی ہموکی معلوم ہوتی تھی وہ گول سی تھی اور

امیر صاحب کا حلیہ

امیر صاحب ہماری نسبت زیادہ ہماری جوان ہیں - سن شریف
قریب ۵۰ برس کے ہوگا۔ رنگ پکا ہے۔ خال و خط خاص ہیں - وضع میانہ
ہے چہرے سے سطوت جلال اور رعب داب نمایاں ہے - ڈاڑھی گول ہے
بہت لمبی نہیں ہے۔ قواعد کے دن گھوڑے پر بھی سوار دیکھے گئے تھے مگر
مرض نقرس سے پیروں میں قدرے تکلیف ہے ۔

حیدر آباد و نیپال کے ڈیپوٹیشن

یہاں پہونچکر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حیدر آباد و نیپال
کے ڈیپوٹیشن کا بھی ذکر کر دوں - اس بات کا ذکر کرنا یہاں شاید
بے محل نہ ہوگا کہ ان ڈیپوٹیشن کے شریک ہونے کی وجہ کیا تھی اسکو
معلوم ہے کہ ہندوستان میں سب سے بڑی دیسی ریاست حیدر آباد کی ہے اور
وہ ایک مسلمان ریاست کی حیثیت رکھتی ہے - خدا اسکو قائم رکھے -

مسلمان ریاستوں کی تائید

... سلطنت کو غلط خیال پیدا ہوا ہے کہ ہندوستان کے نواب
اور راجہ سلطنت انگلشیہ سے خوش نہیں ہیں جب ہمکو سرحد پر آتا دیکھینگے
تو ہماری جانب ہو جاوینگے مگر وہ بالکل بے خبر تھے (اور دھوکہ میں ہیں اور
اس دھوکے سے انہیں نکالنا چاہئے) کہ اس سب سے بڑی مسلمان ریاست نے
غدر ۱۸۵۷ء میں سرکار انگلشیہ کو کیسی نمایاں مدد دی تھی اور یہ سب سے بڑی
مسلمان ریاست سب سے پہلے سرکار انگلشیہ کی حمایت میں جان سے مال سے
اور فوج سے میدان جنگ میں روسیوں کے مقابلہ میں جانے کے واسطے

تا ہے۔ پس اسکے ڈپیوٹیشن کے یہہ معنے ہین۔

ریاست حیدرآباد کا مختصر ذکر

لیکن اگر اس ریاست کے متعلق مین اسی پر اکتفا کرون تو ہزارہا ناظرین کو کچھ بہی تسلی نہ ہوگی اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ریاست کا تہوڑا سا حال یہان تحریر کیا جاوے۔ اس ریاست کے خاندان کا بانی آصف جاہ ترکمان الاصل تہا۔ یہہ شخص شہنشاہ اورنگ زیب کا مشہور جنرل تہا۔ نظام حال کا نام نامی میر محبوب علی ہے۔ یہہ ۱۸۶۶ء مین پیدا ہوئے تہے۔ سن شریف اسوقت قریب ۲۹ سال کے ہوگا۔ سنہ ۱۸۹۵ء یہہ سلاطین ہزار برس ۔۔ ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

ریاست حیدرآباد کا رقبہ

طول اس ریاست کا جنوب مغرب سے شمال مشرق تک ۴۷۵ میل ہے عرض بہی قریباً اسیقدر ہے۔ کل رقبہ ریاست حیدرآباد کا ۰۰۰...میل مربع ہے۔ برار کا رقبہ ۱۷۷۲۸ میل ہے دونون رقبون کی میزان ۰۰۰... میل مربع ہے۔

ریاست حیدرآباد کی آبادی

مردم شماری صحیح تخمین ہوئی لیکن کہتے ہین کہ سنہ ۱۸۸۱ء مین صوبہ برار کی آبادی ۲۲۶۴۹۶ ۲ تہی اور ریاست حیدرآباد کی ۰۰۰...۹ ہے ۔۔

محاصل ریاست حیدرآباد

ریاست حیدرآباد کی آمدنی مع آمدنی برار کے چار کروڑ روپیہ ہے۔ دو تہائی گورنمنٹ نظام خود ممالک محروسہ سے وصول کرتی ہے ایک تہائی گورنمنٹ برٹش برار سے وصول کرتی ہے اور صوبہ برار کی

اور کنٹنجنٹ وغیرہ کے خرچ کے واسطے جسقدر روپیہ ہوتا ہے وہ خرچ کر کر باقی گورنمنٹ نظام کے حوالہ کر دیتا ہے -

ریاست حیدرآباد کا سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ

سنہ ۱۸۰۰ء مین سرکار انگریزی کے ساتھ گورنمنٹ نظام کا یہہ عہد ہوا تھا کہ ضرورت کے وقت ۶ ہزار پیادے اور ۹ ہزار سوار سرکار انگریزی کی خدمت مین حاضر کر دیا کرین گے مگر وقت مقابلہ کے وقت جب سرکار انگریزی کے پاس حسب عہد سرکار نظام نے کمک بھیجی تو وہ کام کی نہ نکلی - اسواسطے سرکار انگریزی نے سنہ ۱۸۵۳ء کے عہدنامہ کے روسے خود ۵ ہزار پیادے اور ۲ ہزار سوار اور چار فیلڈ باٹری بھرتی کی اور یہہ فوج کنٹنجنٹ کے نام سے موسوم ہوئی - اور پھر حیدرآباد کماسا دینے کی ذمہ داری سے بری ہوا - سنہ ۱۸۶۰ء مین ایک اور عہدنامہ ہوا اس عہدنامہ کے روسے گورنمنٹ نظام کی مملکت مین کچھ اور اضلاع شامل ہوگئے -

مگر یاد رکھنا چاہیے کہ فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کیواسطے پہلے سے گورنمنٹ نظام نے چند اضلاع گورنمنٹ انگریزی کے سپرد کر دئے تھے - سنہ ۱۸۵۳ء مین ۳۲ لاکھ روپیہ کا صوبہ برار اونہین اغراض کے واسطے سرکار انگریزی کے حوالہ کیا گیا - جو عہدنامہ سنہ ۱۸۵۳ء مین مندرج تھے یعنے یہہ کہ کنٹنجنٹ فوج کی تنخواہ اور پنشن بھی صوبہ کی آمدنی سے دیجایا کرے اب برار کی آمدنی سرکار انگریزی کے زیر حکومت آکر بہت بڑھ گئی ہے - جسقدر آمدنی بڑھ گئی ہے - وہ سرکار انگریزی

خود تحصیل کر کے نظام گورنمنٹ کو دے دیتی ہے۔

نظام کی آمدنی کا تخمینہ، تخمیناً ....۵ ہزار روپے اسمین دونون شامل ہین۔

ریاست حیدرآباد کی مشہور چیزین۔ ریاست حیدرآباد مین یہ چیزین ایسی بنتی ہین کہ اور کہین نہین بنتین۔ ظروف بدری کمخواب اورنگ آباد اور گلبرگہ وغیرہ کا۔ کاغذ کاغذپور کا جو دولت آباد کے مشہور قلعہ کے پاس ہے۔ میناکاری جیسی عمدہ حیدرآباد مین ہوتی ہے اور کہین نہین ہوتی۔

حیدرآباد کی ریاست کا نظم ونسق بسمارک ہندی۔ نظم ونسق اس ریاست کا بہت عمدہ ہے۔ یہ اس ریاست کی خوش قسمتی تھی کہ جسطرح جرمنی کو پرنس بسمارک مل گیا تھا۔ اسیطرح خوش قسمتی سے اس ریاست کو سرسالارجنگ (ہندوستانی بسمارک) ملگیا۔ جسطرح پرنس بسمارک یورپ کی حسن تدبیر سے جرمنی کل یورپ مین اول درجہ کی دولتون مین شمار ہونے لگی۔ اسیطرح ریاست حیدرآباد سرسالارجنگ (بسمارک ہندی) کی حسن تدبیر سے کل ریاست ہائے ہندی مین اول درجہ کی ریاست مسلم طور پر قرار پائی۔

عہد سرسالارجنگ کی ترقی پر سرسری نظر۔ ۳۰ برس کے عرصہ مین عہد سرسالارجنگ مین جو ترقی اس ریاست نے کی وہ حیرت خیز ہے۔ اس مدبر کے عہد مین ریل بنا۔ سٹرکین بنین اور برقی تار کا سلسلہ پھیلا۔ مالی و ملکی انتظام کی درستی ہوئی

سررشتہ تعلیم نے ترقی پائی ۔ ہم آئندہ باب تو نہایت ... [illegible] مختصر ... وسائل

آمد و رفت کا مختصر ذکر کرتے ہین ۔

وسایل آمد و رفت ریل ریاست کے جنوب مغربی حصہ سے گذر کر مدراس اور بمبئی کو

ملا دیتی ہے گریٹ انڈین ۔ پی ۔ ئی ۔ شولا پور ریلوے ۔ رائچور ... [illegible] آتی

ہے اور یہان مدراس ریل سے مل جاتی ہے گریٹ انڈین ۔ پی ۔ ئی ۔ شولا

ریلوے کی لائن مین وادی شاہ آباد سے سات میل کے فاصلہ پر نظام

اسٹیٹ ریلوے کی شاخ شہر حیدرآباد اور چھاونی سکندرآباد کو جاتی ہے

تار برقی حیدرآباد سے ٹیلیگراف کی دو لینین جدا ہوتی ہین ایک

تو گوشہ جنوب و مغرب مین بلاری کو جاتی ہے ۔ دوسری ... [illegible]

کے نزدیک سے مس لی پٹم کو جاتی ہے ۔

بڑی بڑی سڑکین ایک سڑک شمال سے جنوب ناگپور سے چلکر شہر حیدرآباد کو

ہوتی ہوئی بنگلور کو جاتی ہے ۔ دوسری جنوب مشرق سے شمال مغرب کو

مدراس اور مس لی پٹم سے شہر حیدرآباد کو ہوتی ہوئی پونا کو جاتی ہے

اور وہان سے ہوتی ہوئی بمبئی کو جاتی ہے تیسری جنوب مشرق سے

شمال مغرب کو شہر حیدرآباد سے اورنگ آباد کو جاتی ہے ۔ یہ سب عہد سر سالار

جنگ کے یادگار ہین یا تو اس سبب سے کہ اونکی عہد مین جاری ہوئین یا اس

سبب سے کہ ونکے عہد مین انکی ترقی ہوئی ۔ سر سالار جنگ تعلیم مغربی کے فیض

یہہ سرسالار جنگ مرحوم کی بصیری اور قدر دانی تہی کہ ایسے عمدہ اہلکار ریاست کو مل گئے ۔

انگریزی پلٹن پنشن یافتہ کی قدر سرسالار جنگ کے نزدیک

سرسالار جنگ کی صاحب تدبیری اس سے نمایان ہے کہ انہون نے جسطرح انگریزی توپخانہ کے نکلے ہوئے گہوڑے اور فوج انگریزی کے اوترے ہوئے ہتہیار بیکار تصور کئے تہے ویسے ہی انگریزی کہر کا ہوئے "پنشن یافتہ" ملازم ہی اپنی ریاست مین بیکار تصور کئے اونکی راے زرین نے ہرگز پسند نہ کیا کہ جن بوڑہے ملازمونکو نکما ثابت کر کے سرکار انگریزی نے فرمان آزادی بخشا تہا اونکے گلے مین ملازمت کا پٹہ پہر ڈالدین ۔ وہ چلی ہوئی آتش بازی کو پہر چلوانا خبطیون کا فعل سمجہے ۔ انہون نے بے شک سیکہے ہوئے اور تجربہ کار اہلکار ڈہونڈہے مگر ایسے کہ اگر سرکار انگریزی کے ہان ہی وہ رہتے تو کم سے کم بیس بیس برس اور کام کرتے ۔

ریاست حیدرآباد سے سرسالار جنگ کی دائمی مفارقت

اگر سرسالار جنگ کی ساری باتونکا ذکر کرون تو مجہے اندیشہ ہے کہ بہت طول ہوجاوے ۔ مختصر یہہ کہ اس بندۂ خدا نے ریاست کو پورانی جاہلیت کے زمانہ کی بندشون سے چہوڑایا اور ابہی وہ بہت کچہہ کار ہائے نمایان اس ریاست مین کرتا مگر افسوس ہے کہ اس عقیل بے عدیل کو قبل از وقت ریاست سے دائمی مفارقت کرنی پڑی اور اس سے نہ صرف ریاست ہی کے دلپر حسرت کا داغ لگا بلکہ قوم مین ستے

جو شخص اپنی قوم کا فخر اس وزیر باتدبیر کو سمجھتا تہا اسکے دلپر ہی۔

سالار جنگ مرحوم کے لایق جانشین

مگر شکر کا مقام ہے کہ سر سالار جنگ مرحوم کا جانشین لفحوائے الولد سر لابیہ بہت بڑا لایق نوجوان وزیر ہے۔ ہمنے اس ہونہار بسمارک کو صحین دیکہا مگر ہمنے اسکی انگریزی اور فارسی اسپیچین وقتاً فوقتاً پڑہی ہین جو اوسنے لارڈ رپن کی یادگار قایم کرنے کے وقت حیدر آباد مین دی ہتین۔ جو اوسنے علیگڈہ کے مدرستہ العلوم کے معائینہ کے زمانہ مین دی ہتین۔ جو اوسنے سید محمود صاحب جج ہائی کورٹ الہ آباد کی دعوت کے وقت کلب الہ آباد مین دی تہی۔ جو اُسنے لکہنو مین تشریف لانے کے زمانہ مین دی ہتی۔ یہہ سب اسپیچین پبلک کے روبرو موجود ہین۔ چشم بینا اور دل دانا انکے ملاحظہ سے جان سکتا ہے کہ یہہ ہونہار نوجوان مدبر ایک دن کیا ہونیوالا ہے۔ خداوند کریم اس کو صرصر حوادث سے بچاوے۔ آمین۔

نواب منیر الملک

اس ہونہار نوجوان مدبر کا بہائی نواب منیر الملک مع دو اور عالی قدر ارکان کے حیدر آباد کے ڈپوٹیشن مین آیا تہا۔ ہم نے اُس سے پنڈی مین ملنے کا ارادہ کیا تہا۔ مگر افسوس کہ کسی سبب سے ہم یہہ ارادہ پورا نہ کر سکے تاہم ہمنے نواب منیر الملک کو اور انکے ہمراہیون کو اتفاقاً کئی بار چلتے پہرتے دیکہا ہے وہ راولپنڈی مین ڈاک بنگلہ کے پاس ایک کوٹہی مین فروکش ہتے۔

آرائشین خوشنما لگتی تھین کچھ جاتی رہین گئین ۔ مجھے خیال آیا کہ میرا ایک راجہ اور نواب
چاہتے تھے۔ مین سمجھتا ہون یہ خیال رہتا ہے کہ میرا لباس دوسرون سے بڑھکر ہو اور
اگر ایک آدمی ہزار روپیہ کی کمخواب پہنتا ہے تو دوسرا دو ہزار کا اور تیسرا
اوس سے بھی آگے بڑھتا ہے۔ اور جب اوس سے بھی زیادہ قیمت کا کمخواب
نہین ملتا تو اوسمین لعل و جواہر لگائے جاتے ہین تاکہ وہ اورون سے قیمت
مین بڑھ جاوے۔ اسیطرح پوشاک کی ہر جزو کا حال ہے۔ مگر یہ بھی ممکن
نہین ہے کہ یہان بھی کوئی حد ہو آخر ایسے کسی کو ناچار ہو جاوے جس سے
اور فوق کی تلاش نہو سکے۔ پھر اس کثرت آرائش سے وہ بدنما اور بدصورت ایسی
ٹھہر جاتی ہے کہ بجائے خوبصورت دکھائی دینے کے وہ بدصورت دکھائی
دینے لگتی ہے۔ مین بلامبالغہ عرض کرتا ہون کہ بعض چیف جیسے اپنی زرق برق
پوشاک سے پارسیون کی تھیٹر کے ممبر معلوم ہوتے تھے

آرائش کہانتک زیبا ہے

مین یہ نہین کہتا کہ ہمارے راجہ اور نواب کچھ بھی
آرائش اور تکلف لباس مین نہ کرین۔ مگر جو کچھ انہین کرنا چاہئے وہ اسیقدر کرنا
چاہئے کہ نیچر کو کسیقدر آرائش کی اعانت ہو جاوے نہ یہ کہ وہ آرائش
نیچر پر غالب آجاوے دیکھئے آٹے مین تھوڑا نمک اسے مزہ دار کر دیتا ہے
لیکن اگر آٹے مین زیادہ نمک ملا دیا جاوے تو اوس سے جو بدمزگی پیدا
ہوگی وہ سب اہل مذاق جانتے ہین۔ ہمنے ڈیوک آف کناٹ اور لارڈ ڈفرن

کو دیکھا ہے۔ اگر ہم بھی پوشاک میں ایسا ہی تکلف کریں تو خدا جانے انکو
کہاں کھپانا پڑے۔

ڈیوک آف کناٹ اور لارڈ ڈفرن کی سادگی

جیسے تماشا ہے تھا راولپنڈی میں ایک دن شام کو ہم سیر کو گئے
کے پاس سے گورنری کیمپ کیطرف لارڈ ڈفرن کو آتے
ہوئے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار تھے سر سٹوارٹ صاحب کمانڈر انچیف
بھی ہمراہ تھے۔ ایک اور صاحب گھوڑے پر آگے آگے چلے جاتے تھے۔ اور
یہ دونوں پیچھے پیچھے باتیں کرتے چلے آتے تھے۔ ہمارے پاس سے یہ دونوں گذر گئے
اگرچہ ہم نے انکو پہلے دیکھا ہوا تھا مگر سادگی کے سبب ہمارے ذہن میں اس
بات کا خیال بھی نہ آیا کہ نائب السلطنت اور مقدمۃ الجیش انکے بعد ہم
زمانہ میں اس سادگی سے پھرینگے۔ اسواسطے بادی النظر میں ہماری شناخت
معطل رہی مگر معاً غور نے شناخت کرا دیا کہ یہ نائب السلطنت اور مقدمۃ الجیش تھے

سادگی کے متعلق نواب حامد علی صاحب دہلوی کا تذکرہ

ہمیں اس سادگی کے متعلق ایک دہلی کی حکایت یاد آئی اوسکا اس
مقام پر درج کرنا فایدہ سے خالی نہوگا۔ اسواسطے وہ ہم بیان
لکھتے ہیں۔ شہر دہلی میں نواب حامد علی خان صاحب ایک خوش
مذاق کے آدمی رہتے تھے۔ ایک دن جہان پناہ نے کل عمایدِ شہر کو حضور میں بلایا
نواب صاحب کو بھی پیغام آیا۔ جملہ عمایدِ شہر نے حضور سے ملنے کے واسطے بڑی
بڑی فاخرہ پوشاکیں بنوائیں نواب حامد علی صاحب کو بھی بہت [illegible] انہوں نے

اپنے واسطے کوئی فاخرہ پوشاک نہ بنوائی صرف سادہ پوشاک پر قناعت کی مگر
اپنے نوکرون کو ویسے ہی بلکہ اُنسے بہی بڑہکر پوشاکین بنادین جیسی عمایدِ شہر
نے اپنے واسطے تیار کرائی تہین۔ جب سب عمایدِ شہر کے حضور کی خدمت مین
حاضر ہوئے تو نواب حامد علی خان صاحب کو سادہ لباس پہنے ہوئے دیکہکر
اونکی حقارت کے اشارے آپسمین کرنے لگے لیکن ایکہی منٹ کے بعد جو
اونکی نظر نواب حامد علی خانصاحب کے نوکرون پر پڑی تو اپنے سے اعلی پوشاکین
اونکو زیب تن کئے ہوے دیکہکر ازبس منفعل ہوئے۔

دوسری ڈیپوٹیشن نیپال کی تہی

دوسرے ڈیپوٹیشن جیسا مینے اوپر بیان کیا نیپال کی تہی۔
یہہ ڈیپوٹیشن گورنر جنرل صاحب کے کمپ سے تہوڑے دور خیمون
مین مقیم تہا۔ اس ڈیپوٹیشن مین ۳۔ آدمی تہے اتفاقاً اونکی ہماری ملاقات
بہی ہوگئی تہی۔ ان تین صاحبون مین سے ایک نوجوان کی عمر تخمیناً ۲۵ سال کی ہوگی
دوسرے کی تخمیناً ۳۰ سال کی اور تیسرے کی چالیس پینتالیس سال کی ہوگی پہلے کی ڈاڑہی نہ تہی۔ دوسرے
کی ٹہوڑی مین تہوڑے سے بال تہے۔ تیسرے کی ٹہوڑی مین ذرہ زیادہ بال تہے

صاحبان ڈیپوٹیشن کا کریکٹر خط وخال

خط وخال انکے اگرچہ گورکہون کے سے تہے مگر مناسب
و موزون تہے۔ رنگ صاف تہا۔ تناسب اعضا اچہا تہا۔ قد
گورکہون کی مانند پستہ نہ تہا۔

اونکا لباس

لباس یہہ سب انگریزی پہنتے تہے۔ ٹوپی بہی ان سب صاحبونکی انگریزی
تہی

تھی۔

انکے گھوڑے

ہمنے ان کو گھوڑون پر بھی سوار دیکھا ہے اونکے گھوڑے بھی ویسے ہی خوبصورت اور انگریزی ساز و یراق سے آراستہ تھے جیسے نواب منیر الملک صاحب کے۔

ان صاحبون کے خیالات

جسوقت ہمنے ان صاحبون کو ان کی قیامگاہ پر اتفاقیہ دیکھا تو دیکھا کہ یہہ دونون صاحب دیوان سے باہر کھڑے ہوئے گورکھا پلٹن کے چند سپاہیون اور رسالدارون سے گفتگو کر رہے تھے سب نوجوان ان گورکھا سپاہیون سے یہہ کہتا تھا کہ اب تم سرحد افغانستان پر لڑائی کے واسطے جاؤگے۔ تمہارے ملک کی بہادری مشہور ہے۔ دیکھو ایسا نہ کرنا کہ تمہارے ملک کو بٹہ لگے بلکہ ایسی بہادری دکھلانا کہ تمہارا ملک سرخرو رہے۔ گورکھا سپاہی کہتے تھے ہمارا راج ہم حضور کا حکم مانینگے اور کبھی پیٹھ نہین دکھاوینگے۔

ان صاحبونکی زبان

اگرچہ یہہ نوجوان اپنی گورکھا زبان مین گورکھا سپاہیون کو ہدایت کر رہے تھے تاہم اونکی زبان ایسی غیر۔ غور سے سننے والے کو معلوم نہین ہوتی کہ وہ مطلب سمجھ لیوے۔

ان صاحبونکی تعلیم

ہمنے سنا ہے کہ یہہ سب صاحب انگریزی بخوبی لکھہ پڑھ سکتے ہین۔

اس ڈیپوٹیشن کی علت غائی

اس ڈیپوٹیشن کے راولپنڈی آنے سے بھی وہی غرض تھی جو نواب منیر الملک صاحب کے ڈیپوٹیشن کے آنے سے تھی۔

مختصر حال ریاست نیپال

یہان تھوڑا سا حال ریاست نیپال کا بھی عرض ہو۔ طول اس ریاست کا ۴۵۰ میل ہے۔ عرض ۱۵۰ میل ہے۔ کل رقبہ ۵۴ ہزار مربع میل ہے۔

آبادی

کہتے ہین آبادی ۲۰ لاکھ کی ہے۔ گرچہ یہ مقدار بہت تہوڑی ہے غالباً زیادہ ہوگی۔

محاصل

کرنیل کرک پاٹرک ۱۷۹۳ء مین بمقام کہٹامنڈو دارالسلطنت نیپال مین گئے تہے اگر اونکی تحریر مانی جاوے تو اوس وقت ہر قسم کی آمدنی ۳۰ لاکھ روپیہ تھی۔

خاندان

راجہ نیپال کا خاندان بڑا پرانا ہے۔ ہم اس خاندان کی تاریخ مفصل سے بیان کرنا مناسب نہین تصور کرتے ہمارے نزدیک اسیقدر بتانا کافی ہوگا کہ ۱۸۱۶ء مین جب نیپال کا راجا ۲۱ برس کی عمر مین مرگیا تو اوسکا بیٹا راجندر شاہ گدی پر بیٹھا اوسوقت اوسکی عمر ۳ برس کی تہی۔ بہیم سنگہ تہپا اوسوقت ریاست کا وزیر اور اس راجا کا ولی تہا۔ جنگ بہادر کا چچا اوسوقت ایک بڑے عہدہ پر ممتاز تہا۔ وہ رانی کے اشارہ سے مارا گیا۔ اور پہر وزارت نئی قائم ہوئی اور جنگ بہادر اوسوقت کمانڈر انچیف مقرر ہوئے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد نیا وزیر قتل ہوا رانی اس وزیر کو بڑا عزیز رکہتی تہی اسواسطے اوسنے کہا کہ وزیر کے قتل کا بدلہ لو۔ وزیر کے قتل کے بعد امرائے عظام محل شاہی مین جمع ہوکر

مشورہ کر رہے تہے۔ جنگ بہادر بہروسے کے چند سپاہی لیکر محل مین گہس گئے اور قتل شروع کیا۔ ۱۴۰ امیر قتل کئے۔ دوسرے دن جنگ بہادر وزیر مقرر ہوئے لوگون نے جنگ بہادر کے بہی قتل کا مشورہ کیا۔ جنگ بہادر کو خبر ہوگئی جو سرغنہ تہا اوسکو اور اوسکے ہمراہیون کو تہ تیغ کیا۔ راجا مع اپنی رانی اور سد وصغیر سن بچون کے جلاوطن ہوئے۔ جو ولیعہد تہا وہ گدی پر بیٹہا۔ جنگ بہادر ولایت بہی گئے تہے۔ وہ انگریزون مین مشہور تہے۔ وہ انگریزون کے وفادار دوست تہے۔ انہون نے ۱۸۷۷ء مین اس دنیائے گزشتنی اور گزاشتنی کو چہوڑا۔

رعایا کے فرائض | نیپال مین ضرورت کے وقت ساری رعایا پر گورنمنٹ اور ملک کی حفاظت کیواسطے ہتہیار اوٹہانا فرض ہے۔

گورکہا سپاہی | اسموقع پر یہہ جتانا بہی نازیبا ہوگا کہ ریاست نیپال علی العموم گورکہون کا گہر ہے۔ گورکہئے اگرچہ قد وقامت مین بڑے مخفیف ہوتے ہین مگر سپاہی اچہے ہوتے ہین اون سے جو بہادری کے کام پچہلے جنگ افغانستان مین بمقام پیوار کوتل ظہور مین آئے تہے وہ ہمارے ناظرین کے حافظہ مین ہنوز تازہ ہونگے۔

نیپال کی رگیولر آرمی | نیپال مین تخمیناً ۳۰۰۰۰ رگیولر فوج ہے۔ اور از انجملہ نیپال گورنمنٹ نے ۲۰۰۰۰ ہزار فوج سرکار انگریزی کو واسطے جنگ کابل کے (جب تار کی خبر پہنچے فی الفور) دینے کا وعدہ کیا ہے ہمین امید ہے

یہہ امداد اعلی ترین امداد مین سے ہوگی ۔

نیپال کی مدد سنہ ۵۷ء مین اور حال مین

غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے حالات پڑہنے والون کو یاد ہوگا کہ لکہنو کے فتح کرنے مین فوج گورکہا نیپال نے ہماری سرکار انگریزی کو مدد نمایان دی تہی ۔ اور اب بہی نیپال اوسیطرح سے اپنی وفاداری ثابت کرنے کے واسطے آمادہ ہے ۔

مدد مجوزہ کے علاوہ گورکہہ سپاہی کی بہرتی

ہمین یہہ بہی امید ہے ۔ کہ علاوہ اس مدد مجوزہ کے جسقدر نئے گورکہیئے ہمکو بہرتی کرنیکی ضرورت ہوگی ۔ اونکی بہرتی مین بہی سرکار نیپال ہماری سرکار کی مددومعاون ہوگی ۔

دیسی راجاؤنکی فوج

ہمنے دیسی راجاؤن اور نوابونکی بہی فوج دیکہی ۔ یہہ فوج تین طرحکی تہی ۔ توپخانہ سوار ۔ اور پیدل ۔

اونکی وردی اونکا سامان

اونکی نئی نئی وردیان اونکے نئے نئے ساز و یراق اور نئے نئے سامان بہت خوب صورت تہے ۔

اونکے گہوڑے

اونکے توپخانون اور رسالون کے گہوڑے صورت شکل مین سرکاری گہوڑون کے برابر تہے ۔

اونکے سپاہیونکی وضع

اونکے گولنداز ۔ سوار ۔ اور پیادہ علی العموم اچہے سپاہی معلوم ہوتے تہے مگر ۲۰ اسال سے لیکر ۴۰ سال تک کے بوڑہے آدمی موجود تہے ۔ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شاید جب تک سپاہی خود نوکری نہ چہوڑے ریاست

سے وہ کبہی علیحدہ نہین ہوتا۔

پیادہ کی فوج جو غدر میں آئی تہی

ہمنے یہہ بہی سُنا ہے کہ یہہ فوج دیسی ریاستونکی جو [illegible] آئی تہی وہ نہایت پسندیدہ تہی۔ اونمیں اچہے سپاہی اور گہوڑے [illegible] لائے گئے تہے ایسے ویسے پیچہے چہوڑ دئے گئے تہے۔ تو اسپر بہی یہہ فوج کسیقدر واقف تہی۔

کل دیسی ریاستونکی فوج پر غور

یہہ فوج دیسی ریاستونکی جو ہمیشہ [illegible] سکے از ہزار و اندکے از بسیار سمجہنا چاہئے اور [illegible] کیطرف خیال دوڑانا چاہئے اور دیکہنا چاہئے۔

اول۔ کل دیسی ریاستونکی کسقدر فوج ہے۔

دوم وہ کیسی ہے۔ اور اس نازک وقت مین کیا کام دیسکتی ہے۔

سوئم۔ یا کیونکر کام دینے کے لائق ہوسکتی ہے۔

دیسی ریاستونکی فوجکی تعداد

اگر مین غلطی پر نہ ہون تو کل دیسی ریاستونکی فوج دو لاکہہ پچاس ہزار ہے۔ اگرچہ ان مین سے حیدرآباد۔ نیپال اور سندہیا کی فوج اعلی درجہ کی ہے۔ مگر وہ بہی اور ریاستون کی فوج سے اپنے جنرل کریکٹیر مین کچہہ ہی مختلف ہے۔

فوج رکہنے سے علی العموم دو اغراض وابستہ ہوتے ہین۔

ایک تو یہہ کہ ملک مین اندرونی امن قایم رکہے۔

دویم یہہ کہ ملک کو بیرونی دشمن کے حملہ سے محفوظ رکہے ۔

ہندوستانی ریاستون مین فوج رکہنے کی غرض

اب ہم دیکہتے ہین کہ ہندوستانی ریاستون مین بہی فوج انہین اغراض سے رکہی گئی ہے یا کسی اور غرض یا اغراض سے جہانتک ہمارا علم ہے کسی ہندوستانی ریاست کو بیرونی حملہ سے اپنی ریاست کو محفوظ رکہنے کا کبہی خیال بہی نہین آتا ۔ نہ یہہ خیال اونکے دلمین گذرتا ہے کہ کوئی پڑوسی ریاست ہماری ریاست کو دبا دیگی ۔ بیرونی دشمن کے واسطے جو کچہہ فکر ہے وہ گورنمنٹ انگلشیہ کو ہے ۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے رعب و داب سے یہہ بات ناممکن ہوگئی ہے کہ ایک ریاست دوسری ریاست کو دبا وے اس سے ظاہر ہے کہ دوسری غرض سے کسی ریاست مین فوج نہین رکہی جاتی ۔ البتہ کسیقدر ریاستون کے اندرونی حصہ مین امن قایم رکہنے کیغرض سے رکہی جاتی ہے ۔ مگر رعب و داب سلطنت انگلشیہ سے علی العموم ریاست کے اندرونی حصہ مین بہی کوئی سر اوٹہانیکی کم طاقت رکہتا ہے ۔ پہر ہماری غرض ریاست مین فوج رکہنے سے کچہہ اور ہے ۔ اور وہ یہہ ہے کہ ریاست مین فوج نمود کیواسطے رکہتے ہین ۔ یا یہہ کہ جیسے اور بہت سے ہی امور ریاستون مین بلا کسی خاص غرض کے رسم و رواج کی پابندی سے عادتاً کئے جاتے ہین اسیطرح فوج بہی رکہی جاتی ہے ۔ اور کبہی یہہ غور نہین کیا جاتا کہ اس سے کیا کام لینا چاہئے یا جس کام کے لئے فوج موضوع ہوئی ہے اوس کے لایق اوسے بنانا چاہئے ۔

جہان فوج کی بھرتی سے بیجا اغراض وابستہ ہون وہان اوسپر کوئی توجہ نہین کرتا۔ یہی سبب ہے کہ اکثر اوقات۔ اسپ سوار بے جو مفند زین و رگر دمیباشد یا گھوڑا آنا۔ پاہی کو ملتا ہے۔ تنخواہ کا منہہ چہہ چہہ مہینے نہین دیکھتے اور جب تنخواہ آخر کبہی ملنے لگتی ہے تو اوسمین سے اول تگ و آٹے کی قیمت کاٹی جاتی ہے اوڈہی بتیون کا (جنرئیل فنڈ کیواسطے) چندہ کاٹا جاتا ہے۔ ریاست کے شاہزادون اور شاہزادیون کی شادی کیواسطے چندہ کاٹا جاتا ہے۔ بخشی صاحب (پے ماسٹر جنرل) جبتک اپنے ٹہ تہہ نہ کرلیوین تنخواہ کا بل پاس نہین کرتے اور اہلکار جبتک اپنا عشر نہ لین سپاہی کو کچہہ نہین دیتے۔

اسکے عوض یہ سپاہی کہتے ہین کہ جیسے تیرا لینا دینا ویسا ہمارا انگنا سجانا۔ وہ بسا اوقات اپنے گہر کہیتی باڑی کے کام مین مصروف رہتے ہین کبھی ضرورت ہو تو دو چار دن کے لیئے منہہ دکہا گئے اور پہر افسرون کی منت خوشامد کرکے چہٹی پاتے ہوئے اونکے ہتہیار علی العموم وہ ہوتے ہین جنکو سرکار انگریزی نے اس روز افزون کے زمانہ ترقی مین نکما سمجہہ کر مدت ہوئی کہ اپنی فوج سے دور کر دیا تہا۔ وہ نئے ایجاد شدہ ہتہیارون کے مقابلہ مین ایسے ہوتے ہین جیسے یکہ ریل گاڑی کے آگے۔

اونکے دو اسلے پر تلے اونکی وردی بہی علی العموم وہی ہوتی ہے جو سرکاری فوج کی نکمی سمجہہ کر اوتار دی ہتی۔ اور کباڑیون نے نیلام مین خرید کر بیا شتوفی

کی فوج کے ہاتھہ پڑ ا لی تہی ۔

دیسی ریاست کی فوج کے افسر علی العموم وہ ہوتے ہین جن کے باپ دادا کسی زمانہ مین افسر رہ چکے تہے اور یہہ عہدے اُن جنگی افسرون کو ورثہ مین ملتے ہین ۔ ان افسرون کو جنگی امور سے اسیقدر بعید نسبت ہوتی ہے جس قدر سورج بنسیون کو سورج سے ۔ اور چندر بنسیون کو آجکل چاند سے ہے ۔ ان افسرون کو فن جنگ مین کسی قسم کی تعلیم نہین دیجاتی ۔ وہ فن جنگ سے بالکل کورے ہوتے ہین ۔ اگر کسی نے بہت کمال پیدا کیا تو وہ یہہ ہوتا ہے کہ اسیقدر نوشت وخواند مین مہارت کرلے ۔ ان کیصورت انکی روزمرہ کی خفگی ۔ ان کے مشاغل ۔ انکے مذاق ۔ یہہ جملہ امور ثابت کرتے ہین کہ گو وہ کیسے ہی اور پیشہ کے لائق ہون مگر جنگ کے بالکل لائق نہین ہین ۔

فوج کے اعلی افسرونمین فن جنگ کی (علمی) سائینٹیفک ۔ اصول پر واقفیت درکار ہے یہہ حالت کا اگلا زمانہ نہین کہ تلوار لیکر کود پڑے اور "علی علی" یا "ہنومان ہنومان" کہکے گھسان مچا دیا یہہ زمانہ تہذیب اور ترقی کا ہے جسطرح یہہ زمانہ ریل اور تار برقی کے ایجاد سے مشہور ہے اسیطرح یہہ زمانہ فن جنگ مین روز افزون ترقیات کرنے سے مشہور ہے ۔ انسان کی ہلاکت کے واسطے آج وہ سامان اس تہذیب اور حکمت کے زمانہ نے مہیا کردئے ۔

ط ۔ فذا العجب ہمن دور کہڑے ہوئے وارے نیارے ہوجاتے ہین آہ

گن - گیلنگ گن - ہٹری بارٹنی - سینڈر - بریچ لوڈر ریفل - یعنے اقسام مذکورہ بالا کی توپون اور بندوقون کو دیکھو اور اپنی جہالت کے زمانہ سے دیسی ریاستون مین جو حالت تہذیب اور ترقی کی آج ہے اوس سے اس ترقی اور تہذیب کے زمانہ کا مقابلہ کر دیکھو تو معلوم ہوجائیگا کہ آج فن جنگ بھی ویسا ہی دقیق ہو گیا ہے جیسا کہ علم طبعیت اور مابعد الطبعیت ہوگیا ہے اور کوئی فوج کام کی نہوگی جبتک اوسکے افسر فن جنگ سے سائین - ٹی - فک اصول پر واقفیت نرکھتے ہونگے -

کیا سبب ہے کہ دیسی سپاہ مین سے یا دیسی امرا مین سے سرکار انگریزی کمانیر یا کپتان نہین بناتی علاوہ اور سببون کے ایک بڑا بھاری سبب یہہ ہے کہ فن جنگ سے دیسیون کو علمی اصول پر واقفیت نہین ہوتی -

ہمین اگرچہ ہم سرکار کو معذور سمجھتے ہین لیکن ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ کیون وہ صیغہ جنگ مین تعلیم کا دروازہ اسیطرح دیسیون کیواسطے نہین کہولدیتی جسطرح سول سروس کا دروازہ کہولدیا ہے -

گریز — لیکن اس بحث کو مین اسوقت اسی جگہہ چھوڑے دیتا ہون - مجھے اسوقت دیسی ریاستون کی فوج سے غرض ہے جبکہ مین اس بحث سے فارغ ہولونگا تو اس چھوڑی ہوئی بحث پر توجہہ کرونگا -

دیسی ریاستونکی فوج — مینے جو کچھہ دیسی ریاستون کی فوج کی نسبت اوپر لکھا ہے وہ مین خیال

مین استشناد | کرنا اونکو علی العموم صحیح ہے مگر اجمالی شکایتون کسی بعض صورتون مین استشنا بہی نکل آویگا لیکن

حکم کل پر دیا جاویگا تو اور یہ حکم صحیح دیا جاتا ۔

دیسی ریاستونکی فوج کی ابتر حالت کیون ہے | بعد اسقدر بیان کے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب مین یہہ دیکہون کہ دیسی ریاستونکی فوج کی ایسی حالت کیون ہے ۔ ترقی کرنے کے واسطے نمونہ کی بڑی ضرورت ہوتی ہے ۔ دیسی ریاستون کی یہہ خوش قسمتی ہے کہ یہہ نمونہ ہر جگہہ اونکی آنکہون کے سامنے ہے وہ ہماری سرکاری فوجکو اپنے گرد و پیش ہمیشہ دیکہتے ہین ۔ پہر وہ اوس نمونہ کی تقلید کیون نہین کرتے ۔

اسکے دو سبب | اگر مین غلطی پر نہون تو اوسکے دو سبب ہین ۔ ایک تو یہہ کہ بعض ریاستون مین اہلکار لایق نہین ہین ۔ دوم یہہ کہ سرکار انگریزی یا یون کہ بعض (حد سے زیادہ محتاط) حکام انگریزی ریاستونکی فوج کو اندیشہ اور رشک کی نظر سے دیکہتے ہین وہ خیال کرتے ہین کہ اگر دیسی ریاستونکی فوج برجستہ ہوگی تو مبادا کسی موقع پر وہ ہمارے مقابل کی تدبیرین سوچے ۔ اگر ہمارا حافظہ صحیح ہے تو ہمنے اس قسم کے مدبران یوروپ اور مدبران انڈیا کی متعدد تحریرین دیکہی اون محتاط اور اندیشناک مدبرون کو یہانتک دیسی ریاستون کی فوج سے اندیشہ ہوا ہے کہ اونہون نے گورنمنٹ کو یہہ صلاح دی ہے ۔ کہ اس فوجکو یکقلم موقوف کروا دین ۔

مہاراجہ سندہیا کا مذاق جنگی

ہمارے راجاؤن مین سے مہاراج سندہیا کی طبعیت کو فن
جنگ سے خاص طرح کا لگاؤ تہا - اور شغلون سے زیادہ اون
کا دل اس شغل مین لگتا تہا وہ خود روزمرہ اپنی فوج کی قواعد لیتے تہے وہ اپنی
فوج کے سر پر ایک جنرل کی صورت مین ہر روز نمایان ہوتے تہے - اون کا شغل فقط
یہی شغل ہے - اون سے کسیقدر پرکیٹس - ہماری سرکار کے دور اندیش مدبرون کو
نہ بہائی - انہون نے ہزار طرح کے داؤ پیچ سے مہاراجہ سندہیا پر ظاہر کردیا
کہ اونکی یہہ تکلیف بے سود تہی اونہون نے بتایا کہ اس سے زیادہ مفید کام ریاست
کے اندرونی انتظام کے مہاراج کی توجہ کے محتاج تہے - ایسے امن کے زمانہ مین
تہذیب اور شایستگی اندرونی کا خیال چہوڑکر فوج کی آراستگی کا خیال رکہنا
محض بے محل تہا - اونکو کسی اندرونی اور بیرونی دشمن کا خوف نہ تہا - اونکو
کسی پڑوسی ریاست کے دستبرد کا اندیشہ نہ تہا - پہر فوج کا آراستہ کرنا فضول
تہا - اونہون نے انہین پند و نصایح پر اکتفا نہ کی وہ کچہہ اس سے بہی آگے
بڑہ گئے یہانتک کہ مہاراجہ سندہیا کو چار و ناچار وہ شغل چہوڑنا پڑا جس کے ذوق
مین اونکی طبعیت ازبس موزون تہی -

مہاراج سندہیا کے مذاق جنگی پر روک ہونے سے اور ریاستونسے

کچہہ تو اس چہیڑ چہاڑ نے اور دیسی ریاستونکو فوجکی طرف عدم
توجہی کی ترغیب دی بقول شخصے ترکی کی تازی کا جواب دیتے تازی کو
عقل آجاتی ہے کچہہ اونکا میلان خاطر بہی پہلے سے اسطرف کم تہا

کیا اثر ہوا

اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فوج دیسی ریاستون کی تہذیب اور ترقی
کیجانب کسیکو توجہ نہی یہانتک کہ پیرامونٹ پاور (paramount power)
واگورنمنٹ شاہنشاہی نے بہی دیسی ریاستونکی کم توجہی کو جو اون سے بغیر
جنگ مین ظہور مین آتی تہی غنیمت سمجہا اور سب باتون مین گورنمنٹ شاہنشاہی
کیجانب سے ترقی و تہذیب کی تاکید ہوتی رہی - فوجکی تہذیب و ترقی کیطرف
اسطرح سے بہی تغافل کیا گیا - اسکا نتیجہ جیسا کہ توقع ہوسکتی تہی یہہ ہوا کہ کسی
دیسی ریاست کی فوج آج عمدہ اور قابل کار نہین ہے - یہہ اور بات ہے کہ
نمایش کے واسطے اسکو نئی وردی اور ساز و سامان پہنا دئے اور اس سے
وہ ذرا خوش نما نظر آئے - یا پانچ ہزار سے دو سو گہوڑے اور دو سو جوان
چن لئے اور وہ قابل کار معلوم ہوئے - عید کے دن بچے جہمجہماتے ہوئے
کپڑے پہنکر اتراتے ہین مگر جاننے والے جانتے ہین کہ باسی عید کو وہی تو وہ
خاک ہوگا اور یہہ بچے اوس سے کہیلتے ہونگے اسیطرح گندم کے گہن کہائے ہوئے
ڈہیر مین سے تم احتیاط سے ایک دو مٹہی دانے اچہے چن کر دکہا دو - مگر تمام
کو سارا ڈہیر واقعی ویسا اچہا ہوجائے یہہ ناممکن ہے -

دور اندیش مدبران انگلشیہ کو دیسی ریاستون کی فوج کی ابتر حالت پسند تہی

ہماری دیسی ریاستون کی فوج کی ایسی ہی حالت ہمارے دور اندیش مدبرونکو پسند
تہی - یا یون کہو کہ اون کے دلمین اوسوقت اور بہی زیادہ
ٹہنڈک ہوتی - جب اس سے زیادہ ابتر حال وہ دیکہتے اور

اگر وہ معدوم ہوجاتی تو اونکی خوشی کی انتہا نہ رہتی کہ اس صورت مین اونکے اندیشے بہی معدوم ہوجاتے ہیں اونکو یہہ حالت یا اس سے کچھ بدتر حالت دل سے پسند تہی اور وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہونگے کہ اونکی من مانگی مراد حاصل ہوئی ہے۔ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ٭ آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

اونکی اندیشون کی جانچ پڑتال	لیکن آج ہم یہہ دیکہنا چاہتے ہین کہ اونکے یہہ اندیشے کہانتک سچے تہے اور اگر وہ سچے نہ تہے تو یہہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔

سنہ ۱۸۵۷ء کا زمانہ ہماری سرکار کے لئے بہت نازک زمانہ تہا۔ اوسوقت ہمارے ہند کے راجاؤن اور نوابون کی ادنے سی بغاوت بہت خرابی پیدا کرسکتی تہی مگر سب جانتے ہین کہ سوا ایک دو نا چیز ریاستون کے باقی سب ریاستین سرکار انگریزی کے ساتہہ رہین۔ حیدرآباد نے دکن مین انتظام رکہا۔ نیپال نے لکہنو کے فتح کرنے کے واسطے گورکہا فوج بہیجنے سے مدد دی۔ اودیپور جے پور اور جودہ پور ثابت قدم رہے رامپور اور بہوپال وفادار رہے ٹونک اور جاورہ سرکار کی خیرخواہی کا دم بہرتے رہے گوالیار اگرچہ باغیون کے نرغہ مین پہنسا مگر سرکار کی خیر اندیشی اوسکے دل پر نقش رہی۔ اندور۔ بہرت پور۔ الور بہی معین مددگار رہے۔ بیکانیر جیسلمیر۔ بوندی۔ ریوان۔ جاورہ۔ جہالراپاٹن اور کوٹہ بہی امتحان وفاداری مین ثابت قدم نکلے۔

ریاستہائے پنجاب	اور راجگان و نوابان پنجاب کو کیا کہنا ہے جسقدر مدد اونہون نے

پھر کوئی نہ ہوا تو ہمیشہ واسطے خاندان کے کسی اور شخص کو دیا جاویگی۔ نہ یہ انتظام تہا کہ لاولدی کی صورت میں سرکار ہمیشہ کوئی لڑکا متبنیٰ کرنے دیگی۔ اب وہ زمانا نہیں ہے اب سرکار نے یہ بات ثابت کیہ ریاست ہمیشہ ہمارے خاندان میں رہیگی۔ بڑودہ کے مقدمہ نے یہ بات بین اور بڑی نتیجہ کرا دیا۔ بڑودہ کا مقدمہ ایسا سنگین اور پیچیدہ ہو گیا تہا کہ یہ یقین ہو گیا تہا کہ یہہ ریاست قلمرو انگریزی میں شامل کر لیجاویگی مگر سرکار نے باوجودیکہ مہاراجہ سابق کے ذمہ جرم ثابت کیا تاہم ریاست کو ضبط نہیں کیا۔ اوسکو بدستور اوسی خاندان میں رہنے دیا۔

دیسی ریاستوں میں تہذیب نے بڑا اثر پیدا کر دیا ہے

علاوہ اسکے عام تہذیب کی ترقی سے آج دیسی ریاستوں میں بہت کچہ فرق آگیا ہے کم کوئی دیسی ریاست ایسی ہوگی جسمین سے ریل اور تار برقی کا گذر نہیں ہوتا جسکے رئیس کو زبان انگریزی سے آگہی نہیں۔ جو انگریزی پولیٹکل (علم سیاست مدن) نہیں سمجہتا جسکی رعایا میں تعلیم کی روشنی نہیں پہیلتی۔ جو انگریزی سلطنت کے شان وشوکت اور اقتدار بحری اور بری سے واقفیت نہیں رکہتا۔ جو ممالک یورپ کی دیگر دولتوں کی طاقت سے دولت انگلشیہ کی طاقت کو زیادہ نہیں مانتا۔ اب ایسے رئیس بہت کم رہ گئے ہیں جو غوک چاہی کیطرح اپنے چاہ کو بحر ذخار سمجہتے ہیں غرض اگر آجکے دن کا ۱۸۵۸ء کے ساتہہ مقابلہ کیا جاوے تو ہر ریاست میں

ہوگیا ہے۔ اسواسطے تنخواہ ہی سپاہی کی ایسی مقرر کرنی چاہئے کہ خوشی سے اچھے سپاہی ہاتھ آسکیں۔ ہمارے ملک میں اکثر نوکری پیشہ اہل سیف زیادہ ہیں کون نہیں جانتا کہ رام پور کے روہیلوں۔ جے پور۔ جودہپور کے ٹہاکروں۔ راجپوتوں کو سمجھ میں جانتا۔ پھر مسلمان راجپوت ہندو اور مسلمان جاٹ اور شیخ سید مغل پٹھان سے کیسی عمدہ سپاہ مرتب ہوسکتی ہے۔

گھوڑونکی بھرتی جب ہر ریاست کی سپاہ اسطرح مرتب ہوجاوے تو گھوڑونکی بھرتی بھی اسیطرح چھانٹ کر کیجاوے۔ خواہ وہ توپخانہ کے لئے ہوں خواہ رسالہ کے لئے۔

اعلےٰ قسم کے اسلحہ ہتھیار جو پرانے وقتوں کے دیسی ریاستونکی فوج میں ہیں وہ بھی وقت کے اعلیٰ ترین ہتھیاروں سے بدلے جاویں۔

دیسی ریاستوں میں آرسنل یا میگزین کی ضرورت ہر ریاست میں ایک آرسنل (میگزین) بنایا جاوے۔ وردی اور رووالی۔ توشہ دان ایسا ہی بہم پہونچایا جاوے جیسا کہ سرکار کی نیٹو آرمی کو ملا ہوا ہے۔

دیسی ریاستونکی فوج کے واسطے افسر تنخواہ ماہ بماہ ملنے کا انتظام کیا جاوے اور جب یہہ سب کچھ ہوچکے تو فوج کیواسطے بہت احتیاط سے افسر مقرر کئے جاویں اگر موجودہ افسر لائق نہ ہوں تو وہ ریٹائر کئے اور کامو پر لگائے جاویں انکی جگہ اور افسر مقرر کئے جاویں ہر گورنمنٹ میں ایک کرنیل ایک میجر ۲ کپتان۔ ۴ لفٹنٹ اور ۴ سبالٹرن ہونے

چاہئیں - ان افسروں میں سے ایک اجٹنٹ - دوسرا کوارٹر ماسٹر بنایا جاوے

افسر کو بنائے جانیکی آزمائش کو طے

ان پرستے عہدوں پر دیسی امیرزادہ ہوں تاکہ اگر ممکن ہو تو ہر رجمنٹ کا کمان ریاست کے کسی بھائی وغیرہ کے سپرد کیا جاوے ۔

شرط

مگر کسی امیرزادہ یا ریاست کے بھائی بند کو اپنے عہدہ پر ترقی نہ دی جاویں جبتک کہ اسے فن جنگ میں ویسی ہی تعلیم نہ ملی ہو جیسی کہ ہماری سرکار انگریزی کے افسر تعلیم پاتے ہیں ۔

دیسی ریاستوں کی فوج کے افسروں کے واسطے فن جنگ کی تعلیم کیلئے سنٹرل کالج کی ضرورت

ان امیرزادوں کو ولایت جاکر فن جنگ میں تعلیم پانیکی ترغیب دینا - ایک کوشش قبل از وقت ہوگی ہیں جو تجویز ابھی پیش کرنا مناسب ہے وہ یہ ہے کہ فن جنگ کی تعلیم کے واسطے ایک سنٹرل کالج ریاستوں کے خرچ سے قائم کیا جاوے - اسمیں نوجوان امیرزادے تعلیم پاویں - اور امتحان دیکر ہمارے عہدہ پر مقرر ہوں ۔

عارضی کمان

جب تک یہ صورت نہ ہو سکے ایسے ہماری عہدوں کا عارضی طور پر انتظام کر دینا چاہئے - اور ہر دست کمان ہر رجمنٹ کی براے چندے ایک انگریزی افسر کو دینی چاہئے - جب دیسی امیرزادے ایسی لیاقتیں پیدا کریں - تو کمان اونکے سپرد کر دیجاوے ۔

فوج انگریزی کے اون کے قرب وجوار مین رکہنے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

اگر سرکار تیار رہے اپکی پانچ لاکہ تو فوج کی ایک تہائی انکا حفاظت سے سبکدوش ہو سکتی

لیکن اگر ہماری سرکار اعتبار کرلیوے اون وجوہ پر جو بیشتر بیان کئے گئے ہین ۔ اور پہر دیسی ریاستون کی فوج آراستہ ہوجاوے اون اصول پر جو ہمنے بتائے ہین تو ہماری رائے مین پہر کوئی حصہ انگریزی فوج کا دیسی ریاستون کی فوج کے اندیشہ سے اونکے قریب جوار مین رکہنا بیفایدہ اور عبث ہوگا ۔ اور اس سے وقت ضرورت کے واسطے (علاوہ اس امداد کے جو دیسی ریاستونکی فوج سے متصور ہے) ہماری سرکار انگلشیہ کی اپنی فوج کا ایک بہاری حصہ گارنیزن ڈیوٹی (حفاظت کرنے کی خدمات) سے سبکدوش ہوجاویگا ۔

روس کے مقابلہ مین کسقدر فوج اسوقت ہندستان کی جاسکتی ہے

اسوقت کہ روس نے چہیڑ چہاڑ شروع کی ہوئی ہے ایکنا بہی وقت ہمارے عالی دماغ مدبرون کو یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم ہیہ ان جنگ مین ایک لاکہ اسی ہزار فوج مین سے ساٹھ ہزار فوج سے زیادہ بوجوہات بالا نہین لیجا سکتے ۔ اور یہ تعداد روس کے مقابلہ کے واسطے کافی نہین ہے ۔ اور اسواسطے ہوم گورنمنٹ نے کم سے کم ہزار فوج انگلشیہ انگلینڈ سے اوز بہیجنے کا وعدہ کیا ہے اور مصر مین جو فوج ہے وہ بہی ہندوستان کو بہیجدیجاویگی تاکہ کافی تعداد ضرورت کے وقت حاصل

ہوجاوے ۔

سیر لیپل گریفن کی رائے

اگر ہمارا حافظہ غلطی پر نہ ہو تو سر لیپل گریفن نے یہہ اندازہ کیا ہے کہ دیسی ریاستونکی ڈہائی لاکہہ فوج سے تیس ہزار قابل کار ہوگی ۔

ہماری رائے

ہم کمال افسوس کے ساتھہ استقدر اور اضافہ کرتے ہین کہ شاید یہہ اتنی کام کی ہوگی کہ جو رسد کمسریٹ کہین بہیجے یہہ اوسکے ساتھہ چلی جاوے میدان جنگ مین دشمن کے مقابلہ کے لائق نہوگی ۔

ہماری رائے پر عمل کرنے سے ایک لاکہہ بیس ہزار سرکاری فوج مین ڈیڑہ لاکہہ فوج قابل کار کا اضافہ ہوسکتا ہے

لیکن اگر ہماری بتائی ہوئی رائے پر دیسی ریاستونکی فوج پہر نو مرتب کیجاوے تو وہ بجاے ڈہائی لاکہہ کے ڈیڑہ لاکہہ رہجاویگی تاہم وہ ڈیڑہ لاکہہ سرکار انگریزی کی ایک لاکہہ بیس ہزار فوج کے ساتھہ ملکر ۲ لاکہہ ۳۰ ہزار فوج ایسی عمدہ ہوجاویگی جو خرس روس کو خوب ناچ نچائیگی ۔

لارڈ ڈفرن کی خدمت مین التماس

اگرچہ چہوٹا منہہ اور بڑی بات ہے مگر مین کمال ادب سے لارڈ ڈفرن کیخدمت مین گزارش کرتا ہون کہ وہ میرے ان نوٹون پر توجہ کرین اور دیکہین کہ کہانتک یہہ (پریکٹیکل) قابل عمل ہین اور انپر عمل کرنے سے کہانتک ہماری گورنمنٹ اور ہمارے ملک کا فایدہ متصور ہے

لارڈ رپن کی تقریر

مین نے ابہی پڑہا ہے کہ لارڈ رپن نے ایک جلسہ مین یہہ فرمایا ہے کہ مجہے روس کے ارادونکی خبر تہی ۔ اسواسطے مین نے ہندوستان کے

باشندون کی تالیف قلوب اس طرح کی اور نصیحت مین سلف گورنمنٹ کے طریق
حکومت کو شریک کیا اور باتون مین بہی اونکو مساوات کی نظر سے دیکہا ۔

لارڈ رپن کی پالیسی کا اثر

حقیقت مین لارڈ رپن نے جو فتح نمایان ان باتون سے
ہم ہندوستانیون کے دلون پر پائی ہے وہ کسی گورنر جنرل نے نہین پائی

لارڈ ڈفرن سے توقع

اگر چہ کچھ ہمیشہ لارڈ ڈفرن کے حالات پڑہتے ہین اُنسے ہمکو
توقع ہے کہ وہ لارڈ رپن کی فتوحات کو صرف سنبہال کر ہی نہین رکہینگے بلکہ
دیسی ریاستون اور ہندوستان کے باشندون پر یہانتک اعتبار بڑہا دینگے
کہ ہم اونکو اپنا اور وہ ہمکو اپنا سمجہنے لگین گے ۔

اسکا نتیجہ کیا ہوگا

جسدن یہہ نوبت مفتوح اور فاتح کے درمیان ہندوستان
مین پہونچے لارڈ ڈفرن یاد رکہین پہر ہندوستان کو خرس روس کی ہیبت
سے ہرگز اندیشہ نہ رہیگا ۔

ہندوستانیونکے دلونپر فتحیابی کی ضرورت روس پر فتحیابی کی ضرورت سے کم نہین زیادہ ہے ۔

جسقدر روس کی فوج پر فتحیابی کی ضرورت ہے اُس سے زیادہ
ہندوستانیون کے دلون مین گہر کرنیکی ضرورت ہے اور
وہ زیادہ ہوگا وہ گورنر جنرل جو ہندوستانیونکی تالیف قلوب کا
بہی اُسیقدر خیال رکہیگا جتنا روس کے اوپر فتح حاصل کرنیکا
رکہتا ہے ۔

ہماری تمنا آرزو

ہم جو کچھہ چاہتے ہین وہ یہہ ہے کہ سرکار ہمکو اپنا سمجہے اور اجازت

رہیگی وہ بعض ریاستوںکی فوج کی تہذیب اور ترقی کیغرض سے باقی رہیگی۔ اور
اسقدر مداخلت مین سمجھتا ہون کہ بصورت حال ضروری ہی ہے۔

تجویز مجوزہ پر عمل کرنے سے اعتبار فیما بین دیسی ریاستون اور دولت شاہنشاہی کے ہو جائیگی

میرا خیال یہہ ہے کہ جو کچھہ مین نے تجویز کیا ہے اوس سے اوہم تو دولت شاہنشاہی اور دیسی ریاستون کو ایک دوسرے پر صیغہ جنگ مین اعتبار ہو جاوے گا مین سمجھتا ہون کہ جب تک یہہ اعتبار فیما بین دولت شاہنشاہی اور دیسی ریاستون کے پیدا نہو لے دیسی ریاستونکی فوج کی درستی اور تہذیب ناممکن ہے اور وہ اعتبار درستی فوج ریاستہائے دیسی کے بارہ مین دولت شاہنشاہی اور ریاستون مین نہین پیدا ہوسکتا۔ الا اس صورت مین کہ فوج ریاستونکی درستی اسی طور پر کیجاوے جسطرح مین نے بتایا ہے۔

اس نازک وقت مین کون مبارک اور عاقل ہے

اس نازک زمانہ مین مبارک ہے وہ دیسی ریاست جو موقع کو غنیمت جانکر خواب غفلت سے بیدار ہو اور دولت شاہنشاہی کے ظل حمایت مین اپنی فوج آراستہ کرلیوے۔ اوس طریق پر جو مینے بتایا ہے اور دانا ہوگی ہماری گورنمنٹ شاہنشاہی اگر وہ اسوقت دیسی ریاستون کو اونکی جوش وفاداری مین اونکی فوج کی درستی کرلینے دیوے۔ اُسی طرح جسطرح ہے۔ اگر یہہ موقع ہاتہہ سے دیدیا گیا تو پہر دونون پچہتائینگے

یہان پہونچکر فیوڈل سسٹم کے متعلق بھی ایک بات پیش آتی ہے۔ ایک زمانہ یوروپ مین ایسا گزرا ہے کہ کل ملک شاہنشاہ وقت کا شمار ہوتا تھا جو نواب یا راجہ باجگذار ملک مین ہوتے تھے وہ شاہنشاہ کے ماتحت ہی شاہنشاہ کا خیال کیا جاتا تھا۔ یا یون کہو کہ شاہنشاہ نوابون اور راجاؤن کو اپنی مملکت سے بعض وسیع اقطاع دیدیتے تھے۔ اور یہ نواب اور راجا۔ اپنا گزارہ ان اقطاع کی آمدنی سے کرتے تھے۔ اور فیوڈٹری اسٹیٹ (باجگزار) کہلاتے تھے اور بعوض اسکے خدمت شاہنشاہی کے اوپر فرض ہوتا تھا کہ جب کبھی شاہنشاہ کو ضرورت ہو تو وہ فوج سے شاہنشاہ کی کمک کرین۔

شاہان مغلیہ کے عہد مین بھی یہی دستور تھا۔

شاہنشاہان مغلیہ کے عہد مین یہان ہندوستان مین بھی بالکل یہی دستور تھا۔ جب کبھی شاہنشاہ کو ضرورت ہوتی تھی نواب اور راجا باجگزار شاہنشاہ کی مدد کے واسطے تیار ہوجاتے تھے۔

جب سے راجپوت راجاؤن نے شاہنشاہان دہلی سے رشتہ داری کرلی تھی اُس وقت سے وہ اس فرض کو اور بھی زیادہ شوق سے بجا لاتے تھے۔ میرا اندازہ ہے کہ یہین حالات زمانہ کے لحاظ سے کبھی کوئی پیرہ بھی بیٹھا ہو۔

بارکلی صاحب کے ہدایت نامہ مالگزاری سے اس اصول کی تائید۔

بارکلی کے ہدایت نامہ مالگذاری مین بھی لکھا ہے کہ کل زمین شاہنشاہ کی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ وہ خود ساری زمین مین زراعت کا انتظام نہین کرسکتا۔ اسواسطے وہ بڑے اور چھوٹے زمیندارون

پر اپنے ملک کی زمین تقسیم کر دیتا ہے اور یہ بھی خیال کہ جسمین آبادی بلحاظ
زیادہ توجہ سے مصروف ہون انکو سستا پٹہ دیتا ہے اور اسی اثنا مین
کر دیتا ہے اور بعوض اون حقوق کے اُنسے خراج وصول کرتا ہے یا اور کچھ خدمت
کراتا ہے ۔

دیسی رئیسون پر فیوڈل سسٹم کی اطلاق پر شبہ

جو تعلق اب وقت دیسی نوابون اور راجاؤن کو گورنمنٹ
شاہنشاہی کے ساتھ ہے ۔ وہ ہم ٹھیک ٹھیک نہین کہہ سکتے کہ
فیوڈل سسٹم کے موافق ہے یا نہین ۔ گو اسمین شک نہین کہ وہ باجگذاران قیصر
ضرور گنے جاتے ہین ۔ حالانکہ بعض اونمین سے کچھ بھی نہین اور بعض صرف
برائے نام کچھ باج سرکار انگریزی کو دیتی ہین ۔ یا بوقت ضرورت فوج سے امداد
دینے کے واسطے پابند ہین ۔
لیکن ساتھ ہی اسکے ۔ عام اس سے کہ وہ کسی عہدنامہ کے رو سے فیوڈل سسٹم
کے پابند کئے گئے ہون یا نہ کئے گئے ہون عہد مغلیہ کا دستور اون کے حافظہ مین
ہنوز تازہ ہے ۔ اور جسقدر پرانے دستورون کی دیسی ریاستین پابند ہین کوئی
اور نہین ہے ۔

فیوڈل سسٹم کے اطلاق کے بغیر دیسی رئیس اسکے پابند ہین ۔

مگر بے آنکہ اُن پر فیوڈل سسٹم کے مطابق زور ڈالا جاوے
وہ خود فرط وفاداری سے دولت شاہنشاہی کے واسطے
جان سے ۔ مال سے ۔ اور فوج سے حاضر ہین ۔ اور جیسا اونکی

آمادگی اوس سے کہیں زیادہ ہے جسکے باعث اوسکو توڑ ڈالنا ہے مشکل ہوگا

سرکار انگریزی موجودہ حالت سے نیونز مستفادہ کرے

ایسی صورت حال میں ہے تو ہماری سرکار کو اون کی امداد شعار آمادگی سے مستفید ہونا چاہیئے۔ اور اگر ایسا ہوا کرے تو مشکلات جنگ کی بہت کم ہوجاوینگی۔

لیکن مجھے یہہ دیکھنا ہے کہ ہماری سرکار نواب اور راجاؤن کی آمادگی سے کیونکر مستفید ہووے۔

ناکوان پر دیسی فوج کی تعیناتی

جب نواب اور راجاؤن کی فوج کی درستی اور ترتیب ویسی ہوجاوے جیسی ہونی چاہئی ہے تو اونمین سے مشہور مشہور نواب اور راجاؤن کو سرکار انگریزی کچھہ ناکے سپرد کردے اگر خیال ہو کہ وہ اکیلے ناکے نہ سنبھال سکین گے۔ باوجودیکہ اونکی فوج کی ترتیب از سر نو ہوگئی ہو تو اونکے ساتھہ کچھہ انگریزی فوج ملادینی چاہئیے اسطرح سے مین امید کرتا ہون کہ جو ناکا اونکے سپرد ہوگا اوسکی وہ بخوبی حفاظت رکھینگے۔

ناکہ چترال پر مہاراجہ صاحب کشمیر کی تعیناتی

بعض پالی۔ ٹی۔ شین کا گمان ہے کہ روسیونکا ارادہ چترال کیطرف سے بھی ہندوستان پر یورش کرنیکا ہے۔ اگر اسکی کچھہ اصل ہے تو بہتر ہوگا کہ مہاراجہ کاشمیر چترال کا ناکا روکین اور ضرورت ہو تو اس کام کے واسطے اونکو کسیقدر انگریزی فوج سے بھی مدد دیجاوے

مہاراجہ سندھیا و نظام

مہاراجہ سندھیا کو درہ خیبر سپرد کرین۔ نظام حیدرآباد کو

> کھانا کا۔

قندھار یا کوئیٹہ کی حفاظت حوالہ کرین۔ اسطرح جو جس ناکے کی حفاظت کے قابل ہو اُسے وہان تعینات کردین۔ اور سب کے ساتھ جب ضرورت فوج انگریزی اور بریٹش صلاح کارون کی کمک رہے۔ پھر یکیین ان ناکہ بندیون سے خرس روس کبھی توڑا کر کیونکر اسطرف رُخ کرتا ہے۔

> ان تعیناتیون سے کس نتیجہ کی توقع ہوسکتی ہے

اگر ہمارے نواب اور راجا اسطرح مشغول اور مصروف کئے جاوین۔ تو مجھے امید ہے کہ اُنسے جو زنگ اونکی طبیعتون پر لگا ہوا ہے وہ آمادگی کی گرما گرمی سے یک لخت دور ہوجاویگا۔ اور وہ جو حصہ تعلیم مین سرکار انگریزی کے چمکے ہوئے آلات رزم ہوجاوین گے۔ یہہ کام اونکے رگ وریشہ مین نئی جان ڈالدیویگا۔ اور نامردانہ سستی اور کاہلی کا دھبہ جو اونکے دامن پر لگا ہوا ہے یک لخت دھویا جاویگا۔

> واجدعلیشاہ اگر ایسے ہی کسی شغل مین مصروف کئے جاتے تو ۵۶ء مین انپر الزام نہ آتا

اگر واجدعلیشاہ کی توجہ اندرسبھا کی طرف سے اوٹھاکر کسی ایسے جنگی کام پر معطوف کرائی جاتی یا کوئی اور شغل مفید اونکے واسطے مہیا کر دیا جاتا تو ۵۶ء مین جس الزام کی بدولت وہ لکھنؤ کی گدی کھو بیٹھے اوس سے کبھی اونکا دامن ملوث نہ ہوتا۔

> ناکون پر رئیسون کو نہ بھیجا جاوے تاوقتیکہ اونکی

لیکن یہہ یاد رہے کہ جبتک دیسی ریاستونکی فوج سرنو مرتب نہو جاوے۔ اوس اصول پر جسکی مین نے سفارش کی ہے

فوج از سر نو مرتب ہو جائے

مین ہرگز روا نہین رکھتا۔ کہ ایسے نازک کام پر کوئی دیسی رئیس لگایا جاوے۔ حالانکہ اوسکی ملک کے واسطے سرکار انگریزی کی اپنی فوج بہی مددگار رہی کیون نہو۔

موجودہ حالت مین رئیسون سے کس قسم کی امداد مانگی جاوے۔

موجودہ حالت مین دیسی نوابون اور راجاؤن [illegible] سرکار کو چاہیے تو زر نقد کی یا باربرداری یا رسد رسانی کی مدد لیوے۔ جبتک ہماری قرضہ کے واسطے انگلستان مین زیر مصارف جنگ کا ووٹ لیے گئے ہین۔ وہ قرضہ ہمارے دیسی رئیس بخوشی سے سرکار کو دیدیوین گے۔ اور ہمارے اس دعوے کے ثبوت کے لئے سرکار کیجانب سے محض ایجاب کی ضرورت ہے بلکہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ بغیر ایجاب کے بہی یہہ وفادار رئیس مال وجان سے اپنی آمادگی ظاہر کر چکے ہین اور وہ اس طور پر نہین کہ وہ قرضہ دینے کے واسطے کوئی کفالت چاہتے ہین بلکہ بلا کسی آڑ کے جو سرکار چاہے وہ دینے کے واسطے آمادہ ہین۔ اور اگر قرضہ کا ایجاب کیا جاوے۔ تو اوسکی قبولیت سے وہ ثابت کر دیوین گے۔ کہ وہ سرکار انگریزی کے قیام اور استحکام کے کیسے خواہشمند ہین۔ یہہ اور بات ہے کہ بعض مدبران انگلشیہ اپنی ہٹ دہرمی سے اونکی وفاداری پر اعتبار نہ کرین

تاسف

افسوس ہے اوس عروس وفادار پر جسکی جانب سے جتنا وفاداری کا ظہور ہووے۔ اوس کا دولہا اتنا ہی اوسکی وفاداری پر شک کرتا جاوے

اور قابل رحم ہے وہ رعایا جو جسقدر نمک حلالی کا دم بہرے اوسیقدر گورنمنٹ
اوس سے بدظن ہوتی جاوے ۔

مہارانی جمنابائی والی ریاست بڑودہ

حال مین مہارانی جمنا بائی نے جہانپہی آباد کی جنگ کے موقع پر جانے اور عدہ سے وہ بدولینے کی ظاہر کی ہے ہماری اوس رائے کا ثبوت ملتا ہے جو ہمنے اوپر ظاہر کی ہے کہ دیسی نواب اور راجہ (جو جس تاکے کے قابل ہے اوس) تاکے پہونچایا جاوے ۔

اس سے زیادہ اور کیا خوش وفاداری کا ثبوت ہوگا کہ ہمارے ملک کی رانیان اور بیگمات بہی سرکار کی حمایت کے واسطے مردانہ وار مستعدی ظاہر کرتی ہین ۔

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بہوپال

اگر ہمارا حافظہ غلطی پر نہو تو چند ماہ پیشتر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بہوپال نے بہی سرکار انگریزی کو اسطرح مدد دینے کی خواہش ظاہر کی تہی

برٹش نیٹو آرمی

تلنگون کی فوج

ہندوستان مین قدم جماتے ہی سرکار انگریزی نے دیسی فوج بہرتی کی اگر مین غلطی پر نہون تو ہسپانیہ والون اور فرینچ نے بہی ہندوستانی فوج بہرتی کی تہی ۔ شاید سب سے پہلے تلنگانہ سے فوج کیلئے آدمی لئے گئے اور غالباً یہی وجہ تہی کہ اوسی نام سے ساری ہندوستانی فوج تلنگونکی فوج کہلانے لگی ۔

ہندوستانی فوج کی بہرتی کیوجہ

ظاہر ہے اگر انگریزی فوج کافی ہوتی تو ابتدائی زمانہ ہی سے ایسی جلدی یا ہندوستانی فوج بہرتی نہ کیجاتی۔ لیکن انگریزی فوج کی کمی ہمارے سرکار کو ہندوستانی فوج رکہنے کی ترغیب نہ دلاتی۔ اگر سرکار کو یہہ یقین نہوتا کہ ویسی ہماری خیرخواہی کا دم بہرتے ہین۔

قیاصرہ رومانی کی نظیر اور سرکار برٹش کا اصول بہرتی

ہمنے رومیون کی تاریخ مین پڑہا ہے کہ جب اونہون نے گریٹ بریطن کو فتح کیا تو وہان کے باشندونکو وہین کے لیئے کبہی فوج مین بہرتی نہین کیا۔ اونکی یہہ پالسی رہی کہ گریٹ بریطن کے باشندون سے جو فوج بہرتی کرتے اوس سے کسی اور ملک مین کام لیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ رومیون کو شبہ تہا کہ اگر باشندگان گریٹ بریطن کی فوج گریٹ بریطن مین رہیگی تو موجب خطرہ ہوگی۔

انگریزونکے آنے کے وقت ملک کیحالت

لیکن ہماری سرکار کو کبہی یہہ اندیشہ پیدا نہین ہوا اونہنے ہندوستان مین قدم رکہتے ہی ملک کو اپنی طرف پایا یعنی سلطنت مغلیہ کیحالت اسوقت جان کندنی کیحالت تہی۔ ہر قطع اور ہر گوشہ مین طوائف الملوکی کا زور تہا۔ سول وار کی آگ ایک سرے سے دوسرے سرے تک بہڑکی ہوئی تہی۔ بدنظمیون کی آندہیان چل رہی تہین۔ جان و مال رعایا کا خطرہ تہا۔ لوٹ مار کا ہر طرف مچا ہوا تہا۔ عدل و انصاف اور امن و امان کیصورت دیکہنے کو لوگ ترس رہے تہے۔ وہ دعا مانگتے تہے کہ کوئی ایسا زبردست آدے

جو ملک کی ہل چل شادے۔

انگریزون کی قدم رنجہ فرمائی کو خلق اللہ رحمت سمجھی

اسوقت انگریزون کے قدم رنجہ فرمانے کو لوگ خدا کی جانب سے رحمت سمجھے اور خوشی دل سے جون جون سرکار کو ضرورت ہوئی۔ لوگ فوج مین جوق جوق بھرتی ہوگئے۔

باہمی اعتبار

جتنا لوگون نے سرکار پر بھروسہ کیا۔ اوتناہی سرکار نے اپنے نمکخوارونکی نمک حلالی پر بھروسہ کیا۔ اور نتیجہ یہہ ہوا کہ رفتہ رفتہ ایک نیٹیو اسٹانڈنگ آرمی مرتب ہوگئی۔

دیسی فوج کس غرض سے موضوع ہوئی

لیکن جہانتک غور کی جاتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فوج صرف ملک کے اندر کام دینے کے واسطے بہرتی کی گئی ہتی اسکی بہرتی سے ہرگز یہہ مقصود نہین ہتا کہ وہ ملک سے باہر بہی کبہی جاکر لڑیگی اور روسیون یا کسی یوروپین پاور کے مقابلہ مین ہندوستانی فوج بہیجنے کا تو خیال ہی کبہی کسی مدبر انگریزی کے دماغ مین نہ آیا ہوگا۔

ہر کسی را بہر کارے ساختند

قاعدہ یہہ ہے کہ جو شے جس مقصد کے واسطے موضوع کیجاتی ہے اوس مقصد کے مغائر اگر اوس سے کام لیا جاوے تو وہ قاصر رہتی ہے۔ جو بندوق پرندون کے مارنے کے واسطے بنائی جاوے اوس سے شیر نہین مرتا۔ گو زخمی ہوجاوے

دیسی فوج کی ابتدائی کانسٹی ٹیوشن

دیسی فوجکی کانسٹی ٹیوشن ہی ابتداء مین اس قسم کی ہتی جس سے ظاہر ہوتا ہتا کہ وہ باہر بہیجے جانے کے لائق نہین ہے۔ اوس

مین ایسی ذات اور صفات کے آدمی بھرتی تھے - یہہ جہاز پر چڑھنا اپنے دھرم کے
مخالف سمجھتے تھے اوس جہالت کے زمانہ مین ذات پات اور ظاہرداری کا اتنا
زور تھا کہ تلنگے اسی سبب سے صرف ایک وقت روٹی کھاتے تھے - اور تواری جی
پانڈے جی اور دوبی جی کے اشنان - وہیان گھنٹا گھنٹال بجانے اور دون مین
ایک دفعہ رسوئی تیار کرنے مین کم سے کم ۲ گھنٹہ لگ جاتے تھے -

۱۸۵۷ء کے بعد انقلاب

۱۸۵۷ء کے بعد اس قسم سپاہ سے رستگاری ملی - اور پھر
جو فوج بھرتی ہوئی کچھہ تو خود زمانہ نے اور کچھہ خود اون کی اپنی کم توجہی نے اس
چھوت چھات کے کھٹراک کو دور کردیا - اور درحقیقت فوج مین اس بارہ مین
ایک عمدہ ترقی ہوئی - گو بعض اور باتون مین تنزل ہوا جسکے ذکر کرنے کا یہان
موقع نہین ہے لیکن آگے چلکر ذکر کرونگا -

مقصود بھرتی بعد از ۱۸۵۷ء

مگر ۱۸۵۷ء یا اوسکے بعد جو ترتیب فوج کی ہوئی اوس سے بھی یہہ
مقصود فی نفسہ نہ تھا کہ یہہ فوج سطرح مرتب کیجاوے کہ روسیون کے مقابلہ مین
یا کسی اور یوروپین پاور کے مقابلہ مین پیش کیجاوے -

شاہ شجاع کے زمانہ سے روس کا خیال

یہہ سچ ہے کہ شاہ شجاع کے زمانہ سے کچھہ نہ کچھہ روس کیجانب سے
پیشقدمی کا خدشہ ہوا تھا - اور اگرچہ حفظ ما تقدم کے اصول
پر شاہ شجاع کو اپنا بنا کر تخت کابل پر متمکن کیا تھا تاہم مدبرون کو یہہ یقین نہین
تھا کہ روس صدیون پیشتر کبھی ہندوستان کا رخ کریگا - اور بعض تو اتنا بھی

رائے رکھتے ہین کہ ہم ناحق روس سے خائف ہین وہ اور سو برس تک ہندوستان کی حد کیطرف نہین بڑھ سکتا۔

ان سب کا ماحصل

ان سب باتون سے یہہ حاصل ہوتا ہے کہ بالخصوص بیرونی یورپین دشمن سے مقابلہ کے واسطے ہندوستانی فوج بھرتی نہین ہوئی تھی اور شاید یہی وجہ ہے کہ۔

(۱) اوسکی بھرتی کا پیمانہ بہت اعلے نہین رکھا گیا۔

(۲) اوسمین افسران انگریزی زیادہ نہ بھرتی ہوئے۔

(۳) بعض پلٹنون اور رسالون مین وقت کے سب سے عمدہ ہتھیار نہین دئے گئے۔

(۴) دیسی شرفاء کو فوج مین اعلے عہدے نہین دئے گئے۔

لیکن یہہ نقص ایسے ہین کہ انکی درستی اسوقت ہی بہت سہولیت سے ہو سکتی ہے اور جب یہہ نقص رفع ہو جاوین تو ہم نہین سمجھتے۔ کہ پھر روسیون سے ہماری دیسی فوج مین کسی قسم کی کمی رہجاوے۔

روسیونکی فوج کی کانسٹی ٹیوشن۔

ہمکو یہان یہہ بھی بتانا چاہئے کہ روسیون کے پاس بھی اری فوج یوروپین نہین ہے۔ بہت سا حصہ روسی فوج مین کاسکون ہے۔ جہانتک مین اون کے حالات سے واقف ہوا ہون یہہ کاسک ویسے ہی ہین جیسے کسی زمانہ مین ہمارے ہندوستان مین پنڈارے تھے۔ کاسکون کے

علاوہ روسیون نے بہی ہماری سرکار انگریزی کیطرح ترکمانون کی کنٹنجنٹ بہرتی کی
ہے۔ کاسکون اور ترکمانون کے مقابلہ مین مجہے یقین ہے کہ ہماری ہندوستانی
فوج اعلی رہیگی۔ اور جب اوسکے نقص رفع کر دیئے جاوینگے تو وہ [illegible]

قبل از غدر اور بعد از غدر فوج کی کانسٹی ٹیوشن مین کیا امتیاز ہوا۔

یہان مین یہہ بتانا چاہتا ہون کہ غدر ۱۸۵۷ء سے پیشتر
ہندوستانی فوج کی کیا ترتیب تہی اور اب کیا ہے۔ قبل الغدر
اوسوقت کلاس رجمنٹ کا اصول جاری تہا یعنے قریباً جملہ رسالے
اور پلٹنین علی العموم ایک قسم کے جوانون سے بہرتی تہین۔ بعد غدر کے کمپنی رجمنٹ
کا اصول بہرتی کے واسطے مقرر ہوا۔ چنانچہ اب کسی پلٹن مین چار کمپنیان اگر ہوتی
ہین تو دو کمپنیان پنجابی مسلمانون کی ہین ایک کمپنی ڈوگرونکی ہے اور ایک
پٹہان مسلمانون کی ہے۔ یہی حال رسالہ کے ترپون کا ہے۔

کلاس رجمنٹ کے اصول کا بقیہ

مگر کلاس رجمنٹ کے اصول کا ظہور ہی کچہہ کچہہ ابہی باقی چلا جاتا
ہے۔ اور اوسکی مثال گورکہون کی پلٹنین ہین۔ ان مین اور
اجزا کی آمیزش نہین ہے۔ یہہ سب ایک ہی قسم کے گورکہا جوان ہین۔
مذہبیون کی پلٹنین بہی اسی قسم کی ہین۔

کمپنی رجمنٹ کے اصول کے اختیار کیوجہ

کمپنی رجمنٹ کا اصول غالباً اس لحاظ سے اختیار کیا گیا ہے کہ
اگر خدانخواستہ بار دیگر غدر ہو تو ساری فوج مین ایک
قسم کے ہونے سے غدر کی وبا نہ پہیل جاوے۔ اگر ایک قسم کے آدمیون مین

وبا کی بغاوت پہیلے تو دوسری قسم کے آدمی اوسکی روک تہام کے واسطے موجود
ہون گویا اس ترتیب سے کام بے فنے شن (سازش) کا خطرہ کم ہوگیا ہے
شاید اس سے یہہ بہی مقصود ہو کہ ایک قسم کے آدمی دوسری قسم کے آدمیون سے کار
زار مردانہ مین رشک کہا کر ایک دوسرے کو زیادہ ممتاز کرنا چاہین -

اس کے نقصان

جہان کمپنی رجمنٹ کے اصول کے یہہ فایدے ہین وہان نقصان
بہی ہین ممکن ہے کہ اس ترتیب سے جملہ پلٹن مین وہ ہمدردی اور سازش نہو جسکی بعض
اوقات ازبس ضرورت ہوتی ہے جب بوقت کارزار ایک قسم کے آدمی کسی سخت
اسوقت پہ پہنچ جاوین تو اس باہمی سازش کی عدم موجودگی سے جو اس تفرقہ کا نتیجہ
ہوگی دوسری قسم کے آدمی اونکی حمایت کیواسطے جان نہ لڑاوین - یا جیسے
اتفاقی برادرانہ سے ایک قسم کے آدمی کسی مورچہ پر یورش کرتے ہین یا گہمسان
ہیا تے ہین ویسی یکدلی سے یورش نہ کرین اور اس سے جو خرابی متصور ہے
وہ ہر کماندیر کا دل ہی جانتا ہے -

اسوقت کمپنی اصول کا دور کر دینا ایک بڑا بحث طلب امر ہے

اسی زمانہ کی بحث پر زیادہ تر لایق آدمیونکی توجہ ہورہی ہے

ممکن ہے کہ اس پائینٹ کے اور بہی پہلو ہون اور اسواسطے
مین اپنے سے زیادہ لایقون کے واسطے اس بحث کو چہوڑتا ہون جو کچہہ مین
یہان کہنا چاہتا ہون وہ اسیقدر ہے کہ ہمکو ایک بہاری دشمن کے مقابلہ مین
ایسی فوج درکار ہے جسمین علاوہ اور صفتون کے ایک یہہ صفت بہی ضرور ہوتی

ضرور ہونی چاہیئے کہ ایک پلٹن یا رسالہ مین جتنے جوان ہون وہ ایک دوسرے پر جان فدا کرنیوالے ہون اور کوئی تفرقہ ایسا و نمین نہ ہووے جس سے ایک گروہ کو دوسرے کے ساتھ سردمہری ہو۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ پر سرسری نظر

یہان پہونچکر مین ۱۸۵۷ء کے افسوسناک ہنگامہ پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتا ہون مدبران انگریزی ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کی وجہ اور حقیقت معلوم کرنے مین بہت بہٹکتے ہین اور افسوس یہہ ہے کہ اکثرون نے اس تحقیقات مین بہت دہوکے کہائے ہین۔ ہم دیسیون کو اسکی اصلیت معلوم کرنے مین کچہہ بہی مشکل نہین ہوئی گو ہم سے اکثرون نے اس ہنگامہ کو اپنی آنکہہ سے نہ دیکہا ہو یا ہماری ہوش سے پیشتر کا یہہ سانحہ ہو۔ تاہم ہمنے اوس کے وجوہات ایسی ہی آسانی سے دریافت کرلئے ہین جسطرح کوئی شخص کسی شہر کے بازار مین کسی ہنگامہ کے واقع ہوجانیکی وجوہات دریافت کرلیتا ہے۔

ملک مین پہلے سے سوچے سمجہے خیال بغاوت کا عدم

حقیقت یہہ ہے کہ ۱۸۵۷ء مین ملک ہرگز کسی بغاوت کے خیال مین پہلے سے نہ تہا نہ دیسی فوج نے پہلے سے کوئی منصوبہ بغاوت کا باندہا ہوا تہا مگر بعض کوتہ اندیش مدبرون کی ضد نے مجبوراً وہ حالت کردی کردی جسکے واقع ہونے سے خود وہ لوگ ہزار افسوس کرتے تہے جنکی جانب سے ارتکاب ہنگامہ کا ہوا تہا۔

زیادہ آگاہی کے واسطے سید احمد خان صاحب کے رسالہ بغاوت ہند کو دیکھو

اسجا پر اس سے زیادہ بحث کی یہان گنجایش نہین ہے جسے دیکھنا ہے سید احمد خان صاحب کی اسباب بغاوت ہند نامی کتاب دیکھ لیوے ۔

جو کچھ یہان کہا گیا ہے اسکا مقصود

یہان جو کچھ کہا گیا ہے اسکا ماحصل یہہ ہے کہ ہندوستان کی طبیعت سے خیال بغاوت کا ہزارون کوس دور ہے ہندوستان سرکار انگریزی کا ہزار طرح سے ممنون ہے اسکے سیکڑون ہزارون باشندے بچشم خود انگلستان سے اور یورپ کی سیر کر آئے ہین وہ اپنی آنکھ سے دیکھ آئے ہین کہ بلاد فرنگستان مین انگلستان سب سے اول درجہ کی بحری اور بری طاقت ہے ہندوستان کے لاکھون باشندے انگلستان کے حالات سے ایسے ہی واقف ہین جیسے عام انگلستان کے رہنے والے واقف ہین ۔ یورپین علوم اور تاریخ اور جغرافیہ نے اسملک کو انگلستان سے بہت کچھ آگاہ کر دیا ہے ۔ اور گو ترقی علوم سے یہہ سچ ہے کہ ہندوستانی اپنے حقوق زیادہ زور سے مانگنے لگے ہین مگر اس سے یہہ ہرگز مترشح نہین ہوتا کہ وہ حقوق نہ ملنے کے سبب سے ناراض ہین اور موقع کے منتظر ہین ۔ وہ انگلستان کے سب سے زیادہ اسواسطے گرویدہ ہوئے ہین کہ وہ جان گئے ہین کہ انگلستان نے جسطرح ہمکو ہمارے حقوق سے مطلع کیا ہے اسیطرح وہ ہمکو ہمارے حقوق دینے کے واسطے آمادہ ہی ہے ۔

قیصرہ ہند کی فیاضی

کون بادشاہ ہے قیصرہ ہند سے زیادہ فیاض اور عادل جسنے

اور عدل

اپنے اشتہار میں صاف صاف کہدیا ہے کہ اوسکی نظر مین فاتح اور مفتوح برابر ہین - کیا کوئی نظیر ہے - ایسی دنیا مین جس سے اعتبار رنگ و روغن اور ملت و مذہب کا سب دور ہو گیا ہو جس سے قوم مفتوح پر یہہ ظاہر ہو گیا ہو کہ جیسے ہم مفتوح اپنے بادشاہ کی رعایا ہین ویسے ہی یہہ فاتح ہمارے بادشاہ کی رعایا ہین - اگر ایسی کوئی اور نظیر ہے تو لاؤ پیش کرو۔

اور مہذب سلطنتاسے
ایسی نظیر کا نہ ملنا

مین سچ کہتا ہون کہ مین نے ایسی نظیر کی تلاش مین یوروپ کے مہذب سلطنتون کی تاریخین چہان ماری مجھے کہین نہین ملی - میری جسقدر تلاش بڑہتی گئی اور جسقدر ایسی نظیر کے ملنے سے مجھے مایوسی ہوتی گئی اُسیقدر اپنی قیصرہ ہند کے عدل و احسان کا نقش میرے دل مین گھر ابنتا گیا۔

اوسپر عملدرآمد نہونیکی وجہ

یہہ اور بات ہے کہ اس اصول پر پورا عملدرآمد نہین ہوا اور جب کبہی لارڈ رپن سے عادل حاکم نے اسپر زور دیا تو بعض کوتاہ اندیش انگلو انڈین نے شور وغل مچایا - اور اوسکی عملدرآمد کی راہ مین مزاحمتین پیدا کین اور رکھا کہ اس اشتہار کو قانون کا اثر حاصل نہین ہے۔

اچہا وقت

مگر وقت آچلا ہے کہ حسب اشتہار جناب قیصرہ ہند دام الملہا ملکہا کی یہہ امتیاز روز بروز گہٹتا جاویگا - یہانتک کہ فاتح اور مفتوح مین کوئی خاص تمیز باقی نہ رہیگی۔

جیسی رعایا ہو ویسا ہی گورنمنٹ کو ہونا پڑتا ہے

کتنا سچا اصول ہے کہ جیسی رعایا ہو ویسا ہی گورنمنٹ کو ہونا پڑتا ہے اگر ہم ہندوستان کے باشندے اپنے تئین لائق بنا دین اور سچا آزاد ثابت کرین۔ تو ہم نہین دیکھتے کہ جس ملکہ نے اصول مین غلامی کا پٹہ ہماری گردن سے اُتار دیا ہے اوسکی گورنمنٹ عملدرآمد مین وہ پٹہ ہماری گردن سے نہ اوتار دیگی۔

گریز

ہندوستانکی طبیعت

افسوس ہے کہ یہہ جملہ معترضہ بیچ مین آگیا اس سے گریز کرکے مین پھر اصلی مقصود کیطرف رجوع کرتا ہون۔ اور وہ یہہ ہے کہ یہہ بات مسلم ہے کہ ہندوستانکی ۱۸۵۷ءوالی بغاوت Premeditated (پہلے سے سوچی ہوئی) نہین تہی۔ نہ طبائع باشندگان ہند کے کچھ کیطرف مائل مین تو ترتیب فوج ہندوستانی مین حد سے زیادہ محتاط مدبرون کی پالیسی یا کسی ایسی تدبیر برتنے کی ضرورت نہین ہے جو محض حفظ ماتقدم کے لحاظ سے اونہین بغاوت روکنے کی غرض سے سوچی گئی تہی اور جسپر عمل کرنے سے من وجہ قوت فوج کی کم ہوگئی ہو۔

قبل از غدر کمیشن افسرکے تقرر کا اصول حال کے اصول سے جدا تہا

قبل از غدر ہندوستانی فوج مین رینک (یعنے سپاہی) سے کمیشن افسر بنتے تہے۔ کوئی ایسی پالسی نہ تہی جسکے رو سے شرفاء اور امراء مین سے یک لخت کسی کو کمیشن اوسوقت ملجاتی۔ مگر کچھہ مدت سے شرفاء اور امراء مین سے یک لخت کمیشن بعض کوملنے لگی

حال کے اصول کے فوائد

اس سے یہہ فائدہ ہوا کہ ہے کہ کمیشن افسرون کا اسٹیٹس
بڑہ گیا ہے وہ فوج مین اوسیقدر قابل ادب تصور ہوتے ہین جسقدر اپنی
حیثیت کی اقتضا سے وہ عوام مین قابل ادب تصور ہوتے تہے۔
کمیشن افسر فہم و فراست مین عقل و کیاست مین جیسے کہ توقع ہوسکتی تہی ان
کمیشن افسرون سے بدرجہا فائق ہین جو رینک سے کمیشن افسری کے عہدہ
پر پہونچے تہے۔ انکا رعب وداب زیادہ ہے ان سے خواہ مخواہ سپاہ کو اپنے
ملک کے دستور کے بموجب جہکنا پڑتا ہے۔ غرض اس سے فوج مین ایک ایسی
ترقی کی بنیاد پڑی ہے جسکی بڑی ضرورت تہی۔

استثنا

مگر اس سے ہماری یہہ مراد نہین کہ بعض اوقات فوج مین جو
شرفا محض سپاہی کی حیثیت سے پڑے ہوئے ہین۔ لیکن ذہن رسا اور
طبع موزون اور استعداد کافی اور صلاحیت وافی رکہتے ہین اونکو کبہی اپنے
رول پر کمیشن افسر نہ بنایا جاوے۔ جو کچہہ ہمنے کہا ہے وہ اسیقدر ہے کہ زیادہ
تر اصول بالا کی پیروی کی ضرورت ہے۔

اگلے زمانہ کے اہل سیف کی ناکامی

مگر صرف یہی کافی نہین ہے۔ غور کرنے والے جانتے ہین کہ
اہل سیف زمانہ قدیم کی جو کافی قدردانی نہ ہوئی اسواسطے
اون مین سے گروہ کثیر اس سو برس کے عرصہ مین تہ و بالا ہوگئے۔ ہرچند
اونہون نے یا اونکی اولاد نے کچہہ عرصہ کے بعد جب اونکی آنکہین کہلین تو سیف

کو قلم سے بدلنا چاہا۔ اور اس مین معدودے چند کو کامیابی بہی حاصل ہوئی لیکن نسلاً بعد نسلاً جنگجو اور اہل سیف ہونے کے سبب سے اونکی طبیعتون نے اس انقلاب کو سہولت سے قبول نہ کیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ جو امرا اہل سیف سے تہے وہ گمنامی ناکامی اور افلاس کے کنارہ پہونچ گئے۔

منشی گری ٹکے سیر اور کلرکی آنہ سیر ہوگئی

پہر اسی پر اکتفا نہین ہوا۔ انقلاب زمانہ کی تاثیر سے اور وقت کی ضرورت پر لحاظ کرکے اونہون نے اور ہر فرقہ کے آدمیون نے منشیگری کی اسامی اور کلرکی کے حاصل کرنے کے واسطے اسقدر زور مارا کہ منشی ٹکے سیر اور کلرک آنہ سیر بکنے لگے۔ بلکہ اصل پوچہو تو اس ارزانی پر بہی وہ روزگار سے محروم رہے۔ عام ہندوستان مین لاکہون طالب علم پڑہتے ہین اور اگر میرا تجربہ صحیح ہے تو سب کا مقصد اس تعلیم سے منشی یا کلرک کی اسامی حاصل کرنے کا ہے۔ لیکن جتنے منشی یا کلرک سرکار کو درکار ہین وہ مدت سے بہرتی ہوچکے ہین جتنے سال بہر مین تعلیم پاکر کالجون اور سکولون سے باہر آتے ہین اونکے واسطے کافی اسامیان نہین ہین نہ اونکے لئے کوئی راستہ اپنے لئے روزی پیدا کرنیکا کہولا ہوا ہے۔

روز بروز یہہ دقت بڑہتی جاتی ہے

یہہ دقت روز بروز بڑہتی جاتی ہے جون جون تعلیم کا چرچا لوگون مین زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ تعلیم یافتون کا گروہ بڑہتا جاتا ہے اور روزگار کی راہ تنگ ہوتی جاتی ہے۔

مسٹر جیمس فرگسن سابق گورنر بمبی کی رائے تعلیم کے بارہ مین

مسٹر جیمس فرگسن سابق گورنر بمبی نے ہندوستان سے رخصت ہونے سے پیشتر اپنی اسپیچ مین فرمایا تہا کہ جو کچھہ ہمکو اشاعت تعلیم کے بارہ مین کرنا چاہیے وہ ہم کرین اور اسبات کی کچھہ پرواہ نہ کرین کہ انجام کو اس عام اشاعت کا کیا اثر اور نتیجہ ملک یا اوسکے باشندون پر پڑے گا۔

دور اندیش مدبر کو اس سے اضطراب

بادی النظر مین مسٹر جیمس فرگسن کا یہہ گریز خواہ کیسا ہی نظر آوے مگر اصل یہہ ہے کہ غور کرنے والے۔ پولیٹکل۔ مدبر کو اس سے بہت کچھہ اضطراب پیدا ہوتا ہے وہ جون جون اس مسئلہ پر غور کرتا ہے اسکی پیچیدگیان اوسپر ظاہر ہوتی جاتی ہین۔ اوسکا ہر قدم پر مشکلات سے مقابلہ ہوتا ہے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ ملک کی خوش بختی اسبات پر منحصر ہے کہ اوسکی رعایا مطمئن ہو۔ وسایل معاش کی مفقودگی سے حیران اور مضطرب الحال نہ ہو۔ لیکن موجودہ حالت مین معاش کی تنگی سے ایک جمِ غفیر تعلیم یافتہ گروہ تنگ حال پاتا ہے وہ اون کے مشاغل اور معاش کی تدبیرین سوچتا ہے مگر کچھہ بن نہین پڑتی۔

ہندوستانی نقل وطن کے عادی نہین

وہ چاہتا ہے کہ یہہ اور قومون کیطرح خدا کی وسیع دنیا مین نقل وطن کر جاوین اور وہان اپنے واسطے سامان معاش پیدا کرین۔ لیکن اسے جلدی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عادت ملک ہند کے خلاف ہے اسکی رعایا ہندوستان کو اوس سے زیادہ عزیز رکہتی ہے جتنا کہ یوسف کنعان

کو عزیز رکھتا تھا۔ اوسکی سوسائٹی کی ترکیب (کانسٹی ٹیوشن) ایسے ہی (مثلاً خاندانوں کا مشترک رہنا) کہ وہ اونکو زمین ہند سے ایسا ہی جکڑا رکھتی ہے جسطرح پیپل اور بڑ کے درخت یہان کی زمین سے جکڑے ہوئے ہین۔

تعلیم یافتہ اہل سیف کی اولاد کی حالت

اس تعلیم یافتہ گروہ مین جو روز بروز تعداد مین بڑہتا جاتا ہے غور کرنے والا قدیم زمانہ کے اہل سیف اور شرفا و امرا کا بہی جزو پاتا ہے ان مین اُن شرفائے اہل اسلام کا بقیہ بہی ملتا ہے جو کئی پشتون بزرگون کی اندوختہ دولت وثروت پر قانع رہکر بسر کرتے رہے تہے اور آخر جب بیٹہے بیٹہے اونہون نے قارون کے خزانہ بہی خالی کر دئے اور قریب تہا کہ اون کا جہاز تباہی کے گرداب مین ڈوب جاتا اور وہ آنکہین بند کئے ہوئے سیدہے تحت الثری کو چلے جاتے تو ایک بوڑہے قوم کے غمخوار ناخدا نے دیکہہ لیا۔ ڈوبتے ہوئے جہاز پر خود چہوٹا سا ڈونگا لیکر پہونچگیا۔ سوتے ہوؤن کو جگایا پتوار خود سنبہالی اہل جہاز سے کہا کہ میری ہدایت کے موافق چلو تو بیڑا پار ہو جائیگا۔ اونہون نے اوسکی بات مانی اور بہزار جد وجہد کنارہ پر اوس بوڑہے کی بدولت پہونچگئے۔

اونکی بیسروسامانی

مگر یہان کنارہ پر پہونچکر وہ بے سروسامان ہین ہر طرف نگاہ دوڑایا کرتے ہین جس سمت اونکو بڑے بڑے باغ نظر آتے ہین اوسطرف دوڑتے ہین مگر وہان پہونچنے سے پیشتر وہ دیکہتے ہین کہ ہم سے پیشتر ہزارون اس باغ

مین داخل ہوچکے ہین - ہزارون اوسکے دروازہ مین کہڑے ہوئے ہین جو کچہہ باغ کی بہار اور فضا ہتی وہ گویا پہلے سے لٹ چکی ہے -
پیچہے آنیوالون کے واسطے سوائے حسرت اور ناکامی کے اور کچہہ باقی نہین رہا ہے

مدبر کا تردد

غور کرنیوالا تعلیم یافتون کے جم غفیر کا یہہ حال دیکہکر جسمین قدیم زمانہ کے اہل سیف بہی شامل ہین جسمین اون مسلمان شرفار کی باقیات بہی شامل ہے - جو کہ ابہی بہت عرصہ نہین گذرا کہ اس ملک پر حکمران تہے جنہون نے ہزار خرابی بصرہ اپنے تئین زمانہ کے لائق بنایا ہے - مگر زمانہ اونکو نہین پوچہتا) بہت متردد ہوتا ہے -

اوسکا فکر

وہ سوچتا ہے کہ اونکے لئے کوئی ذریعہ معاش کا نکل آوے اور جو غور کرنیوالا اس روزافزون ترقی کرنے والے فرقہ کیواسطے کسی صیغہ مین معاش کا راستہ دکہادیوے وہ غالباً خود گورنمنٹ اور اس فرقہ کی شکرگزاری کا مستحق ہوگا -

صیغہ جنگ مین تعلیم یافتہ اہل سیف کے لئے گنجائش

اگر گورنمنٹ مانے تو اس فرقہ کے معاش کے واسطے ایک امد راستہ کہل سکتا ہے اور وہ صیغہ جنگ مین ہے -
سارا زمانہ جانتا ہے کہ ہماری سرکار انگریزی نے بڑی فراخ حوصلگی سے ہماری لئے سول سولسروس کا دروازہ کہولدیا ہے ہم اوسمین داخل ہوکر ملک کی حکومت مین حصہ پاتے ہین -

ہائی کورٹ تک ہندوستان کی رسائی

پھر اس سے بھی بڑھکر ہماری سرکار اعلی سے اعلے عہدے عدالت کے ہمکو دیتی ہے کلکتہ کے ہائی کورٹ مین کوئی نکوئی بنگالی اور بمبئی کے ہائی کورٹ مین کوئی نہ کوئی پارسی مدراس کے ہائی کورٹ مین کوئی نہ کوئی باشندہ مدراس بیچ پر اجلاس کرتا ہوا ہمکو دکہائی دیتا ہے اور الہ آباد کے ہائی کورٹ مین ہمارے پیارے سید کا فرزند رشید جسٹس سید محمود اجلاس کرتا ہوا ہمکو نظر آتا ہے۔

پہر صیغہ جنگ مین ہندوستانیونکو اعلے عہدے کیون نہین ملتے

مگر ہم حیران ہین کہ جہان ملک کی اندرونی انتظام مین ہماری شرکت یہان تک مد نظر ہے وہان صیغہ جنگ سے ہم کیون یک قلم علحدہ ہین میری مراد یہہ ہے کہ صیغہ جنگ مین ہمکو کیون اعلے عہدے نہین دیئے جاتے۔ ہم کیون اونکو لفٹنٹ کپتان میجر اور کرنیل کا عہدہ نہین پاتے

اگر صیغہ جنگ مین اعلے ملازمت کا دروازہ کہلجاتا تو ہندوستانی اپنے تئین اوسکے لائق بناتے۔

یہہ سچ ہے کہ صیغہ جنگ مین ہمنے کوئی امتحان پاس نہین کیا اور اسواسطے اپنے تئین اس صیغہ کے لائق نہین بنایا۔ مگر اسمین ہمارا قصور نہین ہے۔ اگر سول سروس کیطرح صیغہ جنگ مین اعلے ملازمت کا دروازہ ہمارے لئے کہولدیا جاتا تو ہم یقیناً کہتے ہین کہ ہمنے اپنے تئین اوسکے لائق بہت پیشتر بنا دیا ہوتا

بنگالی فائدہ اٹہاجاتے

ممکن ہے کہ ہمارے بہائی بنگالی توپ و تفنگ کے نام سے لرز

معلوم ہے کہ ہر دو ہو نہیں ہو سکتے اور کمال افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں پھر کسی زمین میں جھلک
اور اس کے واسطے اونکو ثبوت دیا جاتا تھا

ریاست کا نتیجہ

دہلی کی حالت پچھلے شہرت سے ملک کا یہ بہترین فرقہ تمدنی اخلاقی - مالی - اور ... تنزل کرتا جاتا ہے اور وہ وقت قریب آگیا ہے کہ اگر ... ان خاندانوں کے سبب کسی وقت ہندوستان نے ... کوئی باقی نہ رہیگا۔

رئیسوں پر انقلاب کا اثر

اگرچہ تاریخوں میں مشہور ہے کہ انقلاب زمانہ سے اعلے ادنے اور ادنے اعلے ہو جاتے ہیں - مگر مغلیہ سلطنت کو جب زوال آیا - اور سرکار انگریزی کا تسلط ہوا تو اس انقلاب نے یہ حالت Directly پیدا نہیں کی پولیٹکل امور کے لحاظ سے سرکار نے حتی الوسع طبقہ امراء کو پنشن اور جاگیریں دیکر زوال اور بربادی سے بچایا - لیکن سو ڈیڑھ سو برس کے عرصہ میں کثرت اولاد اور دیگر وجوہ سے وہ پنشن اور جاگیریں یا تو بالکل معدوم ہو گئیں یا برائے نام رہگئیں یا آیندہ تھوڑی دور اور چلکر معدوم ہو جاوینگی۔

بے توجہی اور لاپروائی کا نتیجہ

انکی جانب جو بے توجہی اور لاپرواہی رہی خاصکر اس امر میں کہ اون کے مذاق کے موافق اونکی تعلیم اور شغل کے سامان مہیا نہ کئے گئے اسواسطے اونکو اور اونکی اولاد کو بہت نقصان پہونچا ہے اور ...

معلوم ہوتی ہین۔ مگر ہمارا مقصود ان سے یہہ ہے کہ۔

۱۔ ہر رجمنٹ مین کافی تعداد افسرونکی مقرر رہے عام اس سے کہ وہ یورپین ہون یا دیسی۔

۲۔ سردست اگر دیسی افسر زیادہ مقرر نہ ہوسکین تو یورپین افسرون کی تعداد بڑہائی جاوے۔

۳۔ اگر پرانی پلٹنون یا رسالونمین دیسیون کو یکلخت اعلے عہدے نہ مل سکین تو بتدریج ملین۔ نئی پلٹنون اور رسالون مین جب کبھی بھرتی ہون تو دیسی افسرونکا Clement جزو انمین زیادہ ہو۔

زیادہ افسرونکی ضرورت کا ثبوت

رسالہ یا پلٹنون مین ہمکو زیادہ افسرونکی ضرورت اوس جنگ سے ثابت ہوگئی ہے جو مصر مین مہدی کی فوج کے ساتھہ ہوئی تہی جنہون نے اُس جنگ کا حال پڑہا ہوگا وہ جانتے ہونگے کہ کس قدر افسر اوسمین کام آئے تہے اور افسرون کے کم ہوجانے سے فوج کی راہ نمائی مین کیسی دقت پیش آئی تہی۔

اعلے قسم کے ہتھیار دیسی فوج کو کیون نہین دئے گئے

اس پائینٹ پر اسیقدر لکہنا کافی ہوگا۔ اب مین اسقدر اور گزارش کرنا چاہتا ہون کہ کیا وجہ ہے ساری فوج دیسی مین اُسی قسم کے عمدہ ہتھیار نہین ہین جس قسم کے گورون کے پاس ہین کیا اسمین بہی رنگ و روغن کی ضرورت ہے کیا یہان بہی ہمارے سینہ زیادہ

محتاط مدبرون کو اندیشہ ہے کہ دیسی فوج کے پاس جسقدر اچھے ہتھیار ہونگے وہ اُسیقدر ہمارے لئے زیادہ موجب خطر ہونگی!!! اگرچہ یہ وہم ہنوز باقی ہے تو اسکی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہے۔

ہندوستان کے ہر صوبہ مین فی ہزار کسقدر آدمی قابل فوج ہین

اسکے بعد مین بھرتی کے پیمانہ کی بابت کچھ لکھنا چاہتا ہون۔ مگر پیشتر ازانکہ مین اسبارہ مین خامہ فرسائی کرون مین ذیل مین ایک نقشہ پیش کرتا ہون جس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہندوستان کے ہر صوبہ مین فی ہزار کسقدر جوان فوج کے واسطے دستیاب ہوسکتے ہین۔

نام صوبہ	تعداد مردان زائد از ۱۷ سال	تعداد جوان فی ہزار قابل جنگ	تعداد مردان قابل جنگ
بنگال	۲۹۰۴۴۰۵	۱	۱۰۹۰۶
ممالک مغربی شمالی	۱۰۸۱۷۴۳	۲	۲۱۶۳۴
اجمیر	۱۳۳۹۶۶۰	۱۰	۱۳۲۳۹
اودہ	۳۶۳۶۱۱۹	۲۰	۷۲۷۲۰
پنجاب	۶۲۰۵۳۸۰	۲۰	۳۴۸۲۰۰
ممالک متوسط	۲۵۲۷۵۶۶	۲	۵۰۵۲
برار	۷۳۱۱۴۳	۲	۱۳۶۲
کورگ	۶۵۱۹۳	۲۰	۱۳۰۰

مدراس	۹۶۵۴۲۲	۳	۲۹۷۷
بمبئی	۵۴۳۱۶۹۷	۳	۱۴۹۲
			۳۹۸۶۲۳

اس تخمینہ مین دیسی ریاستون اور گورکہوان کے جوان شامل نہین ہین -

اس تخمینہ کا ماخذ

یہ تخمینہ ولایت کے نامی اخبار پال مال گزٹ نے چھاپا ہے -

قوم وار تخمینہ کی ضرورت

مین بڑا خوش ہوتا اگر اسی قسم کا تخمینہ قوم وار بھی چھاپا جاتا
مین نے کوشش کی کہ قوم وار تخمینہ مین خود چھانٹون - ہرچند اسکے واسطے
مصالح جمع کیا - مگر پورا مصالح بہم نہ پہونچنے کے سبب ایسا تخمینہ نہ بن سکا -
جو مردم شماری ہندوستان مین ۱۸۹۱ء مین ہوئی تہی اوس سے ایسا تخمینہ
شاید تیار ہو سکے - مگر ہر صوبہ کی مردم شماری کی رپورٹ مجہے میسر نہ آ سکے
اور اسیواسطے یہ تخمینہ تیار نہ ہو سکا -

مسٹر ہیٹن اور ڈاکٹر لیتہبرج یہ تخمینے تیار کر سکتے ہین -

میرے خیال مین ایسا تخمینہ یا تو ہیٹن صاحب حال ڈایرکٹر سررشتہ
تعلیم بنا سکتے ہین یا ڈاکٹر لیتہبرج صاحب جو سابق مین ڈایرکٹر
جنرل - آو - اسٹٹیکس تہے - اور اگر ایسا تخمینہ بن جاوے
تو جنگی امور مین وہ بڑے کام کی چیز ثابت ہوگی - مجہے ایسے تخمینہ کے نہ ملنے کا
بڑا افسوس رہا -

پال مال گزٹ کے تخمینہ پر بحث

اب جو تخمینہ پال مال گزٹ نے بنا بنایا ہمکو مل گیا ہے ہم اوسی پر

غور کرتے ہین -

اس سے ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ پنجاب اوّل درجہ پر ہے اور اودہ - اور کورگ باعتبار اوسط فی ہزار کے برابر ہین - مگر باعتبار آبادی کے پنجاب سے دوسرا نمبر اودہ کا ہے -

اوسط فی ہزار مین اجمیر تیسرے درجہ پر ہے اور باعتبار آبادی کے کورگ سے بڑھا ہوا ہے -

پنجاب کی فتح سے پیشتر یا یون کہو کہ غدر ۱۸۵۷ء سے پیشتر سرکار انگریزی کی فوج پیادہ علی العموم جوانان اودہ سے اور فوج سوار علی العموم پٹھانان روہیلکھنڈ سے بھرتی ہوتی	۱۸۵۷ء سے پیشتر کس ملک کے آدمی پیادہ فوج مین تھے

ہتی - خاصکر بنگال احاطہ کی فوج کا یہی حال تہا - اور خیال ایسا پڑتا ہے کہ ان دو قسم کے جوانون کی اور احاطون کی فوج مین بھی قدر تہی -

جن لوگون نے ۱۸۵۷ء سے پیشتر تلنگون کی فوج دیکھی ہے وہ جانتے ہونگے کہ کیسے دیوزاد جوان اوسوقت فوج مین	تلنگون کی فوج کے خال وخط

بہرتی ہوئے تہے قد ڈہو کے ڈہو - سینہ جیسے چکی کا پاٹ کلائی جیسے شیر کی ٹانگین جیسے گینڈے کی - صورت شکل مین خاصے ہاتھی کے پاٹھے -

اب اوس تن وتوش کے جوان فوج مین بہت کم نظر آتے ہین حالانکہ آج بہ نسبت سابق کے بھرتی کے لئے بہت سے نئے	اسوقت فوج مین ہلکے جوان نظر آتے ہین

کہیت ہماری سرکار کے قبضہ اقتدار مین ہین۔ جیسا کہ نقشۂ مذکورہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔ پہر کیا وجہ ہے کہ ہم سب سے بڑا جوان چہانٹ کر بہرتی نہ کرین

پیمانہ بہرتی کے بڑہانے کی ضرورت

البتہ اگر لوگ جنگی ملازمت سے متنفر ہوتے تو ہمین بہرتی کا پیمانہ بڑہانے مین وقت پڑتی مگر حال اسکے برعکس ہے اگر ایک پلٹن کہڑی کرنی ہو تو دس کے واسطے امیدوار حاضر ہوجاتے ہین پہر کوئی وجہ نہین کہ عمدہ سے عمدہ کڑیل جوان چہانٹ کر بہرتی نہ کئے جاوین۔

اودہ کے جوانون کو بہی فوج مین حصہ ملنا چاہئے

ہمین ایک اور خیال ہے کہ غدر کے بعد سے جوانان اودہ کی بہرتی فوج مین بند ہے شاذ و نادر اوس ملک سے سپاہی بہرتی کئے جاتے ہین۔

بیشک جو حرکت نازیبا فوج پوربیہ سے سرزد ہوئی خواہ اوسکا سبب کچہہ ہی ہو اوسکا بالطبع یہی نتیجہ ہونا تہا کہ وہ بار دگر فوج مین بہرتی نہ کئے جاوین لیکن جب ہماری فیاض قیصرہ ہند نے اعلان شاہی کے ذریعہ سے اونکا قصور معاف کردیا۔ اور اوس افسوسناک واقعہ کو گزرے ہوئے ایک زمانہ دراز گذر گیا۔ یہانتک کہ اسوقت اون غدارون مین کا شاذ و نادر ہی کوئی باقی رہا ہوگا۔ تو اب گزشتہ را صلوٰۃ کہکر اوس ملک کے باشندون کو بہی جنکا نمبر دویم ہے فوج کی ملازمت مین حصہ دینا چاہئے۔

شرط

مگر شرط یہہ ہے کہ اول اُسی پیمانہ بہرتی کا خیال رہے جسکا ہم نے

اوپر ذکر کیا ہے۔

دوسرے اون کو سمجھا دیا جاوے کہ جسطرح پنجابی فوج چھوت چھات نہیں مانتی تری خشکی مین جہان چاہو خوشی سے جانیکو تیار ہے اوسیطرح اونکو بہی کرنا پڑیگا اگر وہ ایسا نہین کرسکتے تو فوج مین بہی بہرتی نہین ہوسکتے۔ اور جب باقیماندہ فوج پوربیہ مین چھوت چہات کا زور کم ہوگیا ہے تو ہم نہین سمجہتے کہ رنگروٹ مین وہ کیون باقی رہیگا۔

اس تجویز سے ہمارا مقصود

قصہ مختصر ہماری غرض اس تجویز سے یہہ ہے کہ اس نقشہ کے بموجب جو تناسب ایک صوبہ کو دوسرے کے ساتھہ حاصل ہے اوسکی رعایت فوج مین ملحوظ رکہی جاوے تاکہ ہر صوبہ کے جنگی نژاد جوانون کو اپنے ملک کی حمایت کا موقع اور حصہ اوسی تناسب کا ملے۔ جو اون مین باعتبار اصول جنگ کے فیمابین قایم ہے

پنجاب کا نمبر اول ہے

نقشہ مذکورۂ بالا سے ظاہر ہوچکا ہے کہ باعتبار امور جنگ کے پنجاب اول نمبر ہے۔ ملک کی قدرتی اوضاع۔ اپنی خاص طبائع۔ اور حالات زمانہ کے لحاظ سے بیشک آج پنجاب اسی درجہ کا مستحق ہے اسکی سرحدی آفریدی) اور پٹھان تو ہین۔ اسکے راجپوت مسلمان اسکے ماجے کے سکہہ۔ گویا فوج ہی کے کام کے واسطے بنے ہوئے ہین۔ اسنے اس قلیل عرصہ مین ۲۵ برس کی تعلیم و تہذیب مین بہی جو ترقی کی ہے وہ غور کرنیوالے کے لئے موجب انبساط ہے۔ اور سب سے زیادہ حیرت بھری ہوئی مسرت اس سے ہوتی ہے کہ یہان کے مسلمانون نے

تعلیم انگریزی کیجانب وہ بیجا التعصب اور نازیبا وہم۔ ظہور مین نہین آیا جو دیگر احاطون کے مسلمانون کی ذات سے اس بارہ مین ظاہر ہوا ہے۔ گو اسمین شک نہین کہ سرحدی مسلمان اوس سے اوسیقدر نافر ہین جسقدر کہ اونکے بہائی اضلاع مغربی و شمالی مین تہے یا ہنوز ہین پنجاب کی فتح کے بعد قریب تہا کہ یہہ ملک نیا مفتوح ہونے کے سبب سے دب جاتا۔ مگر غدر ۱۸۵۷ء نے اوسے اوبہار دیا اور در حقیقت اوس نازک وقت مین اہالیان نے سرکار انگریزی کی وہ خدمت کی جو گورنمنٹ کو مدت دراز تک یاد رکہنی چاہیئے۔

> بعض کمانیر کا میلان محدود ہوتا ہے

پنجابیونکی بہرتی کے وقت بعض کمانیر صرف ایک ہی قوم پر جہکے ہوئے ہوتے ہین۔ بعض کو آفریدی اور پٹہان پسند ہین۔ دوسری قومون کو وہ پسند نہین کرتے۔ بعض سکہون کو چاہتے ہین اور اون کی صورت سے متنفر ہین بعض پنجابی مسلمان کو اچہا سمجہتے ہین۔ بعض کو ڈوگرے اچہے نظر آتے ہین۔

> بصورت موجودہ کس بات کا لحاظ رکہنا چاہیئے

بصورت موجودہ ہر پلٹن اور رسالہ مختلف الاقوام کی بھرتی سے کہچڑی ہوا ہوا ہے۔ اوسمین ایک کو دوسرے پر ترجیح دینی موجب ملال دیگر فرقون کا ہے۔ جب قوم وار اصول پر فوج بہرتی ہوا وقت اپنی اپنی پسند کے عمل کرنے کا ہر کمانیر کو اختیار ہوگا۔ ردمین سے بیشتر سب کو چشم مساوات کی نظر سے دیکہنا چاہیئے۔

یہی کیسے بعض دیگر اقوام فوج کے لائق مثلاً بارکے باشندے

جن قوموں کا نام لیا ہے انکے علاوہ اور بہی چند قومین پنجاب مین ایسی ہین کہ اونسے عمدہ سپاہی نکل سکتے ہین ازانجملہ ایک بار کے سپاہی دسے ہین - یہہ قد و قامت کے بڑے بہاری کرئیل جوان ہوتے ہین - علی العموم یہہ بار مین مویشی چراتے ہین اور انکے دودہ دہی پر گزارہ کرتے ہین کاشت اراضی وغیرہ پر بہت ہی کم راغب ہین - گاؤن سے دور مویشیون کے ریوڑ لیئے ہوئے جنگل بار مین دندنایا کرتے ہین -

اون کے مشاغل

مویشی کی چوری ان کے مشاغل روزمرہ مین سے ہے جب تک کوئی نوجوان کامیابی سے مویشی چرا کر نہ لاوے سر پر پگڑی نہین باندہتا اس چوری مین یہہ بڑی بڑی مصیبتین جہیلتے ہین - دُور دُور دہاوے مارتے ہین - مویشی کی چوری کے سوا اور کسی قسم کی چوری نہین کرتے اور عیب بہی ان مین کم پائے جاتے ہین -

یہ حالات موجودہ یہہ کیون فوج مین بہرتی نہین ہوتے

موجودہ حالات مین یہہ قوم فوج مین بہت کم بہرتی ہوئی ہے - مگر اسکا یہہ سبب نہین کہ وہ بنگالیون اور کشمیریون کی طرح سے بزدل ہین - بلکہ اسکا سبب یہہ ہے کہ وہ آزادی زیادہ پسند کرتے ہین اور چوری مویشی کا بالطبع انکو شوق ہے -

انکو ترغیب دینے کی

لیکن ممکن نہین کہ اگر مناسب ترغیب انکو دیجاوے تو وہ

ضرورت	کیون فوج سرکاری مین بہرتی ہونے سے انکار کرین - اور

جب اس قوم سے ایک مناسب تعداد فوج مین بہرتی ہو جاوے تو پہر مین نہین سمجہتا کہ اونکے دیکہا دیکہی اون کے بہائی بند صیغہ فوج مین کیون بتدریج بہرتی ہونے کی درخواست نہ کرینگے -

اسکا نتیجہ کیا ہوگا	اور اگر ایسا ہو جاوے تو ایک ہماری قوم مین نہ صرف عادت

چوری مویشی ہی کی جاتی رہیگی - بلکہ فوج مین ایک اچہا جزو مل جاویگا -

بہرتی کے لایق جوانون کی تعداد	یہان پہونچکر ہم یہ جتانا چاہتے ہین کہ بروئے اس نقشہ کے تخمیناً آٹہ لاکہہ آدمی فوج مین بہرتی ہونے کے قابل برٹش

انڈیا مین موجود ہے - اور اسکے نصف کے قریب یا کم سے کم دو لاکہہ ایسے جوان ریاستون مین فوج مین بہرتی ہونے کے لایق ہونگے - اس سے تخمینہ قریب ۷ یا ساڑہے سات لاکہہ کے پہنچ جاتا ہے

اس سامان کے متعلق مین خرس روس ہمارا منہ نہین چڑہا سکتا	جب بہرتی فوج کا اسقدر سامان ہمارے سرکار کے پاس موجود ہو - علاوہ ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار اسٹانڈنگ آرمی کے لغتہ؟ پولیس کی اور ڈہائی لاکہہ فوج ریاست ہائے دیسی کی اور

۷ لاکہہ اوس فوج کی جو رزرو ملا کر انگلستان مین ہے تو ہم نہین سمجہتے کہ پہر ہماری سرکار کے مقابلہ مین خرس روس کیونکر موہنہ چڑہا سکے گا -

روس کی فوج کی مقدار	روس کی سات لاکہہ اسٹانڈنگ آرمی ہے اور رزرو وغیرہ

ملا کر کل ۲۰ لاکھہ فوج ہے۔ اس تعداد کے سننے سے لوگ حیران ہوجاتے ہین مگر جب وہ ہماری سرکار کے تخمینہ مذکورہ بالا سے اس میزان فوج روس کو ملادینا تو کوئی حیرانی باقی نہین رہتی۔

ہماری سرکار کی نو آبادیون کی فوج علاوہ ہے۔

پھر ہماری سرکار کی جو نو آبادیان تمام اقطاع عالم مین پھیلی ہوئی ہین اون کی فوج تخمینہ مذکورہ بالا کے علاوہ ہے۔

محض تعداد فضلیت کا معیار نہین ہوسکتی

یہان تو ہمنے روس کی فوجکی تعداد سے اپنی سرکار کی فوج تعداد کو ٹکرادیا ہے۔ اب ہم یہہ دکھانا چاہتے ہین کہ محض تعداد فضلیت کا معیار نہین ہوسکتی دس خرس کیواسطے ایک شیر کافی ہوتا ہے۔ نہ محض حجم افضلیت کا معیار ہوسکتا ہے۔ رجس کا چھوٹا سا کمایا ہوا چاقو جو کام دیسکتا ہے وہ ایک بھدے سے لوہار کا بنایا ہوا لمبا چوڑا بھدا چاقو کام نہیں دیسکتا۔

دیسی فوج روس کی فوجکے ہم پلہ کیونکر ہوسکتی ہے۔

ہمنے بیشک دیسی فوج کو روسی فوجکے مقابلہ مین کم پایہ گنا ہے مگر یاد رہے کہ وہ بمقابلہ روس کے اعلے ترین فوج سے تھا۔ پھر یہہ بھی یاد رہے کہ جب وہ چھوٹے چھوٹے نقص دیسی فوج سے رفع ہوجاوین جس کا ہمنے ذکر کیا ہے اور اس زمانہ کے اعلی ترین ہتھیارون سے وہ مسلح کیجاوے تو پھر کوئی وجہ نہین ہے کہ وہ روس کی اعلی ترین فوجکے ہم پلہ نہ اترے گی۔ اور کلہ بکلہ جواب نہ دیگی۔

ترکمانی کنشجنٹ اور کاسکون سے وہ افضل ہے | پھر یہ بھی یاد رہے کہ وہ ترکمانی کنٹنجنٹ سے بدرجہا افضل ہے جیسا کہ ہمنے کھین بشیر تیاپا ہے اور کاسکون سے بھی اسوا سکے

خونخواری اور وحشیانہ ظلم کے اکسی بات مین کم نہین ہے ۔

روس کی فوج کے اجزا | اس سے واضح ہوگیا ہوگا کہ روس کی فوج مرکب ہے ۱ ۔ رگیولر فوج آدمی سے نمبر ۲ ۔ کاسکون سے اور نمبر ۳ ترکمانی کنٹنجنٹ سے ۔

دو آخری جزو سے ہماری دیسی فوج کی افضلیت | اور ان مین سے دو آخری جزو کے ساتھ ہماری دیسی فوج ہمسر سے کچھہ زیادہ ہے ۔

یورپین فوج انگلشیہ بدرجہا افضل ہے | اور ہماری سرکار کی یورپین فوج کا تو کیا کہنا ہے ۔ مگر چونکہ اسوقت اس آرٹیکل مین خاص بحث دیسی فوج سے ہے اس واسطے یورپین فوج انگلشیہ کے متعلق بیان کرنی بحث ہم چھیڑ نہین سکتے کسی اور محل پر اسکا ذکر کرینگے ۔

یہان ہم دیسی فوج کے متعلق اسقدر اور ظاہر کرنیکی اجازت چاہتے ہین بمجواے

؂ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند

دیسی فوج کی ڈسیپلن | کہ فوج مین بمجلہ ڈسپ ۔ لن ۔ Dscipline ترتیب بھی ایک ضروری امر ہے ۔ رعم در روس کی لڑائی مین ناظرین نے اکثر پڑھا ہوگا کہ فوج روس نے کیسی کیسی بے اعتدالیان کی تھین جو قریہ و قصبہ وہ فتح کر لیتی تھی اوسکی عورات بچون اور بوڑھون کے

ساتھہ جو ظلم وہ کرتی تھی ناگفتہ بہ ہے۔ مگر ناظرین دیسی فوج کے سارے معرکہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈھونڈا رہیں۔ اوس کو ایسے ظلموں کا مرتکب نہ پائینگے اور یہہ بایہ فخر ہے ان جنگی سپہ سالاروں کے لئے جن کے زیر کمان اور زیر ہدایت دیسی فوج نے تربیت پائی ہے اور خود اوس فوج کے لئے جو ایسی وحشیانہ حرکات کی کبھی مرتکب نہین ہوئی

نیٹو والنٹیر بحث

راولپنڈی مین پنجاب والنٹیر کور کا معائنہ

مین نے راولپنڈی کے دربار مین والنٹیر کور بھی دیکھا تھا۔ اوس مین علی العموم یوریشین نیٹو کرسچین اور دو ایک چند یوروپین شامل تھے۔ ان کے دیکھنے سے مجھے خیال آیا کہ دیسی کیوں والنٹیر نہین ہو سکتے معاً اس سوال کو بھی مین نے اپنی نوٹ بک مین ٹانک لیا تھا۔ آج اس مسئلہ پر غور کرتا ہوں۔

سوالات ذیل ہندوستانیوں کی وفاداری کی بحث سے آتے ہین

جب کبھی یہہ سوال پیدا ہوں :۔

۱۔ ریاستوں پر کیوں بھروسا نہین کیا جاتا

۲۔ ہندوستانیوں کو فوج مین اعلے عہدے کیوں نہین دیئے جاتے۔

۳۔ ہندوستانی والنٹیر کیوں نہین ہو سکتے

۴۔ ہندوستانیوں کو بلا لائیسنس ہتھیار رکھنے کی اجازت کیوں نہین ہوتی۔

تو خواہ مخواہ ہندوستانیوں کی وفاداری کی بحث درمیان آجاتی ہے۔

جو بحث وفاداری کے متعلق پیشتر ہم کر چکے اوسکا اعادہ نہ ہوگا

جو مضمون پیشتر ہم لکھہ چکے ہین اوس مین موقع بموقع ہمنے ثابت کیا ہے کہ ہندوستانی علی العموم سرکار انگلشیہ کے کیسے خیرخواہ اور وفادار ہین۔ ہم جو کچھہ اسبارہ مین لکہہ چکے ہین اوسکے اعادہ کی یہان ضرورت نہین دیکھتے۔

پہلی بحث یکرخی تہی اسکے دوسرے رخ پر بہی نظر ہوگی

مگر پیشتر ہمنے خیرخواہی کے متعلق جو بحث کی ہے وہ یکرخی تہی یعنے محض رعایا کیجانب سے اوسکے متعلق بحث تہی۔ اب اسکے دوسرے رخ پر بہی ہم نظر ڈالینگے۔ کہ تالی دونون ہاتہون سے بجتی ہے۔

وفاداری اور غداری دو لفظ ہین

سب سے پیشتر ناظرین غور کرین کہ وفاداری اور غداری جو دو لفظ ہین۔ ان دو لفظون سے دو شخص کا وجود پایا جاتا ہے ایک وہ جسکے مقابلہ مین وفاداری یا غداری برتی جاوے دوسرا وہ جسکی ذات سے وفاداری یا غداری کا ظہور ہو۔

دو حیثیتون مین مغائرت حد فاصل ہے

پس ان دو اشخاص کی ذات مین دو حیثیتین بہ نہج مذکورہ بالا پائی گئین اور حد فاصل ان دونون حیثیتون مین مغائرت ٹہری

مغائرت کے دور ہونیسے کیا نتیجہ ہو

اگر اس مغائرت کا پردہ درمیان سے اوٹہہ جاوے تو مین سمجہتا ہون کہ غداری کا بہی انعدام ہوجاوے۔

توضیح

مجہے اندیشہ ہے کہ میری اس تحریر کو ناظرین چیستان نہ سمجہے

ہون اسواسطے مین اسکی ذرہ توضیح کرتا ہون۔

مسئلہ مسلم	مجھے یقین ہے اس مسئلہ کی تفہیم مین کوئی وقت عاید نہ ہوگی

کہ کوئی شخص اپنے ہی خلاف باغی نہین ہوسکتا۔ اور جو ایسا ہو وسے پاگل خانہ مین بھیجنے کی ضرورت پڑیگی۔

راقم کا خوف	پھر مجھے خوف ہے کہ اب بھی ناظرین میرا مطلب صاف صاف

شاید نہ سمجھے ہونگے۔ اسلئے اب مین اس سے بھی زیادہ وضاحت سے بتانا چاہتا ہون کہ جب رعایا وگورنمنٹ کو اپنا سمجھنے لگے تو وہ اپنے خلاف باغی نہین ہوسکتی۔

ہندوستانیونکو اپنایت مین شرکت سے ممانعت	ہم سب ہندوستانی مدت سے سرکار انگلشیہ کو اپنا سمجھنا چاہتے ہین۔ مگر اس اپنایت مین بعض دوراندیش مدبر ہمین

شریک نہین رہنے دیتے۔

ملکہ معظمہ کا اشتہار	ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے ایک ژرف نگاہ۔ پالے بڑے شیشین

کے خیال سے ہمین اپنا بنالیا۔ اوس عالی ظرف نے علی رؤس الاشہاد صاف صاف اشتہار دیدیا کہ اوسکو کالے اور گورے دونون برابر عزیز ہین۔ کوئی منصب ایسا نہین جسپر کالے مقرر نہ ہوسکین۔

اوس حکم کی تعمیل کہانتک ہوئی	مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اس حکم فیض توام کی کہانتک تعمیل ہوئی ہے۔

ہندوستانیون کو ملک کی حکومت مین شرکت ہے یا نہین

ہم اسوقت اور عہدون کے ملنے یا نہ ملنے کا رونا نہین روتے ہم اسوقت یہہ دیکھتے ہین کہ ہندوستانیون کو ملک کی حکومت مین شرکت حاصل ہے یا نہین -

رعایا کی عدم مداخلت نظم ونسق مین

زمانہ جانتا ہے کہ کسی صوبہ کے نظم ونسق مین رعایا کو یا رعایا کے قایم مقامون کو کچھہ دخل نہین ہے ہر صوبہ کا اندرونی اور بیرونی انتظام اس طور پر کیا جاتا ہے کہ رعایا سے اسمین کچھہ مشورہ نہین لیا جاتا -

کل ہندوستان کی حکومت کا یہی حال ہے

پھر اس سے آگے بڑھکر کل ہندوستان کی حکومت پر نظر کرو - اسکا نظم ونسق اندرونی اور بیرونی بھی ایسے شخصون کے ہاتھ مین ہے جو ہندوستانیون کو بالکل نہین پوچھتے -

کسی امر مین رعایا نہین پوچھی جاتی

محاصل کی ایزادی کی تدبیر سوچی جاوے تو رعایا سے نہین پوچھا جاتا - لائیسنس ٹکس لگایا جاوے تو رعایا سے نہین پوچھا جاتا -

کسی سرحدی رئیس یا امیر سے صلح اور جنگ کیجاوے تو رعایا سے مشورہ نہین ہوتا بیرونی دشمن سے مقابلہ اور مقاتلہ کا فکر کیا کیجے تو رعایا سے کوئی نہین پوچھتا

قصہ مختصر

غرض ہر صوبہ مین یا ملک مین جو کام ہوتا ہے اوسمین رعایا کو کچھہ دخل نہین ہے - اگر مین جملہ امور کی تفصیل کرون تو طول بہت ہوجاوے

باوصف وہن ہمہ کارگزار

باوجودیکہ ہندوستانیون کو کاروبار حکومت مین اسقدر کم دخل

ہے تاہم وہ سرکار انگلشیہ کو اپنی سرکار تصور کرتے ہین۔ مگر حیف ہے کہ ہماری
زبان سے اس اپنایت کا نام نکلا۔ اور بعض حکمرانون نے ہمارا اٹنیٹو الیا سلئے
ضرور ہے کوئی تدبیر ایسی سوچی جاوے جس سے یہہ اپنایت ایسے اصول پر حاکم اور
محکوم کے درمیان قایم ہووے کہ پھر وہ رشتہ کسی کے توڑے نہ ٹوٹ سکے۔

وہ تدبیر

ہماری رائے مین یہہ اپنایت اسطرح قایم ہوسکتی ہے کہ ہر صوبہ
مین ایک پارلیمنٹ یا کونسل قایم کیجاوے لئے اسمین اصول Representative
قایم مقامی کے ذریعہ سے ہندوستانیون کو بہی دخل دیا جاوے
جو کام صوبہ کے متعلق ہو انکی صلاح اور مشورہ سے کیا جاوے۔

اعلیٰ ترین پارلیمنٹ

اور ضرورت ہو تو ان سب سے فوق ایک اعلےٰ ترین پارلیمنٹ
کل ملک کے واسطے قایم ہو۔ اور اوس مین صوبہ کی پارلیمنٹ سے ہندوستانی
منتخب ممبر شامل ہون۔

اسکا نتیجہ

اس تدبیر سے سارے ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک
ایسی حکومت قایم ہوگی جسکو وسی گویا خود اپنی حکومت تصور کرینگے۔ وہ اپنے
ملک کی بہبودی اپنے ملک کی بربادی۔ اپنے ملک کی خوشحالی۔ اپنے ملک
کی بدحالی پر خود ہی غور کیا کرینگے۔ اون کو جسقدر بلا ضرورت اپنے ملک پر
ٹیکس عاید کرنے کا افسوس ہوگا۔ اسیقدر ضرورت کے وقت اون ٹیکس کے
نافذ کرنیکا خیال ہوگا۔ اونکو لڑائی کے مصارف ادا کرنے کا خود ہی خیال ہوگا

کاشنگ ہوتا جاویگا۔ مگر ساتھہ ہی اسکے دگو انیگلو انڈین کیسا ہی شور و غل مچاوین حکومت انگلشیہ کی بنیاد ایسی استوار چٹان پر ڈالی جاویگی جسکو اندرونی اور بیرونی زلزلون سے کچہہ مقام خوف کا باقی نہ رہیگا۔

کرنیل برنبائے انجہانی کے سفرنامہ خیوا سے اقتباس

کرنیل برنبائے آنجہانی نے اپنی کتاب سفرنامہ خیوا مین لکہا ہے کہ مجہسے ایک روسی افسر نے کہا کہ:۔

روسی افسر کا مقولہ

"تم روس سے ڈرتے ہو کہ وہ ہندوستان کو لے لیویگا۔ حالانکہ تم خود ہندوستان کو اپنے ہاتہہ سے کہونیکی تدبیرین کر رہے ہو۔ تم ہندوستانیون کو یوروپین علوم وفنون سکہاتے ہو۔ اون کو اون کے حقوق سے متنبہ کرتے ہو۔ اور وہ اسواسطے وقت کے منتظر ہین کہ تمہین دغا دین"!۔

کرنیل برنبائے کی رائے

کرنیل برنبائے فرماتے ہین مین اوس روسی کی ان باتون کو صحیح نہین مانتا۔ میرا خیال یہہ ہے کہ جسقدر تعلیم زیادہ پہیلیگی اوسیقدر سرکار انگریزی کی خیر خواہی کا نقش لوگون کے دلون مین زیادہ عمیق بنیگا۔ خاصکر بہکو گروہ تعلیم یافتہ کی ذات سے سرکار انگریزی کی وفاداری اور خیر سگالی کی زیادہ امید ہے۔

کرنیل برنبائی کی رائے سے اتفاق

کرنیل برنبائی نے جو کچہہ فرمایا ہے وہ بالکل راست ہے طبقہ تعلیم یافتہ اگرچہ سرکار سے لڑجہگڑ کر اپنے حقوق مانگتا ہے۔ وہ ہر صوبہ مین پارلیمنٹ کے تقرر کا خواہشمند ہے وہ ہر صیغہ مین اعلے

مناصب کی آرزو کرتا ہے وہ مساوات کے سلوک نہ ہونے سے آزردہ ہے
غرضیکہ وہ ہزار طرحکی مین میخ لگاتا ہے مگر مین سچ کہتا ہون کہ وہ سرکار انگلشیہ
کے قیام کا دل سے خواستگار ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہی ایک ایسی قوم ہے جو
کوئی حق کسی کا دبا نہین رکہتی آگے یا پیچھے وسے ہی دیتی ہے۔

اپنی کمزوری کا اقبال | اوسے ساتھہ ہی اسکے اپنی کمزوری بہی معلوم ہے۔ وہ
خوب جانتا ہے کہ جسطرح بچھڑا کھونٹے کے بل کودتا ہے وہ سرکار انگریزی کے
سہارے سے اوچھلتا کودتا ہے اگر خدانخواستہ سرکار انگریزی کے عمدا اسکا
سہارا اوسکے واسطے قایم نہ رہے۔ تو وہ اوسی طرح دہم سے گر پڑے جسطرح بچھڑا
سہارا الگ ہوجانے سے گر پڑتا ہے۔

اس سے استنباط | اس سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ اگرچہ ہندوستانی کاروبار حکومت
مین دخل چاہتے ہین۔ مگر ساتہہ ہی اسکے وہ یہہ دخل زیر نگرانی سرکار انگلشیہ
کے چاہتے ہین۔ اور ہم نہین سمجہتے کہ یہہ معقول درخواست اونکی کیون درجہ قبولیت
نہ پاوے۔

لارڈ ڈفرن کا مقولہ | ہمین یاد ہے لارڈ ڈفرن نے کلکتہ کے ٹریڈ ایسوسی ایشن میں
فرمایا تہا۔

مقولہ | مین بہروسہ کرتا ہون کہ جسوقت اس ملک سے میرے چلے جانے
کا زمانہ آوے گا۔ تو معلوم ہوگا کہ مین نے ظاہرا اس ملک کی ترقی اور اونکے پاکیزہ

تعلیم دینی شروع کی۔

لارڈ ڈفرن کا کام

اب یہہ کام لارڈ ڈفرن کا ہے کہ ان کے شروع کرائی ہوئی تعلیم کی تکمیل کراوین۔ پہر دیکہین سلطنت کس مستحکم بنیاد پر قایم ہوتی ہے جو کسی کے ہلائے نہ ہلیگی۔

ہماری استدعا کیوجہ

جو کچہہ ہم نے اپنی سرکار سے مانگا ہے وہ اس نظر سے مانگا ہے کہ جیسی مہذب سلطنت ہماری سرکار کی ہے ایسی سلطنت خود بخود رعایا کو یا رعایا کے قایم مقامون کو کاروبار حکومت مین دخل دینے سے اپنی استواری اور استحکام تصور کرتی ہے کچہہ شک نہین۔ کہ تنگ ظرف اور پست خیال آدمی بہی ہر قوم مین ہوتے ہین۔ مگر اور قومون کے مقابلہ مین انگلش قوم مین اس قسم کے آدمی کم ہین وہ ابتدائے پیدایش سے آزاد پیدا ہوئے۔ وہ آزادی مین پلے وہ آزادی مین بڑہے۔ وہ آزادی کے نام کے جسطرح خود عاشق ہین اسیطرح وہ چاہتے ہین کہ دنیا کی اور قومین اس آزادی سے لطف اوٹہاوین اونہون نے روئے زمین سے غلامی اوٹہادی اونہون نے رفاہ عام کا سبق۔ سلف گورنمنٹ کا سبق۔ خلق اللہ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک سکہادیا تو پہر کیا وجہہ ہے۔ کہ وہ ہم ہندوستانیون کو امور مملکت مین شریک ہونے کے روادار رہنون گے۔

حملے کا اندیشہ

مجہے اندیشہ ہے کہ خود غرض اور دنی الطبع میری اس تقریر

کرینگے وہ اور باتون مین ایک یہہ عذر بہی پیش کرینگے کہ ملک مین ویسی ہنوز اس قابل نہین کہ زمام سلطنت کسیطرح اون کے ہاتہہ مین دیجاوے ۔

راقم کا سوال

مگر مین پوچہتا ہون کہ اگر سو برس مین بہی انگریزی تعلیم تمام ملک مین ایک معقول تعداد ایسے لائق دیسیون کی پیدا نہین کر چکی ہے تو یہہ تعلیم نہین محض بچپن کا کہیل ہے ۔

حقیقت نفس الامری کیا ہے

پہر اسے جانے دو نفس الامر پر غور کرو اور ایمان سے دیکہو کہ جتنے لائق آدمی ہر صوبہ کے واسطے درکار ہونگے وہ اس صوبہ مین نکلین گے یا نہین نکلینگے ۔ مین تو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے رو سے کہتا ہون کہ ضرور نکل آوینگے ۔

خوف طوالت مانع تفصیل

اگر طوالت کا خطرہ نہوتا تو جن صوبون کے حالات سے مجہے زیادہ واقفیت ہے اون کے اشخاص لائق کی فہرست سے مین ناظرین کو آگاہ کر دیتا ۔

خودغرضونکا شور وغل

مجہے یہہ بہی اندیشہ ہے کہ خودغرض یہہ بہی شور وغل مچاوینگے کہ ہندو وفادار اور نمک حلال نہین ہین اسواسطے بہی یہہ حکومت مین شریک نہین ہونے چاہئین ۔ اور ہندونکی البت وہ زیادہ تر اسبارہ مین مسلمانون پر حملہ کرینگے اسواسطے مین اچہا سمجہتا ہون کہ بیان ظاہر کر اس امر پر بہی تہوڑی سی غور کرون ۔

عام طور پر ثبوت وفاداری

میرے ارٹیکلون کے پڑہنے والونکو یاد ہوگا کہ عالم پر ہین ستے

پیش ہو چکا ہے

ہندو اور مسلمانون کی خیر خواہی کا ثبوت موقع بموقع اپنے آرٹیکلون مین دیا ہے -

یہان مسلمانونکی وفاداری کی نسبت مخصوص بحث ہے

یہان مین بالخصوص مسلمانون کی نسبت بہہ غور کرنا چاہتا ہون کہ وہ سرکار انگریزی کے خیرخواہ ہین یا نہین -

ہندوستان مین مسلمانون پر ایک زمانہ عجیب گزرا ہے

ایک زمانہ مسلمانون پر ہند مین ایسا گذرا ہے کہ خواہ تو وہ اپنے غرور اور بیوقوفی سے - خواہ خودغرض ملانون کی غرضمند دہوکا دہی سے خواہ سرکار کی بے توجہی سے سرکار سے اور دنیا سے زیادہ الگ تہلگ رہے اور اہل غرض مفتیون - اور اعدا نے اون کی اس کنارہ کشی کو طرح طرح کی بے عنوانیون پر محمول کیا -

خواب غفلت سے بیداری

مگر زمانہ نے خواہ زمانہ کی رفتار پر غور کرنے والے مسلمانون نے اپنی قوم کو خواب غفلت سے جگا دیا ہے - اور اگرچہ وہ خرگوش کیطرح خواب خرگوش مین پڑے رہنے سے کچہوے سے بہت پیچہے رہ گئے ہین مگر اپنی جبلی طبیعت وہ خرگوش کیطرح تیز رو ہین - اور کوشش کر رہے ہین کہ اوچہل کود کر اور دوڑ دہوپ کر کر آگے والون سے جا ملین -

ملانون کے پہندون سے رہائی

وہ پرلیسٹ کرافٹ کے پہندے سے بہی نکل گئے ہین - وہ خدا کے کلام اور اوس کے رسول کے اقوال پر خود غور کرنے لگے ہین

انقلاب زمانہ کا ثبوت

وہ خدا کے کلام مین تلک الایام نداولہا بین الناس

خدا کے کلام سے	پر بکر انقلاب زمانہ کے قابل ہو گئے ہین ۔
اونکا ایمان	وہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

پر ایمان کامل رکہتے ہین ۔ وہ جانتے ہین کہ قیصرہ ہند اولے الامر ہے اوس سے پہر جانا اپنے خدا اور اپنے رسول سے پہر جانا ہے ۔

مسئلہ امن مستامن وغیرہ	پہر اون کو یہہ بہی معلوم ہے کہ ہندوستان مسلمانون کا امن ہے اسمین وہ اپنے مذہب کے شعایر اس آزادی سے بجالاتے ہین

جو اون کو خود مسلمانی سلطنتون مین بہی حاصل نہین ہے یہان شیعہ اور سنی وہابی اور بدعتی ۔ وہم پرست اور نیچری اپنے اپنے عقیدے کے موافق معبود حقیقی کی پرستش کرتے ہین ۔ ایک دوسرے سے معترض نہین ہوتا ۔ اگر کسی اسلامی سلطنت مین یہہ فرقے جمع ہوکر اپنے اپنے عقیدہ کے موافق خیالات کا اظہار کرین تو پا بدست دگرے دست بدست دگرے کی نوبت پہونچے ۔

امن وامان آزادی	یہہ امن وامان اور آزادی اونکو کس نے دی ہے ۔ ہم کہتے ہین

سرکار انگریزی نے دی ہے ۔ پس ایسا امن ایسی آزادی دینے والی ایسا امن اور ایسی آزادی دینے والی قوم سے ۔ اپنے مذہب کے رو سے ہرگز نہین پہر سکتے ۔ اور اگر وہ پہرین تو اپنے خدا اور رسول سے پہرینگے ۔

مسئلہ جہاد کی تحقیق	مسلمانون کو جہاد کے نام سے بہی بدنام کیا جاتا ہے خواہ اس کا

باعث بدنام کنندہ کی غلط فہمی ہو خواہ افترا پردازی ہو ۔ خواہ کچہہ اور سبب ہو

مگر یہان ایک اس مسئلہ نے شور و شغف حاصل کیا ہے کہ خود غیر قوموں نے اس مسئلہ کی تحقیق کیجانب بڑی توجہ ظاہر کی ہے اور خدا کالاکہہ لاکہہ شکر ہے کہ محققین پر یہہ امر اب مخفی نہین رہا ہے کہ رسول مقبول کے جملہ غزوات مدافعت پر مبنی تہے جیسا جزیرہ نما عرب مین اوسوقت بت پرستی کا رواج تہا۔ اور خدائے وحدہ لاشریک لہ کو سب بہول گئے تہے یہانتک کہ اوسوقت کے یہود اور نصارا بہی بت پرستی مین مشغول تہے۔ تو وہ نبی برحق۔ خدائے واحد کی پرستش کا وعظ کہنے کو اوٹہا اور پکار کر کہدیا کہ :۔

ایاک نعبد وایاک نستعین

یہہ سنکر کفار مکہ اوسے اذیت پہونچانے پر آمادہ ہوئے اوس نے کہدیا کہ مین تو

بشیر اور نذیر ہون

تم نہین مانتے تو نہ مانو مگر مجہے میرے عقیدے کے موافق عبادت کرنے دو لیکن اونہون نے اوسکی ایک نہ مانی۔ چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ جب وہ خدائے واحد کی عبادت کرتا ہوا مکہ مین سربسجود ہوا تو موذیون نے اوس پر اوجہڑی ڈالدی پہر اسی پر قناعت نہ کی بلکہ اوس کے قتل کے درپے ہوئے اور اوسے ناچار اپنا وطن مالوف خدا کی خاطر چہوڑنا پڑا۔

ہجرت مین بہی مردم آزارون نے اوسے آرام سے خدائے واحد کی پرستش نہ کرنے دی وہ وہان بہی اوسکے ایذا پہونچانے بلکہ قتل کرنیکی تدبیرین سوچتے رہے۔ اسپر ناچار وہ غزوات وقوع مین آئے۔ جو محض حفاظت خود اختیار کی

مین کبھی کبھی یہہ بھی ہوتا ہے کہ جب کبھی انسان یہہ سنتا ہے کہ ڈاکو ڈاکہ ڈالنے

ہین توقبل از انکہ وہ ڈاکہ ڈالین۔ وہ خود چڑہ جاتا اور اون پر چہاپا مارتا ہے

یہہ ہے حقیقت جہاد کی

یہہ بھی سچ ہے کہ قرآن مین لکہا ہے

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

مگر یہہ حکم اوسی وقت تک نافذ رہتا ہے جبوقت تک کہ موذیون کیجانب سے اذیت

کے پہونچنے کے سبب سے جنگ شروع رہے۔ جب جنگ ختم ہوجاوے تو پہر تاوقتیکہ کوئی

خواہ مخواہ اذیت نہ پہونچاوے۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْن

کی ہدایت بدل ہوتا ہے کہ تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین

تم اپنے مذہب پر رہو ہم اپنے مذہب پر رہین۔

اس سے اوضح حکم قرآن	اس سے بھی صاف حکم قرآن کا یہہ موجود ہے۔

لَا اِكْرَاهَ فِی الدِّيْن

(دینا مین جبر و اکراہ نہین ہے)

پس غور کرو کہ مسئلہ جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے اور خود غرضون نے اسکی صورت

کیسی مسخ کر کرو کہائی ہے۔

پر سوشیل امور مین تو قرآن نے اہل کتاب کے ساتہہ ہمارا ایسا ربط اور اتحاد بڑہایا ہے

کہ ہم مین اور اہل کتاب مین غور کرو تو کچہہ تفرقہ باقی نہین رہتا۔

اونکا کہانا ہمارے لئے حلال ہے اور ہمارا کہانا اونکے لئے حلال ہے

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ

پہر اہل کتاب سے نکاح بہی جائز ہے اور ظاہر ہے کہ جو محبت زوج کو اپنی زوجہ سے ہوتی ہے وہ دوسرے سے نہین ہوتی۔

استنتاج	پہر اگر اہل کتاب سے محبت رکہنی منع ہوتی تو نکاح اہل کتاب سے

کیونکر جائز ہوتا۔ پس کتنی غلطی پر ہین۔ وہ فتنہ پرداز جو یہہ کہا کرتے ہین کہ مسلمان انگریزون سے دشمنی رکہنا فرض سمجہتے ہین۔

تحمل	پہر فروتنی تہذیب والے رشتنفیمر اس کی

کہ مسلمان والدہ کے مسلمان فرزندون پر یہہ حکم ہے کہ اگر اون کی بڑہیا مان گرجا مین نماز کے واسطے خود چلکر نہ جاسکے تو اون کے مسلمان فرزند اوسے کندہے پر چڑہا کر گرجا لیجا دین اور نماز پڑہا دین۔

خیال کرین اس سے زیادہ Toleration کی اور کیا مثال ہوگی۔ اگر کسی اند مین ہے تو دکہادو۔

ملکہ معظمہ کی حکومت مین ۹ کرور ہندوستان مین	اس کے علاوہ ہند کے مسلمان یہہ بہی جانتے ہین کہ ملکہ معظمہ کے قلمرو مین سب سے زیادہ مسلمان آباد ہین۔ روم یعنے ٹرکی مین

اگر ایک کروڑ مسلمان بستے ہین تو ہند مین ۹ کروڑ مسلمان بستے ہین۔

انگلستان کے سبب سے روس	اور روم محض انگلینڈ کی مداخلت کے سبب سے روس کے پنجے سے بچا

روس کے پنجے سے بچتا چلا آتا ہے۔

چلا آتا ہے۔ ورنہ کبھی کا یہہ گوہر ہند انگلستان کے ہاتھ سے نکل گیا ہوتا ۵
اگر ستون ٹوٹتا ہماری آنکھوں کے سامنے زمین پر گر پڑتا ہے تو ہماری آنکھیں کھلتی ہیں۔

حال کی لڑائی مین اگرچہ روم کو انگلستان نے مدد نہین دی۔ تاہم آخر جب روسی قسطنطنیہ کے نزدیک پہونچ گئے تہے تو انگریزی جہازون کے بیڑے نے اوس عین نازک وقت پر پہونچکر روس کو جہان کا تہان روک دیا اور انگلستان کی فوج جزیرہ سائپرس مین پہونچ جانے سے روسیون کو یقین ہوگیا کہ اس سے زیادہ مداخلت ہماری انگلستان گوارا نہ کریگی۔ اسواسطے روس نے روم سے عہدنامہ کیا اور واپس ہوگیا۔

مسلمانان ہند کا جنرل فیلنگ روم کی نسبت کیا ہے

ٹرکی سے مسلمانان ہند کو اگرچہ directly چندان واسطہ نہین ہے۔ مگر ہند کے مسلمانون مین جنرل فیلنگ یہہ ہے کہ خدا کرے روم۔ روس کے پنجہ سے بچا رہے اور جب وہ انگلستان کو ٹرکی کا طرفدار پاتے ہین تو اون کے دل انگلستان کیجانب اور بہی زیادہ جہک جاتے ہین اور اگر ٹرکی اور انگلستان مین سرنو Offensive and defensiv: alliance آفن۔سو۔ اور۔ ڈی۔ فن۔ سو۔ الائی۔ انس۔ قایم ہوگیا تو مین یقین کرتا ہون کہ اس سے ہندوستان کے مسلمان اور بہی انگلستان کے ممنون احسان ہون گے۔

راقم کی پندرہ برس کی غور

یہہ جو کچھہ مین نے لکھا ہے۔ میرے ۱۵ برس کے غور کا نتیجہ ہے لو

کیا یہ خیالات نتیجہ ہیں

چونکہ میں مسلمانوں ہی میں سے ہوں اسلئے میں اچھا سمجھتا ہوں کہ انمیں اپنے
برادران دینی کے خیالات سے بہت کچھ واقفیت رکھتا ہوں [illegible]
کہ اس واقفیت کے حاصل کرنے میں میں نے سالہا سال اپنی [illegible] کی ہے

مستدعائے توجہ

پس جو کچھ مختصر بیان مسلمانوں کی تنگ دلی پر میں نے
لکہا ہے اُسے لارڈ ڈفرن اور ہماری انجمند قوم انگلشیہ غور دی نظر توجہ سے دیکہے
اور سوچے کہ حقیقت حال یہی ہے یا نہیں - جو میں نے بیان کی ہے -

خودغرضوں نے اگر صیغہ پولیٹکل میں جہاد کو اپنی مطلب براری کا آلہ بنایا تو یہہ اور بات ہے -

یہہ اور بات ہے کہ بعض خودغرض بادشاہان سلف نے
یا ہنگامہ پرداز اور باشوں نے یا [illegible] پسند آخوان
نے یا [illegible] دین کے دیوانوں نے صیغہ
پولیٹکل میں جہاد کو اپنے مطلب براری کا آلہ بنایا ہوا اور اپنی
طبیعت کے تقاضا سے کو ہنوز جہاد اپنی آرزو میں پوری کرنیکا آلہ نظر آتا ہو -

اگرچہ ہر چند سے حقیقت جہاد پر پردہ پڑ گیا تہا مگر تاہم وہ اس طرح چمکتا رہا جیسے خاکستر میں کندن دکہتا ہے -

اگرچہ اس سبب برائے چند سے حقیقت جہاد کا نور تہ خاک ہو گیا
تہا تاہم وہ اس طرح ہر آن اور ہر شان میں چمکتا
تہا -

کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

اور جنکی آنکہوں پر تعصب اور خودغرضی کا پردہ نہیں پڑا ہوا تہا وہ اوسکی چمک
اور دمک سے ہدایت پاتے تہے -

دور جا پڑین گے اور جو بحث و النیٹر کی ہمنے چھیڑی ہوئی ہے وہ بحث دور ہو جائیگی

مسئلہ و النیٹر پر غور

اسلئے ناچار بعد اسقدر تحریر کے ہم اب مسئلہ و النیٹر پر غور کرتے ہین

ناظرین کے حافظے سے اتر

ہمارے ناظرین کو یاد ہو گا ہم اوپر کہہ آئے ہین کہ ہم سرکار

انگریزی کو اپنا

انگریزی کو اپنا سمجھنے لگے ہین۔ ہماری طبیعتوں مین جوش بھرا ہوا ہے کہ ہم سوائے اپنی محسن قوم انگلشیہ اور کسی کو حکمران نہ دیکھین۔

روس کی مفصلہ ذیل عادات اور اخلاق کے ماخذ

ہمنے کرنیل برنابائی کے سفرنامہ خیوا مین اور مسٹر شلر کے رسالہ مین اور جب روم و روس کی لڑائی ہوتی تھی تو اخبارون مین پڑھا ہے کہ

شراب خوری

"روسی وحشی ہین۔ شراب پیکر بدمست ہونا انکے لئے مایہ فخر ہے۔ جو افسر جسقدر شراب پیوے وہ اسیقدر بہادر تصور ہوتا ہے"۔

ظلم و تعدی

"ملک مفتوحہ مین کوئی ظلم اور تعدی ایسا نہین جو وہ نہ کرتے ہون بلگیریا کے مسلمانون کی بہو بیٹیون کے ساتھ فوج روس نے وہ وہ کام کئے ہین جسے سارا یورپ سنکر برانگیختہ ہو گیا تھا"۔

روک ٹوک کے آئین

"وہ آزادی کے سخت دشمن ہین وہ مفتوح رعایا کے حق مین سخت روک ٹوک کے آئین بناتے ہین"

رشوت خواری

"رشوت خواری انکے افسرون مین اسیطرح پھیلی ہوئی ہے جسطرح عہد سکھان مین ویسی عمال مین تھی"۔

انجیل مقدس کی اشاعت

اونکا دعوےٰ ہے کہ سنٹرل ایشیا روشنی ہے خدا کی پاک کلام انجیل سے واقف نہین ہے وہ محض خدا کی کلام پہونچانے اور اونکو راہ نجات دکھانے کے واسطے بہت تکالیف شتوحات کی گوارا کرتے ہین -!!!"

روس کی انگریزون سے شکایت

وہ شاکی ہین کہ انگریزون نے باوصف ایک صدی سے زیادہ حکومت کے ہندوستانیون مین بہت تھوڑا ابتدایل مذہب کیا اگر روس کی عملداری ایکسو برس تک ہندوستان مین رہتی تو آدہی سے زیادہ ہندوستان مسیح کا کلمہ پڑہتا ہوتا"

تہذیب نئے شش کا نام ہے روس کی شہرت آگئی ہے

وہ آجکل کے تہذیب کے دعوے سے اپنے مشن کو جہاد کے مشن نہین کہتے مگر درحقیقت نام اور طرز بیان کے سوا اونکا یہہ کام پورا جہاد سے بڑہکر ہے -

سویلائزیشن کے پردہ مین جنگ جویانہ کارستانی

وہ سویلائزیشن کے پردہ مین ساری ایشیا اور ترکی کو مفتوح کرنا چاہتے ہین اور سلاطین یورپ جو کوئی اونکے عزم سے معترض ہوتے ہین وہ یہودین یا سست اعتقاد کا خطاب دیتے ہین اسلئے

ہندوستانیون کے ظہور جوش کے وجوہات

نمبر ۱ - کچھہ تو حقیقت حال کے معلوم ہونے سے -

نمبر ۲ - کچھہ موجودہ امن و امان کے قایم رکھنے کی خواہش سے

نمبر ۳ - کچھ اپنی سرکار کا روسیون کی سرکار سے مقابلہ کرنے اور نتیجہ نکالنے سے -
نمبر ۴ - کچھ شکر گذاری کی تحریک سے جو ممنون رعایا کے دل مین اپنے حاکم مہربان
کیطرف سے جاگزین ہوتی ہے -
نمبر ۵ - کچھ سرکار انگریزی کو اپنا سمجھنے سے - ہم ہندوستانیون کے دلوں مین یہ جوش
پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ ہمنے پیشتر بیان کیا ہے کہ -

جوش کی تفصیل

ہم اپنے ملک کی خاطر - اپنی عزت کی خاطر - اپنے مذہب کی خاطر - اپنے بال بچون کی خاطر - اپنی آزادی کی خاطر - اور اپنے جان و مال کی حفاظت کی خاطر - روسیون سے جان بکف ہو کر لڑنے کو تیار ہین

ہمارا یہہ جوش قابل قدر ہے

ہمارا یہہ جوش ہمارا یہہ خروش خواہ اُن اسباب سے پیدا ہوا ہو جنکا ہمنے ذکر کیا خواہ اور اسباب اور وجوہ سے بڑے قدر کے قابل ہے اور دانا ہوگی وہ گورنمنٹ جو ہمنے اسموقع پر فائدہ اُٹھاویگی اور اسے بجھنے نہ دیگی -

ہندوستانیون مین ایسے جوش کے پیدا ہونیکی بڑی ضرورت ہے

ہندوستانیون مین ایسے جوش کے پیدا کرنے کی بڑی ضرورت تھی اور اب جو واقعی طور پر وہ پیدا ہو گیا ہے اور ظہور اوسکا ہمالہ سے راس کماری تک اور برہم پتر سے پشاور تک اُسی تیزی سے ہوا ہے جس تیزی سے امریکہ کے جنگلون مین آگ پھیلتی ہے تو اب فرصت ہے کہ اس سے بہترین کام نکالا جاوے -

قاعدہ

قاعدہ ہے اگر گرمجوشی کے مقابلہ مین سرد مہری کام کی جاوے

تو وہ گرمجوشی بہی سرد ہو جاتی ہے -

اس سے کیا لازم آیا - اسیواسطے ہماری سرکار کو زیبا ہے کہ اس گرمجوشی کو سرد مہری
سے مبدل نہ ہونے دے -

یہ کسطرح ممکن ہے اور وہ منجملہ دیگر طریق کے ایک طریق یہ اسطرح بہی ممکن ہے کہ
جو ہندوستانی والنٹیر ہونا چاہتے ہین محض اس جوش کی تحریک سے جسکا ہمنے اوپر ذکر
کیا ہے انہین فی الفور بہرتی ہونیکی اجازت دین -

اس جوش کی تیز رفتاری اس سے یہہ جوش ہندوستانیونکی رگون مین اسیقدر تیزی
سے دوڑیگا جسقدر تیزی سے تارین برقی پیام دوڑتا ہے -

ہماری سرکار کی آرزو ہماری سرکار اور ہماری سرکار کے بڑے بڑے دانا رات دن
اسی فکر مین غلطان پیچان رہتے ہین کہ جب باہر سے فساد کا اندیشہ ہو تو اندرون
ملک مین جوش وفاداری کا زور ہو -

اس آرزو کی تکمیل کی تدبیرین اور اس خواہش کے پورا کرنے کیواسطے بہتیری تدبیرین سوچتے
ہین جنمین سے ہماری نظر مین ایک ہی کارگر ہونے کے لائق نہین ہوتی -

ہمارے نزدیک کونسی عمدہ تدبیر ہے سب سے بہتر تدبیر یہہ اثر پیدا کرنے کے لئے ہم پہلے بہی بتا آئے
ہین اور اب پہر بتلاتے ہین یہہ ہے کہ ہندوستانیونکو سرکار
بہی اپنا سمجہے اور اب جو ہندوستانیون کو یہہ سمجہہ آگئی ہے کہ سرکار ہماری اپنی ہے
اور ہم اوسکی حمایت مین جان و مال سے دریغ نہ کرینگے ان کی اس سمجہہ کی یا اس جوش

کی قدر کرے اُس طریق سے جو ہمنے بتایا ہے ۔

وفادار کی وفاداری پر شک کرنے سے وفادار کو ازحد رنج ہوتا ہے

کسی وفادار اور نمک حلال کو اس سے زیادہ اور کسی بات سے رنج نہیں ہوتا۔ کہ آپکی وفاداری اور نمک حلالی پر یقین نہ کیا جاوے یا اگر یقین بھی کر لیا جاوے تو اوسکی قدر نہ کیجاوے ۔

ہندوستانیون کے والنٹیر نہ بننے دینے کے دو سبب

ہمین جو والنٹیر بننے کی اجازت نہیں ہوتی اسکے دو ہی سبب ہون گے۔

ایک تو یہہ کہ ہماری وفاداری اور نمک حلالی پر سرکار کو یقین نہ ہوگا۔ دوم اگر یقین بھی ہوگا تو پھر قدردانی نہ ہوگی۔

جو کچھہ ہم اِن وفاداری کے متعلق باربار لکہہ آئے ہین۔ اُس سے ہماری وفاداری پر اب سرکار کو شک کی گنجایش باقی نہیں رہی ۔

پھر بعد شک رفع ہوجانے کے بھی اگر ہم والنٹیر نہیں بنائے گئے تو بجز اسکے اور کیا کہا جاوے کہ ہماری وفاداری کی قدردانی نہیں ہے ۔

اینگلو انڈین کی راے

ہمین اب بھی بعض اینگلو انڈین ایسے نظر آتے ہین جو ہندوستانیون کو والنٹیر بنانا سرکار کی ایک بڑی بھاری غلطی تصور کرتے ہین ۔

اونکا مقولہ

وہ کہتے ہین کہ :۔

"والنٹیر فوج اسواسطے موضوع ہوئی ہے کہ جب باآئین فوج لڑائی پر باہر کہ چلی جاوے تو اندرونی انتظام قایم رکھنے کے واسطے والنٹیر فوج موجود ہو۔"

اونکا خیال

اونکا خیال ہے کہ:-

یہہ ہماری غلطی ہے کہ ایسے وقت مین کہ جب ملک سخت بیقراری کی حالت مین ہو رہا ہو تو ہندوستانی وائسریگل کونسل کی اندرونی حالت کے واقف تک پہونچ جاوین -

اونکو وفادار اور غدار مین تمیز حاصل نہین

وہ یہہ بھی کہتے ہین کہ:-

"ہم نہین پہچان سکتے ہین کہ ہمارے ہندوستانیون مین وفادار کون ہے - غدار کون ہے ہم ایک یوروپین اور ایک ہندوستانی کے درمیان تو تمیز کر سکتے ہین - مگر دیسی کے درمیان نہین کر سکتے - ہمین سب بہیڑون کے ایک ہی رنگ کا نظر آتے ہین"

اونکے دلائل کا لب لباب

یہہ لب لباب اون دلائل کا ہے جو اینگلو انڈین کیا جاتا ہے یا اون کے پریس کیا جاتا ہے ہم ہندوستانیون کو [illegible] ممبر بنانے کے واسطے پیش کئے جاتے ہین -

ان دلائل کا ضعف

مگر جن صاحبون نے ہماری آرٹیکل پڑھے ہین یا جو کچھہ کلکٹر و لفٹننٹ کے متعلق ہم پیشتر لکھہ آئے ہین اوسکو پڑہا ہے انپر خود بخود واضح ہو گیا ہوگا کہ یہہ دلائل

آوھن من بیت العنکبوت

ہین اور بغیر تردید کے خود بخود رد ہو جاتے ہین -

الفاظ کا الٹ پھیر

خواہ الفاظ کا کچھ ہی اُلٹ پھیر ہو۔ جیسا ہم پہلے کہہ آئے ہین اس سلسلہ مین ہندوستانیون کی خیرخواہی کی بحث ضرور آجاتی ہے اُسی بحث کو اینگلو انڈین نے مختلف طور پر ادا کیا ہے۔

ہندوستانیونکی وفاداری کا ثبوت کس درجہ تک پہونچا دیا گیا ہے

مگر ناظرین کو واضح ہو گیا ہوگا کہ ہندوستانیونکی وفاداری کا ثبوت کس درجہ تک ہمنے پہونچا دیا ہے۔

اُس ثبوت سے ان دلائل سے مقابلہ

اور اُس ثبوت کے مقابلہ مین اینگلو انڈین کی یہ حجتین کیسی بے اعتبار اور کیسی بُرے دل سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہین

ان دلائل کی لغویت کہولنے کی وجہ

اسی واسطے ہمارا ارادہ نہ تہا کہ ہم ان دلائل کی تردید کے واسطے خاص توجہ کرین۔ مگر بعض دوستون کے سمجہانے سے ہم بہتر سمجہتے ہین کہ ان دلائل کے Fallacy (لغویت) ذرہ زیادہ وضاحت سے کہولدین۔

پہلے امر سے ہمین اتفاق ہے

جس غرض سے والنٹیر فوج کا موضوع ہونا بیان کیا گیا ہے ہم بہی اوسکو مانتے ہین۔

تعجب خیز امر

لیکن ساتہہ ہی اسکے ہم کہتے ہین کہ کتنی نادانی کی بات ہے کہ میدان جنگ مین تو ہندوستانیونکی آئینی فوج پر ہماری دشمن کے مقابلہ مین تکیہ کیا جاوے اور اندرون ملک مین ہندوستانی والنٹیرون پر اعتبار نہ کیا جاوے

میدان جنگ مین کیفیت اندرون

اگر ہندوستانی بدخواہ ہین تو اونسے زیادہ اندیشہ کرنا چاہیے

ملک کے ہندوستانیوں پر زیادہ آبرو کرنا کیا معنے رکھتا ہے

اُس میدان جنگ میں جہاں ہماری دشمن سے مقابلہ ہو بہ لندنت اُس جگہ کے جہان بالکل امن و امان قایم ہو۔

کسی کو یہ خیال نہیں کہ میدان جنگ میں ہندوستانی فوج وقت پر دغا دیگی۔

مگر میں نہیں خیال کرتا کہ سوائے کسی کج فہم کے کسی اور کو یہی کبھی یہ خیال گزرا ہو کہ میدان جنگ میں ہندوستانیوں کی آئینی فوج وقت پر دغا دیجاویگی۔

برٹش انڈیا کی تاریخ پر نظر

اگر برٹش انڈیا کی تاریخ ہمیں صحیح یاد ہے تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ چار و ناچار ہندوستان دیسی فوج کے ذریعہ سے انگلستان کے قبضہ میں آیا ہے یا یوں کہو کہ اُس کے حصول میں دیسی فوج نے بڑی بھاری معاونت کی ہے

سرکار کا ہندوستانی فوج پر بھروسہ

اور ابتدائی زمانہ سے آجتک سرکار انگریزی نے دیسی فوج پر ہمیشہ بڑا بھروسہ کیا ہے۔

سرکار کا یہ اعتبار جائز اور سچا ثابت ہوا ہے۔

اور بعد ۱۸۵۷ء کے افسوسناک حادثہ کے جسکے وقوع پر حاکم اور محکوم دونوں نے ازحد تاسف کیا تھا۔ جیسا ہم کہیں پیشتر تحریر کر آئے ہیں، کوئی امر ایسا واقع نہیں ہوا جس سے سرکار کا وہ اعتبار جائز اور سچا تصور نہ ہوتا۔

سرکار کی عمدہ پالسی کے ہندوستانی فوج کی قدر

جو کچھ انگلستان کی پالسی دیسی فوج کے بارہ میں اب ہے اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار انگلشیہ اُسے اپنی قوت کا ایک بڑا بھاری جزو خیال کرتی ہے۔

استنباط	پہر کتنے بے تکے ہین وہ تاثر جو ہندوستانیون کو والنٹیر

بننے سے روکتے ہین ایسی وجوہ پر جنکی قلعی اوپر کہل گئی ہے۔

دیسیون مین نیک و بد مین تمیز نہ کرسکنے کا کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے	یہہ کہا کہ ہم دیسی دیسی کے درمیان تمیز نیک و بد نہین کرسکتے سب ہیر پہیر ونکا منشا یہہ کالا ہے یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ جس

گروہ مین نیک و بد کی تمیز نہ ہوسکے اُسمین سے والنٹیر کوئی بہرتی نہ کیا جاوے۔

سوال	ایک منٹ کے لئے ہم اس لغو دلیل کو فرضاً صحیح مانکر جواب دیتے

ہین کہ یہہ کیا کہ یہہ بد تمیزی ـ والنٹیر کی بہرتی کیواسطے روک ہو۔ اور دیسی فوج آئینی بہرتی کے واسطے روک نہ ہو۔

کونسی عینک ایک موقع پر کام دیتی ہے دوسرے پر نہین دیتی	ہمین نظر نہین آتا کہ دیسی آئینی فوج مین بہرتی کے وقت ہمارے مدبر کون سی عینک لگاتے ہین جس سے خیرخواہ

اور بدخواہ مین اوسوقت اونکو تمیز ہوجاتی ہے ۔ اور پہر خدا جانے ہندوستانیون کے والنٹیر فوج مین بہرتی ہونے کے وقت وہ عینک اُن سے کونسی کوکو چہین لیجاتی ہے

کونسی مخفی قوت اونکو بہرتی سے باز رکہتی ہے	یا خدا جانے اُنہون نے کون سی پوشیدہ قوت پہرہ پر بٹہائی ہوئی ہے جو دیسی آئینی فوج مین بدخواہان گورنمنٹ کو بہرتی

ہونے سے باز رکہتی ہے۔

مگر والنٹیر مین بہرتی ہونے سے وہ بدخواہان سرکار کو باز نہ رکہہ سکیگی۔

کہانتک والنٹیر ہوناچاہیے ہین	اگر مین غلطی پر نہ ہون تو میری رائے مین والنٹیر ہونے کے

واسطے خاصکر وہی اشخاص آرزومند ہین جو تعلیم یافتہ یا مشہور و خاندانون
مین سے ہین ۔

دیسی فوج مین ستا سپاہیون کی بہرتی	برعکس اسکے دیسی فوج آئیندہ مین ایسی ستا سپاہیون کی بہرتی ہے کہ ممکن ہے کہ جسقدر بدخواہ چاہین بآسانی اپنے تئین اسمین
بہرتی کرا لیوین	۔

انگریزی گورنمنٹ سے نفرت کرنیوالا کہانتک اپنی نفرت کو کہینچتا ہے	ہمین یہہ بہی یقین ہے کہ غدر کرنیوالون پر یہہ امر پوشیدہ نہوگا کہ جو کوئی گورنمنٹ انگریزی سے ناراض ہے وہ کوئی انگریزی شئے پسند نہین کرتا ۔ اعلے انسٹیٹیوشنون کو چہوڑ دو وہ

انگریزی بوٹ تک سے بہی نفرت کرتا ہے اور ناممکن ہے کہ وہ والنٹیر ہونے
کی کبہی آرزو کرے ۔

خیرخواہ ہی والنٹیر بننے کی آرزو کریگا	والنٹیر بننے کی آرزو وہی کرے گا جو سرکار انگریزی کا دلی خیرخواہ ہے ۔
اندیشہ	مجھے اندیشہ ہے کہ جملہ ماقبل مین جو مین نے یہہ کہا ہے کہ بدخواہ

والنٹیر ہونا نہین چاہتا اس سے معترض کہیگا اچہا تو تم ہندوستانیون مین
بقول تمہارے بدخواہون کا بہی وجود پایا جاتا ہے ۔

ہماری تسلیم	ہمین اس سے انکار نہین ہے بیشک ہم مین معدودے چند

ایسے بہی ہین مگر ہم انکو خوب پہچانتے ہین ۵ من ہوبے تو سم ہیرا ان پارسا

اور اپنی چال ڈھال اور نمونہ سے امید کرتے ہین کہ اونکو بھی راہ راست پر چلا لے آوین گے ۔

ہمارا تعجب ہمین ازبس تعجب پیدا ہوتا ہے جب ہم یہہ سنتے ہین کہ مدبران انگریزی ہندوستانیون مین نیک و بد نہین پہچان سکتے ۔

یہہ کسکا قصور ہے اگر باوصف ۱۰۰ برس سے زیادہ کی عملداری کے ۔ باوصف اسقدر روز افزون معلومات کے ۔ باوصف اسقدر میل ملاقات کے بھی ہماری حکمران قوم ہماری گروہ سے نیک و بد نہ پہچان سکے تو ہم ادب سے پوچھتے ہین کہ یہہ کس کا قصور ہے ۔

اصلیت اصل یہہ ہے کہ ہمارے مدبران سلطنت ایسے جاہل نہین ہین جیسا کہ مخالفین نے محض اپنی بات اونچی رکھنے کے واسطے اونکو ظاہر کیا ہے ۔ وہ بہت اچھی طرح سے جاننے اور پہچاننے کے وسیلہ اور ذریعہ رکھتے ہین کہ وفادار کون ہے ۔ غدار کون ہے یا وفادار کتنے ہین اور غدار کتنے ہین ۔

افسوس اور جب حقیقت حال یہہ ہے تو افسوس ہے کہ خلاف واقعہ اونکی جہالت ہندوستانیون کی والنٹیر فوج مین بھرتی ہونے کے واسطے کیون ایک مزاحمت خواہ مخواہ ہو جاوے ۔

ہمارا اس تحریر سے منشا کیا ہے جو کچھ ہمنے لکھا ہے اوس سے ہمارا منشا یہہ نہین ہے کہ سارا ہندوستان والنٹیر ہو جاوے ۔

ہم والنٹیر فوج مین بہرتی ہونے کے واسطے لائق تصور کرتے ہین۔

والنٹیر فوج کے لائق کون کون ہین۔	۱۔ تعلیم یافتہ گروہ کو (۲) مشہور وفادار خاندانی آدمیونکو

۳۔ ایسے متوسط درجہ کے آدمیون کو جنکی وفاداری پر کچھ شک وشبہ نہین ہے

درخواست قابل پذیرائی ہے	اور ہم امید کرتے ہین کہ ہماری ایسی درخواست ہے جسکو درجہ

اجابت بخشنے کی ضرورت ظاہر ہے

دو امور غور طلب	یہان پہونچکر اس مسئلہ کے متعلق دو باتین اور غور کے قابل ہین
اول	اول یہ کہ دیسی والنٹیرون کی تعداد کہان تک ہو۔
دوم	دوم ہندوستانی والنٹیر انگریزی والنٹیرون کے ساتھہ ایک

بیڑے مین رہین۔ یا ہندوستانی والنٹیرون کا بیڑا علحدہ رہے۔

اسکے لئے اصول کارروائی	تعداد مقرر کرنے سے پیشتر ہر صوبہ مین ان اقسام سہ گانہ

کی تعداد اول معلوم کرنی چاہئیے۔ جن سے والنٹیر فوج مرتب کرنے کا اشارہ ہم نے کیا ہے اور حسب تناسب ان اقسام مین افراد ہر صوبہ مین پائے جاوین۔ اسی تناسب سے حسب آرزوئے امیدواران مشتاق بہرتی کی اجازت دیجاوے۔

ہندوستانی اور ولایتی ایکہی بیڑے مین والنٹیر ہوون	دوسرے امر مین رفع شک کے لئے بہتر ہے کہ انگریز اور ہندوستانی ایک ہی بیڑے مین والنٹیر ہوکر کام کرین۔
مجبوری	لیکن اگر انگریز والنٹیر ہندوستانیون کو اپنے مین ملانا

مناسب تصور نہ کریں۔ تو ہندوستانی والنٹیرون کے بیڑے بیہ مجبوری علحدہ بھرتی کیے جاوین

پہر بہی کمان اون کے بیڑے کی اسوقت صاحبان یورپین کو دیجاوے۔	کمان والنٹیران ہندوستانی کے بیڑہ کی بہر حال صاحبان یورپین کو ملے۔

بحث قانون اسلحہ

اس بحث کو مین یہانتک پہونچکر اب قانون اسلحہ کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔

اس قانون کے روسے باستثنائے معدودے چند کے کوئی	استثناء

ہندوستانی بلالیسنس ہتہیار رکہنے کا مجاز نہین ہے۔

یہہ قانون صرف اس قیاس پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ سارا ہندوستان علی العموم اعتبار کے لائق نہین۔ الا ماشاء اللہ	قانون اسلحہ کس قیاس پر مبنی ہے
یا یون کہو کہ سرکار انگریزی ہندوستانیون کی وفاداری اعتماد	دوسرا احتمال

نہین کرتی۔

یا یہہ کہ اوسکو اندیشہ ہے کہ اگر انکے پاس ہتہیار ہون تو مبادا	تیسرا احتمال

یکبیوقت اونکا بیجا استعمال کرین۔

یہہ سب غلط ہے شاید اصل یہہ ہے کہ ہمارے مدبران انگلشیہ کو وقت	ایک اور وجہ موجہ

واقع ہوئی تمیز نیک و بد کرنے مین فیمابین ہندوستانیون کے۔ اور جسطرح اس وقت سے

بہچنے کیواسطے اونہون نے یہہ فتوے دیدیا کہ جس گروہ خلایق مین	فتوے

ہم خیر خواہ اور بدخواہ نہ پہچان سکین اوس گروہ مین سے کسی فرد کو خواہ وہ کیسا ہی

خیرخواہ ہو والنٹیر نہیں بنانا چاہیے (خدا جانے اوس گروہ میں سے آئینی فوج کے واسطے
کیون لاکہون جوان لئے گئے) اسیطرح یہہ بہی فتوے دیدیا کہ اوس گروہ میں سے
کسیکو ہتہیار رکہنے کی اجازت بسبب ہماری اس بدتمیزی کے نہیں دینی چاہیے ۵

آشنائیون سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم تو ڈبو دو انہیں دریا میں سفینہ بہر

مشابہت دو اصول میں

اس سے اب ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ جس اصول پر ہندوستانیون کو
والنٹیر فوج میں بہرتی ہونے سے ممانعت ہے اوسی اصول پر انہیں ہتہیار رکہنے سے ممانعت ہے

اسکا نتیجہ

اسیلئے پہلے اصول کی لغویت ہماری تحریر سے ناظرین پر جسطرح ثابت
ہوگئی ہے اوسیطرح ہماری تحریر سے اس کی لغویت بہی ثابت ہے مقصد مختصر یہہ کہ جو کچہ
ہمنے مسئلہ والنٹیر کے متعلق تحریر کیا ہے وہ مساوی طور سے اس مسئلہ قانونی پر بہی
صادق آتا ہے۔

درخواست والنٹیر جس اصول پر مبنی ہے اوسی اصول پر درخواست ہتہیار رکہنے کی مبنی ہے۔

اور جس اصول پر ہمنے فوج والنٹیر میں ہندوستانیون کی بہرتی چاہی ہے
بعینہ اوسی اصول پر ہم چاہتے ہیں کہ سرکار ہندوستانیون کو بلا
روک ٹوک ہتہیار بہی رکہنے دے مگر غلطی نہ کہا وے کہ ہماری یہہ
استدعا ہے کہ بلا تمیز سارے ہندوستان کو ایکساتہہ دیکہے
ہتہیار دیدیے جاوین۔

ہم کیا چاہتے ہیں

اس وقت جو کچہہ ہم چاہتے ہیں وہ صرف یہہ ہے کہ اقسام سہ گانہ
جو ہمنے بیان کئے ہیں انہین جو والنٹیر بننا چاہین سو ہتہیار رکہنا چاہین [illegible]

اکثر بیمار رکھتی ہیں یا زیادہ ستاتی ہیں -

ہندوستانی عورتین پردہ مین بیٹھنا
چاہتی ہیں جس سے ہمت مردانہ
جاتی رہی

ہندوستانیون نے پہلو پیدا کر لئے ہیں علاوہ اور خرابیون کے سب سے بڑی خرابی اس سے یہ پیدا ہو گئی ہے کہ اونکی (manliness) ہمت مردانہ بالکل زائل ہو گئی ہے یورپ کی عورتین مغربی روشنی اور مغربی تعلیم سے اونکا دماغ روشن ہے اونکے قوائے ذہنی آراستہ ہیں اونکے قوائے اخلاقیہ پیراستہ ہین - وہ ہر طرح کی علمی مجلس مین - عمدہ لکچر دیسکتے ہین یہانتک کہ کبھی کبھی پارلیمنٹ کے ممبر ہو کے مجلس - مین بھی عمدہ بحث کرتے ہین - انکی عملی صورت سے وہ باعتبار اپنی قوت جسمانی اور ہمت مردانہ کے کچھ بھی نہین - انکے تصویر ایک عالیدماغ مصنف نے خوب کھینچی ہے یہان اوسکا نقل کرنا خالی از لطف نہ ہوگا -

اقتباس | نیپال کی ترائی مین شیر کا شکار " نواب وجاہت علیخان اور ثریا بیگم شیر کا شکار کرنے نیپال کی ترائی مین گئے - ثریا بیگم کو یہ معلوم نہ تہا - کہ نواب شیر کے شکار کو جاتے ہین -

ان کے ساتھ دو بنگالی بابو بھی یہ سمجھکر چلے گئے تھے کہ پرند کا شکار ہوگا خوب مزے اوڑائینگے - ایک کا نام کالیچرن گھوس تہا - دوسرے کا نام شب دیب بوس تہا - راستہ مین ایک جھیل ملی - آدمیون نے کہا کہ قد آدم پانی ہوگا ہاتھی جلد عبور کرجائیگا چنانچہ نواب صاحب کے ہاتھی تو جھٹ پٹ عبور کر گئے - بابو صاحبونکا ہاتھی ذرہ پیچھے رہ گیا تہا

جب اونہون نے سنا کہ نواب شیر کے شکار کو آئے ہین تو اون دونون مین یون گفتگو ہونے لگی

بوس - مہاشائی یہہ تو بڑی بات ہوئی ہمکو نواب نے بڑا دہوکا دیا - ہم نہین جانتے تہے کہ نواب ہمارے دشمن ہین - دوست نہین ہین -

گہوس اوشالا یہہ لوگ ہمارا دشمن ہے اچہا ہم ان سے سمجہے گا - اوشالا پہیل کا بان ہکومت لیجائے گا -

راوی پہیل کا بان - فیلبان کی خرابی ہے -

یہہ بابو صاحب کا ایجاد ہے - ایجاد بندہ اگرچہ گندہ فیلبان ہنسوڑ آدمی تہا سنتے ہی جو دیکہا کہ بابو صاحب گہبرائے ہوئے ہین اور گالیان بک رہے ہین تو ہاتہی کو اور بہی تیز کیا اور دونون بابوؤن کے دل پر اسقدر صدمہ ہوا کہ الامان الحذر - ایک نے کہا

"او پہیل کا بان شالا"

دوسرا بولا

"باپ رے باپ ارے اب ہم لوگ کا جان جاتا ہے" -

فیلبان نے ہاتہی کو اور بہی تیز کیا - تو یہہ دونو صاحب کمال منتشر ہوتے اور اسقدر گہبرائے کہ اگر موقع ملتا تو ہاتہی پر سے کود پڑتے -

بوس اوشالا تم ہاتہی وان کا شالا ہے کون ہے -

[illegible] پہیل کا بان ردہوتی سبنہالکر) واہ اچہا ہم مجسٹریٹ صاحب کے یہان تمہار[illegible] [illegible] لیکے سکیگا - اوشالا تم ہماری جان کا بیری ہے - تم پہیل کا

بان کو پہیر دے گا ۔

راوی ۔ من چہ فش ام براہ رفلان بالسا فش ہست ۔ حضور کے ساہتہ ہاتہی پہیل کا بان فیلبان کو کہتے تہے اور حضور فرماتے ہین ۔ پہیل کے بان کو پہیر دیگا ۔ اب ہم پہیل کا بان پہیر دیگا

گہوس ارے بابا ہم لوگ جانا نہین مانگتا ۔ شیر شالا کا مکالبہ (مقابلہ) نہین کر سکتا ۔ ہم لوگ لیکچر دینے سکتا ۔ او شالا ۔ او شالا ۔ ارے او شالا پہیل کا بان ۔

فیلبان (ہنسکر) بابوجی ڈرو نہین ابہی تو شیر دور ہے جب ہو دا پکڑ لے گا ۔ تب دل لگی ہوگی ۔ گالیان دیتے جاؤ مین ایکہی دفعہ بدلہ لونگا ۔ دل لگی نہین ہے ۔ شالا ۔ شالا ۔ کہتے جاؤ ۔

بوس ارے بہائی تم ہمارے کا باپ ہمارے باپ کا پتا ۔ ہم ہاتہی کو پہیر نے مانگتا ۔ او شالا تم ارام جادہ (حرامزادہ)

فیلبان (ہاتہی کو تیز کرکر) اچہا بابو دیتے جاؤ گالیان ۔ خدا کی قسم شیر کے منہہ مین ہاتہی نہ لیجاؤن تو باپ جی دیکہو تو سہی کیا کرتا ہون ۔

بوس ارے مہاشائی ۔ او مہاشائی ۔ او مہاشائی باپ رے باپ ۔ پہیل کا بان تم ہمارے باپ کا پتا جی ۔ ہمارے کو بچائیے ۔ ہم رشوت (رشوت) دیگا ۔ (شکر پکر شکر) او پہیل کا بان تم روک لیو نگا روک لیو نگا ۔ اُد ا ب ہم کیا کرے ہمارا باپ ان ہے ۔ سب تم ہے پتاجی ۔

فیلبان نے ہاتہی دوڑایا تو گہوس بولے اُو شالا تم ہمارا جان لیگا

انشاءاللہ تم ہمارے کو ایک روز مدد کرینگا۔ رستہ پاتا ہم نہیں گا۔ ہمکا بیٹھنے والا ہندو آیا ہے کہاں ہمارا اونچی ہتنہ۔ کہاں یہ جنگل ہے ہمارا تو باپ بھی کبھی شکار نہ کھیلنے سکا۔ او بابا ہمارے سے پر رحم کرے۔

جتنے آدمی ساتھ تھے سب قہقہے لگانے۔ ان دونوں کی بیتابی اور بیقراری تابل دید تھی۔ کبھی فیلبان کے آگے ہاتھ جوڑتے تھے کبھی تو چلا کر خدا سے دعا مانگتے تھے کبھی ہاتھی کی طرف دیکھکر کانپتے تھے۔

"اف ارے بابا ہمارا یہاں اپنے کو ہم یہاں آیا۔ ہمارا امرت رہوتا ہمکو یہاں لایا اور بیبل کا باپ ہمارا کہنا ہرگز نہیں مانتا"

فیلبان نے ہاتھی کو روک لیا۔

"بابو صاحب آخر آپ ہی ہاتھی پر سوار ہیں۔ یا کوئی اور بھی ہے۔ جان سبکو عزیز ہے یا آپ ہی کو۔

اسوقت کم سے کم پچاس ساٹھ آدمی شکار کھیلنے آئے ہیں۔ مگر آپکی طرح کوئی بدحواس نہیں ہے۔ کبھی گالیاں دیتے ہو۔ کبھی دعا۔ کبھی ہاتھ جوڑتے ہو۔ اور تمہاری بدحواسی دیکھ دیکھ کر ہمیں ہنسی آتی ہے"۔

گھوس ارے بابا ہم لوگ لکھنے پڑھنے میں اچھا ہوتا ہے بلایت (ولایت) جاکر انگریجی (انگریزی) کھوب (خوب) سیکھتے ہیں۔ اور ہم لوگ بڑا لمبا چوڑا لکچر دیتا رامہ [illegible] سے کیشب چندر سین۔ سریندر ناتھ بنرجی۔ بپن چندر [illegible]

ڈاکٹر ہمرکار لال ہمین گہوس اور تجا روان (ہزار دن) آدمی ہیگا۔ اور ہم لوگ زینا پاپک (رحق) واسطے کہوب (خوب) لڑتے پہ تو ہم لوگ بنگال کا رہنیوالا ہم کبہی شیر کا شکار کیا جانے۔ تم لوگ جان کو سمجہتے نہین۔ ارے بابا یہہ پہر کبہی آنے نہین والا ہے۔

بوس ہمارا پہیل کا بان۔ اب تم ہاتی کو پہیر دیگا۔ ہم تریپ (تعریف) تمہارا اچہا لکہیگا کہبر کے کاگج مین (خبر کے کاغذ مین)۔

فیلبان- آپ اپنی تعریف رہنے دین آپ ہماری اچہی ہی لکہیں۔

گہوس- دل ہین۔ تمہارا نام ہوئے گا۔ بڑا بڑا مہاراج لوگ۔ سلوا بیوک۔ بادشاہ لوگ کہبر کے کاگج مین تمہارا تریپ پڑہیگا تو بولے گا کہ یہہ پہیل کا بان بلوانا شکار ملینگے۔ اور تم ۵۰۰ روپیہ کا نوکر ہو جاویگا۔ جرور نوکر ہو جائیگا۔ سمجہا تمکو ہم نوکر رکہادیگا۔

فیلبان اوہ پچاس۔ ساٹہہ یہہ اسقدر روپیہ مین رکہونگا کہان۔ اچہا دو بیوی شادی کرلیوینگے۔ مگر تعریف کریگا کس بات کی۔ ذرہ ہاتہی دوڑاؤ تو لطف ہے

بوس تم بڑے ملٹ کہٹ ہے۔ اونشالا تم بہیر و ڈرا ئے۔

جب جہیل کے قریب پہونچے تو گہوس اور بوس کو اور بہی خوف معلوم ہوا۔ گہوس نے فیلبان سے پوچہا "ول پہیل کا بان۔ اس جہیل مین کتنا گہرا" فیلبان نے کہا "دس ہاتہی ڈوباؤ" یہہ سنتے ہی دونون کے حواس رہے سہے فرو ہوگئے۔ بالکل

سنبھل گئے۔

گھوس اور اس جھیل کے اندر ہم لوگ کو جانے ہوگا ہی۔

فیلبان جی ہاں اسی میں سے (جانے ہوگا ہی) کیوں۔

بوس اور جو ہاتھی کے پاؤں پھسل گئے تو ہم لوگ کا کیا؟۔

فیلبان اگر ہاتھی کے پاؤں پھسل گئے تو تم لوگ کا ٹانگ اور ناک ٹوٹ جائیگا اس
اور کچھ نہ ہوگا۔ اور منہہ بگڑ جائینگے تم لوگ کے۔

بوس اور تم شالا کہاں سے بچنے سکیگا۔

فیلبان ہم ہمیشہ ہاتھی پر چڑھتے ہیں اسکے حالات خوب معلوم ہیں۔ ہاتھی
پہلے توڑ نہیں اور یہ جار سے تو ٹوٹ نہیں۔

بوس تمہارے ہاتھی پانی سے ڈرتے ہیں کہ نہیں بابا ہم سے شالا پنچ اپنچ
سچ کہدو ہم جان نہیں دینی مانگتا ہے بولدو۔

گھوس بڑا بیکوف (بیوقوف) ہم تمہیں رہیں ہاشیر کا شکار تو ہم آنے نہیں سکینگے
ہم سے تو اب بولا بابو شاہب (صاحب) ہم چڑیا کا شکار کریگا۔

فیلبان بابو شاہب آپ چڑیا کے شکار سے بھی ڈرتے ہیں۔

بوس ارے بابو گولی لگنے سے تو سب کوئی ڈرتا ہے۔ جان پھیر آنے سکیگا ہم
اور ہم لوگ شکار نہیں جاتا۔ ہم شکار کھاتا ہے۔

گھوس اب تم بات کرتا کرتا اسکے اندر جاتا ہے بابا۔

ٹیلیبان۔ یا خدا کسی مرد کے ہاتھ سے قتل ہوں۔ اگر کسی ہاتھی کے ہاتھ سے مرے موت بدی ہے
تو سپاہی کے ہاتھ سے مروں۔ ہاتھی کچل ڈالے۔ شیر پھاڑ ڈالے۔ مگر ان دو نامردوں
کے ہاتھ سے موت نہ ہو۔ بابو صاحب۔ آپ اتنا نہیں سمجھتے کہ پانچ ہاتھی تو اس پار
نکل گئے کسی کا بال بیکا نہیں ہوا۔ اور ایک ہاتھی پیچھے آتا ہے۔ جان آپ ہی
اکیلے کو عزیز ہے یا کسی اور کو بھی۔

کھوسٹ۔ ارے بابا۔ تم بات مت کرو۔ دھیان لگے جو پاؤں پھسل گئے تو بڑی
عجیب [illegible] ہو جائیگا۔ دیکھ کر قدم چل۔

ٹیلیبان۔ ابھی نہ پاؤں پھسلیگے نہ ہڈی ٹوٹیگی۔ آپ چپ چاپ بیٹھے تماشا
دیکھتے جائیے بولئے چالئے نہیں۔

کھوسٹ۔ کسی کا ناک نہیں ہوا لگا۔ [illegible] کرکے [illegible]۔ اور شالا [illegible] کا بان تمہارا باپ
آج ہی ابھی مر جائے۔ ابھی گھبرا رہے۔

ٹیلیبان۔ ہمارا باپ تو کب کا مر چکا ہے اب تمہارے باپ کے مرنے کی باری ہے
ذرا اتنا ہی ہوگا کہ دنیا سے گئے۔

کھوسٹ۔ ہمارا باپ کیسا۔ اسے دم تو ہمارا نانی مر گیا ہے۔ کہ تم پانی میں لایا۔
رام ہی خوب کبھی اور پانی دس ہاتھی ڈبا دو۔ اف وہ۔۔۔

اسی سمے ٹیلیبان نے از راہ شرارت ہاتھی کو دو تین بار روکی کیا۔ تو دونوں بابو
سمجھے کہ بس اب جان گئی۔ اور باہم یوں باتیں کرنے لگے۔

پوس آمی دوئی جنے ڈوبے جایو (ہم دونوں آدمی ڈوب جاوینگے)

گہوس اسے ہاتھی والا بڑو بودجات (یہ ہاتھی والا بڑا بدذات ہے)

پوس جوتی امی بیچی جائی۔ آج تیکہی دبے کور لام اور سیکار کہیلنے جاونہ (اگر ہم بچ گئے تو آج سے قسم کہائی کہ شکار کو نہ آوینگے۔

گہوس۔ تمی آمائین جابردستی نئی آئے چہو (تم ہمکو زبردستی لائے)۔

پوس ہمار ایران ہوای آچے (ہماری جان بہی معرض خطر مین ہے)

گہوس تمی تو ایکہ جن (تم اکیلے آدمی ہو) اور ہمار اچہیلے پیلے آچے (اور ہمارے لڑکے بالے ہین)

پوس اکن تو ہاتہی تو ڑچی (اب تو ہاتہی ہلنے لگا)

گہوس ہے پرمیشر امائین باچتی ہو (یا خدا ہمین بچا)

پوس امی کونو پاپ کرے نی (ہمنے کوئی گناہ نہین کیا)

گہوس امی کمسریٹ سٹری ٹکا کم کہی چی (ہمنے کمسریٹ کا روپیہ کہایا ہے۔

راوی یہ صاحب کمسریٹ کے نوکر تہے۔

پوس امی اور گہوش نو لونا (اب ہم رشوت نہ لیوینگے)

گہوس ہاتہی والا ہاتہی روک لے۔

فیلبان بابوجی اب ہاتہی ہمارے مان کا نہین اب اسکا پاؤن پہسلا گیا ہے اور سنبہلے رہیگا۔ بہت مضبوط بیٹہے رہو۔

پوس: اسے شیطے اپنا پیر شہری یہاں کو بھی اسوقت ہم اپنے پیشکر وہیاں ان کی بیٹھا
گھوس: ہاتھی اسار کشتو دستانکو رکی زرہی ہماری تکلیف دور کریگا۔
پوس: ہاتھی والا تمہی بڑے ہاتھی کو ہاتھی تہامی لا ہاتھی والے تم بڑے شریر ہے۔
ہاتھی روک لو)۔
گھوس: اوہ۔ اگھن۔ ہاتھی۔ پوڑ لو۔ ارا ہم کو ڈر لگیگے)
پوس: ہا۔ پیشیر ہاتھی کا شتی۔ پوڑلام۔ خدا ہم ان کے ساتھ نہیں آئے ہیں گے آج
باہر جا آج نہ بچیں گے)
ایک مقام پر ہاتھی کا پاؤں گڑھے میں چلا گیا۔ بس دونوں نے اسقدر غل مچایا کہ الاماں
ارے باپ ارے باپا۔ مرگے کا سٹی۔ پوڑلام ہا پیشیر او شالا پہیل کا بان۔
ہاتھی نے گڑھے سے پاؤں نکالا۔ اور پھر بدستور چلنے لگا۔ ان دونوں کی یہہ کیفیت
تھی کہ بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا تھا اور زار زار روتے تھے۔
نواب صاحب نے فیلبان کو للکارا اور کہا "خبردار جوان کو ڈرائیگا تو تو جائیگا"
گھوس نے بآواز بلند کہا "نواب شاہب ہمارا مدد کرو۔ اب ہم جاتا ہے بیکنٹھ"۔ فیلبان
نے آہستہ سے کہا "بیکنٹھ جا چکے۔ جاؤگے نرک میں۔ اسپر مسٹر گھوس بہت بگڑے اور
گالیاں دینے لگے "تم شالا کو پانی کے باہر جاکر ہم مار ڈالے گا"۔ اوسنے کہا "جب پانی کے
باہر جا سکوگے"۔ یہہ فقرہ اور بھی ستم تھا۔
گھوس: نواب شاہب۔ یہہ شالا ہمارے کو گولے دیتا۔

نواب گولے کیسے بابو صاحب۔ آپ اسقدر گھبرائے کیوں ہیں۔

گھوس ہمارے کو بھی شاہ لا گولے دیجیے۔ اچھا ابھی دیتے ہیں۔

نواب بوکھلا گئے اب کنارہ تو سامنے ہے مگر گولے کیسے۔

بیگم اے ہے کہیں گالی کی خرابی تو نہیں ہے گولے۔

نواب ہاں ہاں خوب سوچیں گالی کے عوض گولے کہتا ہے۔ او فیلبان بدتمیز خبردار جو گالی گلوچ کی ہو۔

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ تھیر تھیر [illegible] ۔ [illegible] وہ [illegible] ہیں۔

گھوس ارے شیطان [illegible] ۔ ارے بابا [illegible] شواری پر بند آئیگا۔

نواب بابو صاحب ذرا تامل کیجیے۔ اب آپ پار پہونچ گئے ہیں۔ بس اک ذرہ ٹھیر جائیے تو ٹھیرا یا ہے۔

خدا خدا کر کے نکا ہاتھی پار پہونچا۔ تو جان میں جان آئی۔ نواب صاحب نے اپنا ہاتھی ٹھیروایا۔ کہا۔ بابو صاحب کوئی اسقدر ڈرتا ہے۔ آخر اتنے آدمی ہمارے ساتھ کوئی بھی تکلیف ہوا۔ جان سبکو پیاری ہے اور ابھی تو ٹھیر کا تماشا ہی نہیں ہوا ہے ابھی

تمہارا بدحال ہوا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

گہوس - یہ ہیل کا یان شالا بڑا انٹلیکٹ آدمی ہے نواب شاہب!۔

نواب ہیل کا یان کیا معنے - مین آپ کی تقریر نہین سمجہا حضرت -

بوس ہیل کا یان یا نار معنے) ہاتہی والا مہادت بڑا بو دجات (بذات) کوئی (موقوف) کرنے کابل (قابل) مسٹر بوس نے آبدیدہ ہوکر کہا۔ نواب شاہب ہم آپ کا شاتہ بڑا ٹکلیپ (تکلیف) پایا - یہ مہادت ہمارا اس جنم کا بیری ہے - ہم ایسا کبہی دیکہا نہین تہا - آجتک ہمارا جان کا کوئی ایسا دیمن (دشمن) نہین نکلا - ہم تو بڑا دیک (دق) ہوا بابا - ہم ایسا شکار نہین کہیلنا چاہتا - ہمارا جان لیا تہا - اب ہم ہاتہی پر سے اوتر جائے گا -

نواب صاحب نے فیلبان کو حکم دیا - ہاتہی بٹہاو - ہاتہی بٹہایا گیا - کہا - اچہا اگر آپ لوگون کو تکلیف ہوتی ہے - تو ہاتہی پر سے اوتر جائیے - اسپر گہوس اور بوس ہمر بیٹہنے لگے - ارے بابا - ایس (اس) جنگل کے بیچ مین تم ہمکو چہوڑ کے بہاگنا مانگتا ہم جائے گا کہان ادہر جنگل ادہر جنگل - ایش (اس) طرف سمندر سا گرہ طرف کہائی اور شیر کا بن - ہم بہاگ کے کدہر جائے گا - بابا ہمارے کو ہمارے گہر پہونچا ہم بہاگ جانے مانگتا ہے - اب ہم شکار نہین کہیلیگا ۔ نواب صاحب نے کہا سنئے بابو صاحب - اگر ایک ہاتہی کہ اکیلا بہید دن - تو شاید شیر یا شیر - یا کوئی اور جانور حملہ آور ہو - ہاتہی کہا ہاتہی زخمی ہو جاوے - فیلبان کی جان پر بنے - اور کیفیت

جنسانی ہوا آپ لوگ گولی چلاتی سے رہے۔ گھوس نے سر پیٹ کر کہا۔ آپکو اپنا ہاتھی
پیارا۔ پیل کا بان پیارا۔ ہمارا جان پیارا نہیں۔ سب کا نام لیا۔ ہمارا نام نہیں
لیا۔ کیسا بات۔ ہم انسان تم انسان ہمارا جان کچھ نہیں مانتا۔ اسکا جان مانتا
پیل کا بان چار پانچ یا سات آٹھ روپیہ کا نوکر۔ ہم لوگ سرجنٹری کرتا۔ ہیڈ کلرکی
کرتا۔ ہم لوگ سپرنٹنڈنٹی کرتا۔ اور کیا بات کرے گا ہم۔ ہم جان نہیں رکھتا۔ وہ رکھتا
ہے۔ بڑا جان والا اور کچھ بات نہیں اور ایسا کہاں ہو سکتا"

نواب صاحب نے کہا۔ "آپ آرام سے بیٹھے رہیے۔ مگر ڈریے نہیں خوف کی بات نہیں"۔

گھوس۔ اچھا تم ہم پیچھا پکڑ رکھ لیا۔ اب نہ بولے گا۔

بوس لیکن کسے لئے نہ بولیگا۔ تم نہ بولے گا۔ تو ہم بولے گا۔

گھوس تم سالا شور ہے۔ تم کیا بولیگا۔ جو بولیگا۔ تو ہم تم کو کتل (قتل) کر ڈالیگا
سالا ہمارے کو پھانس کے لایا۔ اور اب جان لینا مانگتا ہے۔ ہم نہیں دے سکتا۔

بوس (دھوتی سنبھال کر) تم ٹھیک چپ رہے۔ تمہارا کوم (قوم) کون ہے
کون تمہارا کوم (قوم) ہے۔ تم نیچ کوم (قوم) ہے۔ ہمارے مکابلے (مقابلہ) کا ہے۔

گھوس (ہاتھ دکھا کر) بولیگا تو ہم حلال کریگا۔

بوس (دانت سے اشارہ کر کر) ہم تمہارا بوٹی بوٹی نوچ لیگا۔

گھوس ارے تم کیسے جاتے سالا بوجات دُشٹ درگندھا۔

بوس تم ہر کوم نیچ کوم۔ چھوٹا کوم۔ بھیک مانگنے والا شور۔

غرض دونوں میں خوب گلچھپ ہوئی حاضرین قہقہہ اوڑاتے تھے ایک دوسرے کو گالیاں
دیتا تھا۔ کبھی بوس نے گھونسا تانا کبھی گھوس نے چپت لگانے کا قصد کیا یہ دانت
پیستے تھے۔ کبھی وہ۔ مگر یہ ممکن کیا تھا کہ دونوں میں کوئی حریف پر ایک وار بھی
کرتا۔ سب زبانی دخل تھا۔

بیگم صاحبہ کو یہ کیفیت بہت پسند آئی۔ خوب کھلکھلا کر ہنسیں۔

القصہ دونوں بہادر گنبد تول تول کر رہ جاتے تھے۔

نواب صاحب نے جو یہ حال دیکھا تو چاہا کہ علیحدہ علیحدہ ہاتھیوں پر بٹھائے جاویں
مگر گھوس نے منظور نہ کیا بولے کہ "یہ ہمارا دیش کا اور ہم اسکے دیش کا اور کوئی
ہمارے دیش کا نہیں۔ جو شیر کھائے تو ایک ساتھ دونوں دیش والا کو کھائے"

نواب صاحب بہت ہنسے۔ کہا آج اسقدر لطف آیا کہ اور کبھی نہ آیا تھا۔

اتنے میں آدمیوں نے للکار کر کہا ہوشیار ہوشیار شیرنی نکلی جاتی ہے حکم
ہوا۔ کہ اسطرف ہاتھی بڑھاؤ۔ سب ہاتھی بڑھائے گئے۔ دیکھا کہ ایک درخت کی
آڑ میں ایک شیرنی دو بچے لئے ہوئے دبکی کھڑی ہے۔ نواب صاحب نے فوراً گولی
سر کی۔ مگر خالی گئی۔ اور شیرنی بچوں کو لیکر چلی۔ اونہوں نے اپنا ہاتھی بڑھایا
اور ساتوں ہاتھی اس طرف تیز تیز چلے۔ نواب صاحب نے پھر بندوق سر کی ابکے
گولی نے شیرنی کا ایک گال اڑا دیا۔ بس گولی کھانا تھا کہ بلائے ناگہانی کیطرح
پلٹ پڑی اور اس صورت کے ساتھ چلی جیسے گولہ توپ سے چھوٹتا ہے۔ ادھر سب

گل چلے تیار ہوگئے شیرنی نے آنے کے ساتھ ہی ایک ہاتھی کے بڑھ کر تھپڑ لگایا تو
وہ چنگھاڑ کر رہا گیا۔ نوابصاحب نے بندوق فیر کی۔ مگر نشانہ خالی گیا اور اس
عرصہ میں شیرنی بدرجہ اتم خونخوار ہوگئی تھی۔ اسنے ہاتھی کو جو تھپڑ کھا کر تلملا رہا تھا
کان پکڑ کر بٹھا دیا۔ اب شیرنی اسکے کان پکڑے ہے اور ہاتھی دونوں پاؤں
ٹیک کر جھکا ہوا ہے۔ اور فیلبان نے مستک کو چھوڑ دیا ہے۔ افغانی اور گل چلے
نے کہا۔ نواب صاحب اب آپ دیکھتے ہیں کیا ہیں۔ گولی چلائیے۔ ورنہ شیرنی ہاتھی
کو ادھموا کردیگی۔

راوی افغانی اور رُستم سے گل چلے نوابصاحب کے ملازم ہمرکاب تھے۔

نوابصاحب نے بندوق سرکی۔ شیرنی کے پائے چپ مین لگی۔ اور وہان سے
نکلکر ہاتھی کے پاؤن کو زخمی کیا۔ ہاتھی جھکا ہوا تو تھا ہی اور بھی جھک گیا۔ اب
اگر شیرنی چاہے تو پشت فیل سے آدمیون کو اوتار لے۔ مگر وہ اس خوف سے ہاتھی نہین
چھوڑتی تھی۔ کہ مبادا ہاتھی غالب آجاوے۔ اسپر افغانی نے بہ کمال جوانمردی اپنا
ہاتھی بڑھوایا۔ اور عین اوس مقام پر لیگیا۔ جہان شیرنی تھی۔ قریب جاکر بندوق
سر کرنے ہی کو تھا کہ شیرنی اس ہاتھی کو چھوڑ کر ان کی طرف جھپٹی اور کمال خونخواری
کے ساتھ موجھ کھولکر منھ کھولکے آئی منھ کا کھلا پانا تھا کہ افغانی نے مونھ مین
بندوق جھونک دی۔ اور شیرنی تڑپ کر گر رہی۔ بس افغانی نے
اور شمشیر برہنہ لیکر ودیم سے کود پڑا اور اللہ اکبر کہکے شیرنی کی جانب بڑھے

شیرنی گو کسی مصرف کی نہیں رہی تہی - مگر اسقدر دم باقی تہا کہ ایکدفعہ ڈکار کر
انکی طرف آئی - اور بڑے غصہ میں تہپڑ لگانا چاہا - مگر افغانی کی کب چوکنے والا تہا
دونوں گہٹنے ٹیک کر تلوار کا ایسا ہاتہ دیا کہ شیرنی کی دو چپنی کٹ گئیں -
اور ایک مرتبہ ڈکار کر گر پڑی - نواب صاحب نے بڑی تعریف کی - اور کل حاضرین نے
طنطنہ توصیف بلند کیا -

اب سُنئے اودہر تو یہہ کیفیت ہو رہی تہیں - ادہر دونوں بنگالی بابو ہودے کے
اندر اوندہے پڑے تہے - آنکہیں دونوں ہاتہوں سے بند - اور بالکل سکوت کا
عالم - ہودے کے باہر ایک اونگلی تک نہ تہی - ایک صاحب نے دونوں ہاتہوں سے
آنکہیں بند کرلی تہیں - اور دوسرے بزرگوار نے ایک ہاتہ سے دونوں آنکہیں
بند کیں - اس جوانمردی کے صدقے - بیگم صاحب نے جو اُن کے ہاتہی کیطرف دیکہا تو
کمال متحیر ہوئیں - پوچہا "نواب کیا یہہ دونوں بہاگ گئے" نواب صاحب نے انکے ہاتہی
کیطرف نظر کی تو بڑے ہی متحیر ہوئے -

نواب - فیلبان کیا - یہہ دونوں بابو ہاتہی سے اوتر گئے -

فیلبان - نہیں خداوند (مسکرا کر) میں ہاتہی بڑہائے لاتا ہوں -

نواب بتاؤ تو سہی آ یہہ ماجرا کیا ہے - **لاحول ولا قوۃ** اب ایسے
اور سا کو ساتہہ نہ لا دینگے - بزدل آدمی -

گولی نے شیر کی ہی قریب لایا تو ثریا بیگم شوخی کے ساتہہ کہلکہلا کر ہنس پڑیں - اسے
پلٹ پڑی او

ادہر تو دیکھو"۔ نواب صاحب نے اوس ہاتی کیطرف نظر ڈالی تو اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ دونون صاحب ہمرہ پیچہے کئے ہوے اور گٹہری بنے ہوے پڑے۔ آنکہین بند و بکے دلکنائے ہوئے پڑے ہین۔

نواب اب اوٹہو گے بھی یا سوتے ہی رہو گے۔ خواب نا کے۔ کب تک سویا کرو گے بابوجی بابوصاحب این۔ بولتے ہی نہین۔

بیگم (شوخی کے ساتہہ) کیا اچھے آدمی تہے بیچارے۔

نواب مگر چلبلے۔ افسوس ابہی باتین کر رہے تہے۔

بیگم اب کچہہ گور و کفن کی فکر کروگے یا نہین۔ یا ہاتی ہی پر لاش پڑی رہیگی بیچارے باتین کرتے کرتے مرے۔

نواب رہے نام اللہ کا۔ دنیا کے کیا کارخانے ہین۔ فیلبان شانہ پکڑکر ہلاؤ اور اوٹہا دو۔ کہ اب اوٹہئے۔

فیلبان نے شانہ پکڑکر ہلایا تو مسٹر لوس اوٹہے مگر سہمے ہوئے۔ اوٹہتے ہی شیر کی لاش دیکہی تو کانپنے لگے نواب شاہ شاہ بولو یہہ مٹی کا شیر ہے یا ٹہیک ٹہیک شیر ہے" نواب صاحب نے کہا مین اوتر پڑون۔ یہہ کہکر نواب صاحب فوراً اوتر پڑے اور کہا لیجئے اب معلوم ہوا۔

لوس۔ مٹی کا ہے ہم سمجہہ گیا تہا پہلے ہی سے۔

گہوس (گردن اوٹہاکر) نواب صاحب یہہ مٹی کا شیر ہے یا جادو کا شیر ہے

گر مٹی ہی کا ہے ۔

نواب آپ تو ہین ۔ خامے سڑے خبطی ہو ۔
اتنے مین ایک آدمی نے شیرنی کی دُم ہلائی ۔ اور اوسکی کمر پہ بیٹھ گیا ۔ تو گہوس اور بوس کو سخت تعجب ہوا ۔

گہوس آپ لوگ جان کو سفت سمجھتا ہے ہم لوگ سفت نہین جانتا ۔

بوس ۔ یہہ لوگ وحشی ہے ۔ ہم لوگ m. a. ایم اے ۔ a. B. بی اے ۔ a. B. L. بی ایل ۔ اے ۔ ہم لوگ بلایت کا کپھر دیتا ہے ۔ ہم لوگ بہت سابات ایسا کرتا ہے کہ آپ لوگ نہین جانتا ۔ کہالی کہوبلی شیر مارنے سے کیا ۔ لال موہن گہوس پارلیمنٹ مین لڑتا ہے ۔ ممبر بنتا لگتا ہے ۔ ہم لوگ ایسا ۔ تم لوگ ویسا ۔

نواب ۔ اچہا ماہتی سے تو اوترو ۔ ادہر آؤ ذرا ۔

آدمی حضور بابو صاحب شیرنی تو مر گئی اب اسکا پتہ کہان ہے ۔ اب ڈر کیا ہے گئے

نواب فیلبان ذرا ماہتی بیٹہنے دو ۔ لیجئے اب تو اوترے حضرت ۔ آپ ادہر تشریف لائیے ۔ آؤ صاحب ۔ لاحول ولا ۔ مسٹر گہوس اوترے اور اون کے بعد مسٹر بوس اب شیرنی کے قریب جاتے ہوئے ڈرتے ہین ۔ دُور سے کمال غور کے ساتہہ دیکہا کئے ۔

بوس (گہوس سے) آگے بڑہو بہاشائی بڑہو بڑہو ۔

گہوس ۔ تم ہی بڑہو ۔ تم بڑا مرد بنیگا تو تم بڑہے ۔

نواب۔ لاحول ولا قوۃ بڑہنا نہین خبردار بڑہے۔ اور شیر کہا گیا ہضم ہی کر جائیگا
گہوس نے کہا بابا اب چاہے جان جاتا رہیگا۔ چاہے جو ہوگا۔ ام بودار آدمی
ہنین ہے۔ اب جرور کر کے جائے گا" یہہ کہہ کر آگے بڑہے اور پہر غور سے دیکہا
اور اولٹے پاؤن بہاگے۔

اب دونون صاحبون کی باتون کا لطف اوٹہا کر نواب صاحب نے کوچ کیا اور اپنے خیمے
مین آئے۔ نواب قمر رکاب اور ناظورہ یوسف جمال نے شب کو ہرن کے کباب۔
ہرل اور چہے کا گوشت خرگوش کا سالن۔ بارہ سنگے اور پاڑہے کے انواع و
اقسام کے کباب خوب پکے ہیے شکاریون نے شکار کا انبار لگا دیا۔ ان کے خیمے کے
ارد گرد ہر درخت کے نیچے جانور بہن رہے تہے۔ کوئی ہرن کی ران بہون رہا
ہے۔ کوئی خرگوش پر چہری تیز کرتا ہے۔ کوئی ہرل کے کباب مزے سے چکہتا ہے
کوئی چہون پر دانت لگاتا ہے۔

نواب صاحب اور بیگم صاحب کہانا کہانے کے بعد اپنے خیمہ مین بیٹہے ہوے میٹہی
میٹہی باتین کر رہے ہین۔

نواب (بیگم سے) پہلے تو تم رنگ لائی تہین بارے پہر سنبہل گئین۔
بیگم۔ پہر جیسے ڈر جاتا رہا پہلے ہم سوچی کہ ایک تو جنگل کا واسطہ دوسرے شیر کا شکار
اور شیر وہ جسکے نام سے بدن کانپتا ہے۔ سچ ہے۔ پہلے سمجہے تہے۔ کہ بندہ کا
ہوگا۔ جب سنا کہ شیر کی کچہار مین سچ مچ لئے بیٹہی ہے تو روح لرزنے لگی۔ گا۔

ڈر ورکچہہ معلوم ہوا۔ اچہی طرح سیر دیکہا کئے۔

نواب ان بابوؤن نے بڑی سیر کی۔ اف۔ فوہ پہر کا دیا۔

بیگم وہ دیکہتا صاحب وہ جوتیان سنبہال کر اوشالا اوشالا کہکر دونون آستین اٹہائے کوتے تہے۔ مگر کندہے تول تول کر رہجاتے تہے۔ افوہ مجہے بڑی ہنسی آئی۔ یہہ اوسکو شالا کہتے۔ وہ اوسکو شالا کہتے۔ اور خدا جانے کیا کیا بکتے تہے۔ میری تو کچہہ سمجہہ ہی مین نہین آیا۔ خدا جانے واہی تباہی کیا کیا بکا کئے۔

نواب۔ بلواؤن۔ بلواؤن۔ دل لگی تو ہوگی۔ کوئی ہے۔ دونون صاحبون کو بلالاؤ۔ کہنا۔ نواب صاحب کہتے ہین۔ یہان آکے بیٹہئےگا۔

دس بارہ منٹ مین مسٹر بوس اور مسٹر گہوس وہ جوتیان پہر کا پیہرے آ گئے۔

نوابصاحب نے کہا۔ کہئے بابو صاحب خدا نے آپ دونون کو بہت بچا یا۔ ورنہ

مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

بوس بولے ہم ڈرتا نہین تہا۔ ہم اس شالا پہیل کا بان کو مار نے چاہتا تہا۔ وہ شالا ہمکو بہت دیک (دق) کیا۔ وہ چاہتا تہا کہ ہم ایش ولیش (اس دیس) کا آدمی نہین ہے دوسرا دیش کا ہے۔ اس باپہکا (اس موافق) ہمارے کو ڈرا نے سکتا کہ ایسا بات ولیسا بات اور ہاتہی کو بو وجاتی (بدذاتی) سے ہلا نے مانگے جب تو ہم بڑا گستا ہوا۔ کہا رے سب لوگ کا ہاتہی ہلنے نہین مانگتا تم کیون ہلنے مانگتا ہے بولا کہ بابوشا صیب اب تم مرے گا۔ ہاتہی کا پاؤن پہسلیگی سالا ہم مر جایگا

ڈر پاس نہین آتے۔ اب ہم کہوب (خوب) جان گیا کہ جان جانیوالا نہین ہے۔

بیگم۔ کہین اس بہروسا ہی نہ رہنا کہ جان نہ جائے گی۔

بوس اب ہم کہانے جاتا ہے۔ سلام شاہب سلام۔

بابو صاحب چلے گئے تو ثریا بیگم ان کے باتین یاد کرکر دیر تک ہنستی رہین۔ پہر پوچہا۔

ثریا بیگم کیون نواب کل پہر شکار ہوگا اور جو شیر نہ ملا تو کیا ہوگا۔

نواب۔ نہ ملنا کیا معنے نہ کیونکر ملے۔ ملے۔ ضرور ملے۔ دیکہئے اب بابو صاحب کل کیا دل لگی دکہاتے ہین۔ مین فیلبان کو سکہادونگا کہ آج اور بہی زیادہ ڈرانا۔

بیگم۔ فیلبان نہین پہیل کابان بلکہ شالاپہیل کابان (ہنسکر) بڑا مزہ آتا ہے انکی بولی مین لعم شالاپہیل کابان اور دہوتی گہڑی گہڑی سنبہالتے جاتے ہین۔ یہ باتین کرکر نواب اور ثریا بیگم سو رہے۔

شکار کے تہکے ماندے تہے دن چڑہے تک سویا کئے۔ آخر ایکبا خدمتگار نے دستبستہ عرض کیا۔ "اب دن چڑہ گیا اور سب لوگ بڑی دیر سے تیار ہین حضور"

نوابصاحب فوراً ایس ہوئے شکاری لباس دربر شمشیر آبدار زیب کمر۔ قبضہ قلابہ گل چلون کو دین جو خواصے مین بیٹہے تہے بیگم صاحب ناز و شوخی سے اوٹہین ہاتہی پر سوار ہوئین۔ اور کہا چلو۔

سوار ہوتے ہوتے پوچھا۔ وہ بابو آج کہاں ہین۔ مارے ڈر کے نہ آئے ہونگے۔ وہ نہ چلین گے تو ہم بہی نہ جائین گے۔ بلوالو۔

بوس۔ ہم تو آج شبو (صبح) ہی سے شاہتہ شاہتہ (ساتہ) ہے گا۔ اب ہمارے کو کچہہ کہوپ (خوف) لگتی نہین۔

بیگم (ہنسکر) اوشالا ہیل کا بان تو دیکہا نہین کرنے ہیگا جسطرح اس دن تک کر سکتے نہین۔

نواب اف وہ تم تو غضب ڈہاتے ہو۔

بیگم۔ تمہارے کو ہاتہی نہین ہلتی۔

گہوس۔ نا۔ آج ہاتہی نہین ہلتی۔ کل کا بات کل کے شاتہہ گیا آج کا بات آج شاتہہ ہے۔ سمجہا آپ۔

بیگم۔ ہم تو سمجہا پر تم سمجہایا نہین سمجہا۔

یہہ باتین ہوہوا کر ہاتہی چلے۔ چلتے چلتے ایک مقام پر لوگون نے اطلاع دی کہ شیر یہان سے آدہ میل پر ہے۔ اور بہت بڑا شیر ہے۔ نوابصاحب بہت ہی محظوظ ہوئے کہا ہین جلد چلو۔ ہاتہیون کو دوڑاو وہ حکم پاتے ہی فیلبانون نے ہاتہی دوڑائے۔ اور فیلبانون نے کہہ دیا تہا کہ ہوشیار رہیگا۔ مگر بوس اور گہوس کے مہربان نے اطلاع نہ دی۔ ہاتہی جو تیز کیا تو مسٹر بوس سونہہ کے بل زمین پر آ رہے۔

گہوس۔ ارے شالا ہمارا باپ کو جمین (زمین) پر گرا دیا۔ ارے اب تم روک لیگا۔

فیلبان۔ چپ چاپ غل نہ مچائیے مین نے ہاتھی روک لیا۔

گہوس۔ گل نہ مچائین گا تو پہر کیا مچائیگا۔

فیلبان وہ دیکہئے۔ بابو صاحب اوٹہہ بیٹھے چوٹ نہین آئی۔

گہوس مہاشائی لاگے نے تو (چوٹ تو نہین لگی)۔

بوس۔ اجی ہاتی والا کے سیرے پہیلیو۔ (ہم فیلبان کو مار ڈالینگے ایڑو بود

لوگ (بڑا بدمعاش ہے)

گہوس آگے اپنا شماچار بولو (پہلے اپنا حال بیان کرو) تار پور میرو (پہر مارنا)

بوس۔ اپنا شما رچار کے بولیو بابا۔ ہاتہا ہی جانے ہے۔ کہوپری ہی جانے ہے

گہوس۔ ہاتہہ ناک بچے تہے (ہاتہہ ناک تو بچا)

بوس۔ سب بچے جے۔ کچہو باچے نہین (سب بچا اور کچہہ نہ بچا)

گہوس کے ہئے تمہار ادوش کی ہاتہی والا (کیا معلوم ہے تمہارا قصور ہے یا ہاتی والیکا

بوس۔ امی جان لو چہاڑ بو نہ (ہم جان ہی نہین چہوڑینگے۔

گہوس تبے ٹہیک ٹہیک بولا گی بثو (تم صاف صاف بتاؤ کہ چوٹ لگی ہے

یا نہین)

بوس۔ شو رشش لاگے کچہو ہبو رسے کو رسے نا (بہادر چوٹ سے نہین ڈرتے)

راوی۔ درین چہ شک ادر پہر آپ ایسے بہادر۔

گہوس۔ تمہارا باپ بلونت چہلو کہ تم سے ہولے (تمہارا باپ ہی بہادر تہا یا

تم [illegible] بیٹھے ۔

[illegible]

اگر زمین [illegible] تو فیلبان کو پیچھے [illegible] سے پہلے تم مار ڈالینگے

[illegible] ہاتھی کے قریب آگئے ۔ اور اسقدر نزدیک آگئے کہ

فیلبان کو [illegible] دین ۔

پوس ۔ [illegible] کر مارو ۔ ابھی ابھی سچا (بنگرا) دینگے ۔ مارو اس
پشت کو مارو اس پشت کو ۔

گہوس (ونشتا یسکر) [illegible] شالا اختیار اپنا سر پر نہیں ہے ۔ نہیں ہم سٹے
پاکر تم کو مار ڈالیگے ماننا

راوی پیڑکا دیا ۔ اس بہادری اور جرات کے صدقے ۔ وہ تو کہئے خیر گذری
کہ فیلبان کے سر پر بیٹے نہ تھے ۔ ورنہ بیچارے کی مٹی پلید ہوتی ۔ پوس نے
بنگالی زبان مین کہا ۔ تم اس سے ڈرتے کیون ہو ۔ دو چار گھونسے لگا دو ۔ تو
مسٹر گہوس نے آہستہ سے جواب دیا "اسکے پاس ہاتھی کے چلانے کے لوہے کے چیز ہے
اور ہمارے ہاتھ مین کچھہ نہیں" ۔ مسٹر پوس نے جہلا کر بیتا ورتوڑی ۔ اور
چھوٹا سا گٹھا لیکر فیلبان کیطرف جھپٹے "ادشالا ہم آج تم کو کہا جائے گا" ۔
فیلبان کی خرابی اتفاق سے ہنس دئے ۔ اسپر پوس آگے ہو گئے اور ہاتھون
سے مٹی کہود کر کئی ڈہیلے مارے مگر خیر سے کوئی ڈہیلا اسقدر تو ٹہہ نہ سکا

کہ فیلبان تک پہونچتا ۔ فیلبان نے کہا "حضور اب ہاتھی پر بیٹھہ لیں ۔ یہہ گہنا بن
ہے ۔ جنگل ہے ۔ یہان شیر ہے ۔ سور ۔ نیل گاؤ ۔ گینڈا ۔ ہر وقت آسکتا ہے بیٹھہ
لیجئے تو ہم نواب صاحب کے ہاتہون سے ملا دین" ۔ بوس بولے ۔ "ہم ڈرپوکنا
آدمی نہیں ہے ۔ ہم مہاراجہ بردوان کے یہان کسم کسم (قسم قسم) کا جانور دیکھ
چکا ہے ۔ گینڈا ہاتھی سب دیکھا ہے" ۔

گھوس ارے مہاشائی اب باتین کب تک کرے گا ۔ بیٹھہ جائے کوئی جانور ہم
لوگ کہا جائے گا ۔ بس یہان کا یہان رہیگا ۔ ہڈی پسلی کچہہ ملنے کا نہیں ۔ مہاوت
ہاتھی روک لے تم ۔ دور سے بیگم نے یہہ گفتگو سن لی اور کہا "بہیل کا بان شالا پہیل کا
بان پہر بودجاتی کریگا ۔ اور ہم گر پڑے گا" ۔

فیلبان نے بیگم صاحب کی آواز سنکر کہا ۔

فیلبان حضور قرآن کی کہا کر کہتا ہون میرا قصور نہیں ۔ آپ کبھی ہاتھی
پر سوار تو ہوئے نہیں ہودے پر لٹک کر بیٹھے ہوئے تہے ۔ ہاتھی جو دوڑا ہودے سے
گر پڑے ۔ مین کیا کرون ۔

بوس ہمارا دل مین آئی کہ ہم تمہارا کان نوچ ڈالے ۔ ہم کبھی ہاتھی پر نہیں چڑھا
تم بولتا ہے ۔ تم بولتا ہے ہمارا باپ کے سامنے ۔ ہم ہاتھی پر چڑھا تہا ۔ تم کیا جانے
جو لوگ جانتا ہے ۔ اوس سے پوچھو ۔

گھوس تم باپ کی بات بولتا ہے ۔ اس سے گرا ۔ ہمارا باپ کے سامنے تم ہاتھی کہان

سے لایا۔ وہ کون تہا جو گنا تہا۔ کون تہا۔ تم سالا کہان سے ہاتی لایا۔ جہوٹ بولتا باپ کا بات۔

بوس۔ ارے بابا ہمارا ہاتہہ۔ رنیر ہمارا بہیری۔ اب تم بہاگ جاؤ۔

فیلبان نے کہا۔ شکر ہے ان دونون مین تو تو مین نہین ہونے سے میرا تو چہٹکارا ہوا۔

فیلبان نے کہا "آپ سنبہلے بیٹہے ہو۔ ایسا نہ ہو پہر گر پڑو"

دونون بابوؤن نے ہودے کو خوب زور سے پکڑا اور آنکہین بند کر کہا۔ "اب ہمارا جان پرمیشر کے حوالہ ہے۔ وہ جو کرے سو کرے ہم نہین جانتا"

اب سُننے جب شیر تہوڑی دُور پر رہگیا اور نواب صاحب نے دیکہا کہ چہہ ہی ہاتہی ساتہہ ہین۔ اور بابوؤن والا ہاتہی ندارد تو کمال تشویش ہوئی۔ اور بیگم صاحبہ نے اصرار کیا کہ یا تو خود واپس چلو۔ اور اون بیچارون کو بچاؤ۔ یا دو ہاتہی بہیجدو۔ خدا جانے اون بیچارون کی کیا حالت ہو گی بڑی مصیبت مین پڑ گئے۔ جان عذاب مین ہو گئی۔ جینے سے بیزار ہونگے۔

نواب صاحب نے حکم دیا "سب ہاتہی روک لئے جاوین۔ اور دہرتی دہمک (ہاتہی کا نام ہے) دوڑاتے لیجاؤ۔ اور دیکہو بابوؤن کے ہاتہی پر کیا تباہی آئی ہے"

دہرتی دہمک روانہ ہوا۔ اور نواب صاحب نے ایک کنج مین اپنے ہاتہی کو روک لیا۔ بیگم نے کہا۔ کیون نواب اگر خدا نخواستہ شیر کا پنجہ ہودے تک آجائے تو کیا

نواب نے کہا۔ "وہ ضرب لگاؤں کہ شیر کے دو ٹکڑے ہو جاویں۔ یہہ طلوار خدا رانشکا ہے"

بیگم۔ یہہ سب باتیں ہیں۔ ابہی شیر نکل آوے تو ساری تعلی کہنجاوے۔

نواب۔ ہم نے دس برس کے سن سے شکار کہیلا ہے۔ اور بیسیوں چیتے شیر کو مارا ہے۔ آنکہہ بند کرکے نشانہ لگانے میں فرد ہیں ہم۔ کچہہ دل لگی تہوڑا ہی ہے۔ خدا نے ہمیشہ مدد کی ہے۔ اور کبہی نشانہ آجتک خالی نہیں گیا ہے۔

ادہر نواب صاحب اور بیگم صاحب میں یہہ باتیں ہو رہی تہیں۔ ادہر دونوں بابوؤں میں گفتگو ہو رہی تہی۔ نیلیان پیلیا رنگ کی جان عذاب میں تہی۔ مگر مجبوری۔ نواب صاحب کے خوف سے کچہہ نہیں کہہ سکتا تہا۔ دل ہی دل میں گالیاں دیتا تہا۔

دس بارہ منٹ کے عرصہ میں بابو صاحبوں کا ہاتہی دور سے نظر آیا۔ چوبدار نے دوڑ کر نواب صاحب سے عرض کیا "خداوند وہ ہاتہی آگیا۔ اب حضور تشریف لے چلیں"

بیگم صاحب بہت محظوظ ہوئیں۔ "اُف جان میں جان آگئی۔ میں تو سمجہی کہ دونوں کا شکار ہوا۔ آپ تو تہے شکار کہیلنے۔ مگر خود شکار بن گئے۔ بارے بخیریت گذشت۔ جب قریب آیا تو نواب صاحب نے پوچہا۔ "بابو صاحب خیریت تو ہے ہاتہی پیچہے کہاں رہگیا تہا۔" جواب ندارد۔ پہر دریافت کیا۔ "ارے صاحب واسطے خدا کے جواب دو یہہ ہاتہی دیر میں کیوں آیا۔ صدائے برنخاست۔ گول گول دیدے پہیر پہیر کر دیکہتے جاتے ہیں مگر بولتے نہیں۔ نواب صاحب بے اختیار ہنس

اور ثریا بیگم نے فیلبان سے دیر کی وجہ دریافت کی۔ فیلبان بولا "حضور ایک صاحب
نے کہا۔ ہاتھی آہستہ آہستہ لے چلو۔ ہمارے پیٹ کا پانی ہلتا ہے۔ دوسرا بولا تیز
چلو۔ اب اِن کی سی کروں تو وہ خفا ہو جائیں۔ اور اُن کی سی کروں تو یہ بگڑ
جائیں۔ میں نے ہاتھی کو روک لیا۔ اور کہا اب آپ دونوں صاحب آپس میں فیصلہ
کر لیں۔ بس دونوں میں ہونے لگی۔ ایک غالب آیا۔ دوسرا مغلوب ہو گیا۔ تب
میں دھم کی آواز آئی پیچھے پھر کر دیکھتا ہوں تو ایک صاحب نیچے پڑے ہوئے
ہیں"۔ بیگم نے مسکرا کر پوچھا "ہاتھ پاؤں تو بچ گئے۔ موہنہ ہاتھ تو نہیں ٹوٹا"۔
فیلبان نے کہا۔ "وہاں تو بالو ریگ پڑی تھی۔ جھیل کا کنارہ تھا۔ مسٹر لوبس سے
نہ رہا گیا۔ بگڑ کر کہا۔ "او شالا تم ہمارا موہنہ پر جھوٹا جھوٹ بات بولتا ہے۔ ایسا
بولتا ہے ویسا بولتا ہے۔ تم شالا بگیر (بغیر) اطلاع کے ہاتھی کو دوڑا دے۔ ہم
بے گافل (غافل) کی خرابی بے گا پہیل) پڑا تھا۔ گر پڑا"۔ نواب صاحب نے فرمایا۔
"ہم شام کو اسکی تحقیقات کرینگے۔ ایک تو یہ بہت جھوٹ بولا۔ دوسرے اس نے یہ
بے ادبی کی۔ سزا دینا ہے گی"۔
یہ کہکر حکم دیا کہ ہاتھی بڑھاؤ۔ اور آدمیوں نے اطلاع دی کہ شیر سامنے کی جھیل کے
کنارے لیٹا ہوا ہے۔ بندوقیں لیکر روانہ ہوئے ایک گل چلے نے کہا۔ "حضور
یہ بائیں جانب کون جانور ہے۔ ذرا ہوشیار رہئے۔ دیکھا تو بنڈیلا سور بڑے
بڑے اور اونچے پتادرمیں بیٹھا ہوا تھا۔ پہلے نظر آیا۔ پھر غائب ہو گیا۔ بیگم

صاحب نے بڑی غور سے دیکھا۔ مگر نظر نہ آیا۔ اب سب کی صلاح ہوئی کہ تیاورین چار طرف سے خالی نشانے لگائیں۔ باد ہوائی۔ تاکہ گھبراکر نکلے۔ اور فوراً گولیوں سے گرادیں مگر نواب کے دل میں ٹھن گئی۔ کہ چاہے ادہر کی دنیا ادہر جائے۔ ہم اس تیاورین ضرور ہاتھی لیجاوینگے۔ ثریا بیگم اب تک تو بڑے لطف سے سیر دیکھتی تھیں۔ مگر تیاورین جانا کمال شاق گذرا۔ اور کہا۔ نواب کے سر کی قسم اب ہم نہیں جانے کے۔ تیاور تلوار کی دھار سے بھی تیز ہوتی ہے۔ تم پر تو جنگل میں بہت سا سواد ہوجاتا ہے۔ کسیکی سنتے تو ہو ہی نہیں۔ ہمیں کسی اور ہاتھی پر بٹھادو۔ حکم دیا کہ افغانی اور را ون کے ساتھی اس ہاتھی پر آئیں۔ اور بیگم صاحب اوس ہاتھی پر جائیں۔ اور ایک قادر انداز خواصے میں بیٹھے۔ ایک اور ہاتھی ان کی حفاظت کے واسطے ان کے ساتھ ساتھ رہے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور نواب صاحب پانچ ہاتھ لیکر تیاورین چلے۔ جب شور نے دیکھا کہ غنیم کی فوج سامنے سے مثل سیل عظیم امڈی چلی آتی ہے۔ تو اوٹھا اور بھاگ جانیکا قصد کیا۔ مگر ایک گل چلے نے معاغل مچایا۔ وہ نکلا وہ نکلا۔ دوسرا بولا ہیں نے دم دیکھی۔ تیسرے نے کہا ہیں پیٹھ دیکھی۔ اتنے میں سور بھاگا۔ آگے آگے نبڈیلا۔ پیچھے پیچھے ہاتھی تیاؤ سے نکلکر نواب صاحب نے گولی چلائی پھر دوسری بندوق سر کی۔ دونوں گولیاں کاری لگیں۔ اور شور تڑپ کے جھیل کیطرف جھپٹا۔ اتنے میں افغانی نے تیسرے گولی نکالی وہ چھلتی ہوئی پڑی۔ تو پانی میں کود پڑا اور ہاتھی نے گھیر لیا گھبراکر

بھاگا تو ایک گولی اور کہائی - لوگ سمجھے کہ اب کام تمام ہو گیا - افغانی اور ایک راجپوت ننگی تلواریں لیکر کود پڑے - پہلے افغانی نے ایک تلا ہوا ہاتھ لگایا شور غل اکہ ہائے آیا - آیا تہا کہ راجپوت نے دوسرا ہاتھ دیا - اور بنڈیلا پھر جھیل میں چلا گیا نوابصاحب کو شوق چڑایا کہ اپنے ہاتھ سے قتل کریں - ہاتھی سے اوترے شمشیر دو ہکی ہاتھ میں لی دو سپاہیوں کو جھیل کے کنارے سے ادھر ادھر ہٹا دیا تاکہ بنڈیلا سمجھے سب چلے گئے ہیں جب سور نے دیکھا کہ میدان خالی ہے تو آہستہ آہستہ جھیل سے نکلا - نوابصاحب تو کمین گاہ میں تھے ہی تاک کر اس زور سے کمر پہ تیغ دو دم کا ہاتھ دیا کہ بنڈیلا الٹ گیا - لوگوں نے چاروں طرف سے واہ واہ کا طوفان اوٹھا دیا -

ایک - اعجاز - اعجاز - حضور یہہ اعجاز ہے -

دوسرا - سبحان اللہ - سبحان اللہ - کیا تلا ہوا ہاتھ پڑا کہ باید و شاید -

تیسرا - بلونت اور تلوار کے دہنی ایسے ہی ہوتے ہیں - ایک ہی ہاتھ میں چور کر دیا - بنوٹ سیکھے ہیں - کیا صاف ہاتھ پڑا ہے - واہ -

چوتھا - دہوم پڑ گئی - دہوم - شہسواری میں ویسے ہی - تیر اندازی میں ویسے ہی کی - و رانا ازی میں ویسے ہی - صید افگنی میں ثانی نہیں رکھتے - شاعری میں اچھے اچھے شاعروں کا قافیہ تنگ کر دیا -

پانچواں - اجی سوقت تو کمال ہی کیا - اور ایک ہی ضرب میں ٹھنڈا کر دیا

مگر آفرین ہے اس ہمت مردانہ کو کہ سب کو ہٹا دیا اور تن تنہا۔ فقط تلوار سے اس مہیب جانور کا مقابلہ کیا۔ سچ ہے۔ آفرین باد بریں ہمت مردانۂ تو۔ نواب صاحب نے کہا "کسی صورت سے بیگم صاحب کو یہاں لاتے اور ان کو شکار دکھاتے۔" اس پر بیگم صاحب کا ہاتھی سر موقع لایا گیا۔ بیگم صاحب تیندوے کو دیکھ کر ڈر گئیں اور "اوئی اللہ۔ یہ اس موذی سے مقابلہ کیا۔ اللہ جانتا ہے۔ مرد تو جان کو ذرہ عزیز نہیں رکھتے۔ اس عقل کے صدقے۔ اور جو یہ پھر جاتا تو کیسے تیر چھوڑتے"

نواب۔ واہ صاحب ہمارے شکار کی آپ نے اچھی داد دی۔

رفیق۔ حضور ہمارے نواب صاحب نے وہ کام کیا ہے جو رستم سے بھی نہ ہو سکے۔ دس پانچ مل کر تو شکار کیا ہی کرتے ہیں۔ مگر ہمارے نواب صاحب نے تلوار لیکر اس موذی کا تن تنہا مقابلہ کیا۔

بیگم۔ "آپ ہے اکیلے مقابلہ کو گئے تھے۔ اوئی اللہ! اتنے ڈھیٹ۔ آف۔ او۔ کیسے کیسے جگر کے ٹکڑے سے ہو جاتے ہیں"

غرض تیندوے کا شکار کر کے پھر شیر کے شکار کے لئے روانہ ہوئے۔ اب نواب صاحب اور بیگم صاحب پھر ایک ہاتھی پر سوار ہو گئے اور راہ میں جھیل کی طرف گئے۔ جہاں شیر سوتا تھا۔ جب جھیل کے قریب پہنچے۔ آدمیوں کو حکم دیا کہ شیر کی تلاش کریں۔ آدمیوں نے کہا۔ حضور اسی مقام پر لیٹا ہوا تھا معلوم ہوتا ہے پاؤں کی آہٹ پا کر چلا گیا۔ اتنے میں ہاتھی زور زور سے زمین پر پاؤں پٹکنے لگے۔

اشتانی۔ شیر ارد گرد ہے۔ ورنہ فیل اپنے پاؤن کو زمین پر سے نہ ہٹاتا اب ہوشیار رہنا چاہیئے۔ یہان جھاڑیان کثرت سے ہین۔ اور درختون کے سایہ کے سبب تاریکی بدرجہ کمال ہے۔ عجب نہین کہ ظلمات یہی ہو۔

گل چلا۔ شیر یہان سے بیس قدم پر ہے۔ بس کہدیا مین نے۔

شکاری۔ بس ہر دم یہی خیال ہے کہ اب نکلا اور اب نکلا۔ آیا ہی چاہتا ہے۔ کاشی سنگہ ہاتھی پر آجاؤ۔ دلارام سے بھی کہو کہ بہت نہ بڑہین۔

کاشی۔ ہم نہ مہر کے بنی (شہر کے آدمی) ہیونا دیکھے ڈر جائین ہم کا تدبیر سکہاوت ہین (سکہاتے ہین) دو سیر تو ہم سوا سیر۔

نواب۔ یہہ اچہے ہین اچہا نہین کاشی سنگہ آجاؤ۔ دلارام ٹہرو۔ خواصے مین بیٹہہ لو۔ پالکی اور ہاتہی پر بیٹہ جاؤ۔ نازنینا۔ دلارام حضور (عشقو) چار برس کی عمر سے باگ سارے (شیر سالہ) کو مارتا ہون) ہم کہا جا کے سسر سیر کا (ہم شیر کو کہا جاونگے)

بیگم۔ اے ہے بڑے ڈہیٹ ہین۔ نواب تم اپنا ہاتہی سب ہاتہیون کے بیچ مین رکہو۔ ہمارا کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہے۔

نواب۔ اُف فوہ دو دن مین ہی دہڑکن نہ گئی۔ اتنے گل چلے اور قادر اغا شکاری ساتہ ہین۔ پہر شیر کی کیا بساط ہے۔

اب سُنئے کہ اتفاق سے ایک گل چلے نے شیر دیکہہ لیا جہاڑی مین ایک تنہ کے

پاس چت سو رہا تہا۔ اونہون نے کسی سے کچھ کہا نہ سنا۔ آؤ دیکہا نہ تاؤ۔ بندوق داغ ہی تو دی گولی شیر کے پٹہے پر پڑی شیر آگ ہو گیا۔ اور بڑہتا ہوا الپکا کہا پلک جہپکتے آتے ہی کاشی سنگہ کو ایک تہپڑ دیا۔ اور سنگہ جی بیٹہ ہی گئے۔ دوسرا تہپڑ دینے ہی کو تہا کہ کاشی سنگہ سنبہلا اور سنبہلکر تلوار لگائی۔ تلوار دائین ہاتہ پر پڑی۔ تلوار کہانا تہا کہ آگ بہبوکا ہو گیا۔ بلا کیطرح ہاتہی کیطرف جہپٹا۔ کاشی سنگہ کے امکان مین تہا کہ کسی ہاتہی پر سوار ہو جاتا۔ گر با بہت خوف کے ایسا بدحواس ہوا کہ تہر تہر کانپنے لگا۔ شیر نے آتے ہی نوابصاحب کے ہاتہی کے دونون کان پکڑ لئے۔ ہاتہی نے ٹہوکر دی تو شیر ۵-۶ قدم پر جا گرا ادہر ہاتہی ادہر شیر گرجا اور بابو صاحبون نے دہائی دینی شروع کی۔

بوس۔ ارے ہمارا ناتی مر گیا۔ ہمارا پران جاتا ہے۔ ارے بابا ہم تو کال (کل) ہی سے روتا تہا کہ ہم سیکار (شکار) کو نہین جائیگا۔

گہوس۔ اور اچہا ہے تم شیر کو روک لیگا۔ جلدی سے۔

بوس۔ دل اگر ہم پیچہے ہوتا۔ تو جرور (ضرور) رک کر روک لیتا۔

فیلبان۔ حکم ہو تو اب نیچے اتار دون۔

بوس۔ شالا ہیں کا بات اوہنین نہین ہمارے کا باپ ناتی۔ اس باپکا بات اس بکیت (وقت) مت بولے گا۔

گہوس۔ آنکہ بند کر لو مہاشائی۔ شیر سے آنکہ نہین ملانے اچہا۔

زبہت غصّے کہ شیر اس زور سے دہاڑا کہ دو ہاتہی ڈر کر دم بہاگے اور بہت زور زور سے زمین پہ پاؤں مارے۔ بابو کا ہاتہی ڈٹا کہڑا تہا۔ اسپر ابوس نے رو کر کہا اوشالا ہمارا ہاتہی۔ ارے تم کس ماپہک بہاگتے نہین۔ اور تمہارا بہائی لوگ بہاگا چاتا ہے تم کیوں نہین بہاگتے مانگتا شالا ہاتہی ہمارا جنم کا بیری"
گہبوس نے کہا آنکہہ بند کرو۔ مہاشا تائی۔ آنکہہ بند کرلو۔
شیر نے جہپٹ کر نواب صاحب کے ہاتہی کے مستک پر پنجہ مارا تو گوشت کہنچ آیا اور ہاتہی بلبلا اوٹہا۔ نوابصاحب کے ہاتہہ پاؤں پہول گئے۔ ایک گل چیلا خواصے سے گر پڑا۔ اور ہاتہی بہاگا۔ مگر شیر نے پیر تہپڑ دیا۔ اتنے مین ایک چوکیدار نے دور سے گولی چلائی اتفاق سے وہ گولی خالی گئی۔ دوسرے گل چیچے نے بندوق سرکی۔ یہہ گولی شیر کے پار نکل گئی۔ اور شیر گرا۔
جب ہاتہی جہکا تہا تو نواب صاحب کی بندوق گر پڑی تہی۔ اسواسطے وہ گولی نہ چلا سکے تہے۔
جب شیر گر پڑا تو لوگ سمجہے کہ شیر اب مرگیا مگر یہہ غلطی تہی دو آدمی آہستہ آہستہ شیر کے پاس گئے اور کہا کہ حضور ابہین ابہی جان باقی ہے۔ نوابصاحب ہاتہی سے اوترنے ہی کو تہے کہ شیر گرجکر اوٹہا۔ اور ایک چوکیدار جو بالکل قریب کہڑا تہا چاب بیٹہا۔ اب کوئی نزدیک نہین جاتا۔ دس بارہ آدمی تلوار ننگی لیے کہڑے ہین۔ گل چلچون کے ہاتہہ مین بندوقین ہین۔ مگر بندوق تو اسواسطے

نہیں چلاتے کہ شیر کے ساتھ آدمی کی بھی جان جائیگی۔ اور تلوار چلانے کا کسی کو
یارا نہیں۔

جب نواب نے دیکھا کہ کوئی شیر پر تلوار نہیں چلاتا ہے اور چوکیدار کی مدد نہیں
کرتا تو خود تیغ آبدار لیکر شیر کی طرف بڑھے۔ شیر نے ان کو آتا دیکھ کر چوکیدار
کو چھوڑ دیا اور ان پر جھپٹا۔ نواب چونکہ بہت ہوشیار تھے۔ جیسے ہی شیر نے
حملہ کرنا چاہا۔ انہوں نے ہوا ہی پر روک کر ایسا ہاتھ دیا کہ تلوار شیر کی کمر سے
نکل کے باہر جا پڑی۔ اور شیر دو ٹکڑے ہو کر ادھر ادھر گر پڑا۔

ثریا بیگم نے فرط مسرت سے ہاتھی سے اتر کر نواب کے دست و بازو کا بوسہ لیا
کہ نظر نہ لگے کہیں ان کے دست و بازو کو۔ بہت لوگوں نے تعریف کی
اور ہر طرف سے تعریف و توصیف کا غلغلہ بلند ہوا۔

شکار سے فارغ ہونے کے بعد ثریا بیگم نے یاد کیا۔ دیکھو باندیوں کا کیا حال ہے۔
دیکھا تو دونوں مارے خوف کے غش میں ہیں۔ جھیل کے پانی کے چھینٹے دیئے
ہتھیلیاں اور تلوے ملے۔ بڑی دیر میں خدا خدا کر کے دونوں کو ہوش آیا۔

اس تصویر کی وضع قطع جیتی جان کی مظہر ہے

اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ استاد واقف فن نے تصویر کھینچنے کے
وقت کسی
جیتی جان کو اپنے روبرو بٹھایا ہو۔ اور بعد میں بہت کچھ رنگ آمیزی کی ہو
تاہم اس تصویر کے وضع قطع اور خال

خوف سے بیہ بالبداہت ظاہر ہوتا ہے کہ تصویر کھینچنے کے وقت مصور نے بدلکے وضع قطع دستیاب کر دی ہے واقعی جیتی جاگتی حاضر تھین اور اگرچہ یہ تصویر ہماری بنگالیون کی ہے۔ تاہم زمانہ کے آثار اور میلان سے پائے جاتے ہین۔ کہ اگر ہم ہندوستانیون کو ہشیار نہ کئے۔ یا وہ اونٹھیٹہ بیٹھے۔ یا اوپر مردانہ کام اون سے نہ لئے تو وہ کچھ عرصہ مین گہر مین چوڑیان پہنکر بیٹھے رہنے کے قابل ہوجاوینگے۔ اور بعض تو ابھی سے ہو بھی گئے ہین۔

دو حکایتین بہ توضیح دعوے بالا

تمثیل کے طور پر ہم تم کو ایک دو اور حکایتین سناتے ہین۔

پٹھانون کا ایک نامی خاندان

کسی زمانہ مین پٹھانون کا ایک بڑا نامی خاندان تہا۔ اس خاندان کا ہر مرد اپنے وقت کا رستم تہا انگریزی عملداری مین اس خاندان کو سیف کا پیشہ ترک کرنا پڑا۔ کسی نے کمر مین تلوار لٹکانے کی بجائے کان مین قلم اوڑسی۔ کسی نے ترپ بہرکانے کی بجائے میونسپل کے حلال خورون کو صفائی کے کام مین دو دیکہ بتائی۔ غرض جو کام جس سے ہوسکا وہ کرنے لگا۔

اس خاندان کا ایک آدمی ریلوے مین کلرک تہا

اس خاندان کا ایک نوجوان کلہ ٹہلہ کا آدمی ریلوے مین کلرک تہا۔ اوسکا نام ہم اسوقت بتانا خلاف مصلحت سمجھتے ہین۔ کچھ مدت ہوئی اس جوان کی شادی ایک پٹھان خاندان مین ہوگئی

تھی۔ اسکا سسر ایک خودمختار ریاست میں رسالدار تھا۔

لڑکی کے گھر میں چور آیا

اسکی شادی کو ہوئے بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک رات کو اسکے گھر میں چور آیا۔ اسکی بیوی نے دیکھ لیا۔ اور میاں کا شانہ ہلا کر کہا۔ اے اوٹھتے بھی ہو۔ اے اوٹھتے ہی ہو۔ گھر میں کوئی چور گھس آیا ہے واہ خوب نیند ہے۔ خبر ہی نہیں ہوتی۔ جب وہ گھر موس کر لیجاویگا۔ تب جاگوگے

میاں نے چور کی پرچھائیں [illegible] تھی۔

ہی گھبرا کر [illegible] نہ چھوڑا۔ میاں کو بھی شاید چور کا پرچھاواں نظر آگیا تھا۔ اور خوف سے دم مارے پڑے تھے۔

آخر میاں جاگے

آخر بہ ہزار خرابی اسپر جب بیوی نے اونکو زبردستی جگا ہی دیا تو [illegible] فرماتے ہیں وہ چور آگیا تو میں کیا کروں مجھے کیوں جگایا"

بیوی کی [illegible]

بیوی نے کہا۔ آلو خوب۔ اجی۔ تم کرو کیا۔ تم بیدار ہوکر چور سے مقابلہ [illegible] اسکا بچاؤ۔ پٹھان کے پوت ہو۔ کوئی کیا کہیگا کہ میاں گھر میں پڑے رہے [illegible] اور چوری کر کر لیگیا۔

میاں کا جواب

میاں [illegible] کیا میں ہی پٹھان کا بیٹا ہوں۔ تم بھی تو پٹھان کی بیٹی ہو۔ تم ہی اپنے خاندان کا نام روشن کرو۔ ہم بھی تو دیکھیں کہ پٹھان رسالدار کی بیٹی [illegible] ہے۔

بیوی کا جوش

اس پر رسا[illegible] کو جوش آگیا اور للکار کر چور سے کہا کہ خبردار مونڈی کاٹے۔ ایسا جاتا کہاں [illegible] میں آن پہنچی۔

عورت اور چور کی لڑائی

اور اتنا کہتے ہی برق کی طرح بلائے ناگہانی کی مانند اوسکے
سر پر جا پہونچی - چور نے گھبرا کر بہاگنا چاہا اسنے بہاگتے کے بال پکڑ لیئے - اوسنے
ہر چند چہوڑانے کی کوشش کی - مگر نہ چہوڑا اسکا - ناچار اون نے پیش قبض
سے اس پیچہانی کا کام تمام کرنا چاہا - مگر اوسنے معاً ہاتہ مروڑ کر پیش قبض
چہین لی - اتنے مین گہر کے اور آدمیون کو خبر ہو گئی - اور قصہ مختصر کہ چور
پکڑا گیا -

ایک اور قدیم خاندان کی یادگار کا حال

اسیطرح ایک اور قدیم خاندان کی یادگار کا حال ہم کو سناتے
ہین -

باپ بیٹے کی طرز گذران

ان حضرت کے آبا و اجداد کسی زمانہ مین توپ و تفنگ
کے دہوئین دہار آسمان کے نیچے زندگی بسر کیا کرتے تہے - اگرچہ ان سے
اس زمانہ مین اون کی تتبع کامل نہ ہو سکی - تاہم انہون نے چرس بھنگ اور
چنڈو کے دہوئین دہار آسمان اپنی زندگی بسر کرنے کے واسطے قایم کر لیے

گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت است

میان کی خفگی بیوی پر

ایک دن کا ذکر ہے کہ انکی بیوی نے دال روٹی پکا کر میان کے
آگے رکہی - آپ بہت خفا ہوئے کہ مردون کے واسطے ایسی خراب غذا - نہ میٹہے
چاول نہ بالائی نہ فرنی نہ مربا نہ گنڈیریان نہ شیر برنج نہ حلوا سوہن تم ہمارے
واسطے مردانہ کہانا پکایا کرو - تم نہین جانتی - ہم مرد ہین ہم شیر ہین - ہم بہادر

ہیں۔ ہم رستم ہیں۔ سچی ہے یا نہیں۔ شیخی کرلی ہم مرد ہیں۔ ہم ہیہ ہیں ہم وہ ہیں

بیوی خاموش ہو رہی

غرضکہ دیر تک بہت جہکیا یا گئے وہ بیچارہی بہہ مفوات سنکر خاموش ہو رہی۔

گہر مین سانپ نکلا

تہوڑی دیر کے بعد گہر مین ایک سانپ نکلا بیوی نے کہا۔

بیوی کی التجا

اجی دیکہتے ہی ہو۔ گہر مین وہ رستی نکلی ہوئی ہے خدا کے واسطے اسے مارو ننہے ننہے بچون کا ساتہہ خدا نخواستہ اندہیرے اوجالے اس موذی پر کبہی کا پیر پڑ جاوے گا تو یہہ تو ڈس ہی لیویگا۔

میان کا جواب

میان نے کہا۔
سنو جی کسی مردوے کو بلاؤ۔ ہم سے یہہ نہین مارا جائیگا۔

بیوی کا جواب الجواب

بیوی نے کہا۔
گہانے کے وقت تو آپ مرد ہین شیر ہین بہادر ہین رستم ہین اور جب ایک ذرہ سی لنگوٹی رستی نکلی۔ تو آپ کی مردانگی کو لے گئی۔

ان مثالون کی علت غائی کیا ہے

غرض ان مثالون سے یہہ ہے کہ ہندوستانیون کے پاس ہتہیار نہ ہونے سے جنگی کامون مین اشتعال نہ ہونے سے اور مردانہ وار مہمون کے ساتہہ کچہہ سروکار نہ رکہنے سے عنقریب ہے کہ ملک مین اور بہی زیادہ زنانہ پن کا عروج ہو جاوے

نہایت افسوس ہوگا۔

اور اگر یہہ صورت واقع ہوئی جبکہ راقم ہونے کے آثار ہین

اگر ایسا ہوا۔ | جو صحیح نمایاں ہیں تو نہایت افسوس ہوگا۔ جس ہندوستان کے شیخ

سید مغل پٹھان کسی زمانہ میں جانباز بہادر گنے جاتے تھے۔ جن کی رگوں میں علی

اسد اللہ اور خالد سیف اللہ کا خون دوڑتا تھا۔ جسکے نامی۔ راجہ رامچندر نے قادر

اندازی کے ہنر وکمال کر سیتا سی ستونتی ہوی حاصل کی تھی۔ جس کے نوابوں اور

راجاؤں نے کسی زمانہ میں شیر کے شکار کو اپنی تفریح اسطرح سمجھا ہوا تھا جسطرح

اکثر امراء نے آجکل بٹیر کے شکار کو تفریح سمجھا ہوا ہے جسکے راجپوتوں کی بہادری

کی قسم ہر ملک کے میار زر کہا تے تھے۔ جہان کی تیغ ہندی کی یہ شہور صفت ہی

کیا کیا چمک دکہاتی تھی سر کاٹ کاٹ کے ۔ دشمنی تہی کیا تھون سے زمین پاٹ پاٹ کے

پانی وہ خود پیئے ہوئے تہی کہاٹ کہاٹ کے ۔ دم اور بڑہ گیا تھا لہو چاٹ چاٹ کے

کیا جانے ملا تھا مزا کیا زبان کو ۔ کہا جاتی تہی ہما کی طرح استخوان کو

جہان کے بانکے جوانوں کو شمشیر آبدار کا بوسہ قبتہ العذارا سے زیادہ شیرین معلوم

ہوتا تھا۔ ۵

تمہاری تیغ کا مونہہ چہرہ کے لئے لیا بوسہ ۔ کبہی دیکھے صنم تم سے یا کہیں ہیں زر ہے

وہ ملک نامردوں کا ملک ہو جاوے اور اسحالت کے پیدا کرنے والی ۔ انگلش گورنمنٹ

مقصود ہووے ۔

مرد کی جوانمردی اوسکے لئے زیور ہے ۔	مرد کے لئے جوانمردی سے زیادہ اور کوئی زیور نہیں ہے وہ جسقدر اپنی جوانمردی کے جوہر سے خوبصورت معلوم ہوتا ہے کسی اور

جوہر سے نہیں معلوم ہوتا۔

سختہ کارونکا قول

چنانچہ سختہ کاروں نے کہا ہے کہ اگرچہ مردوں کا جوبن دیکھنا ہو تو کسی رن میں دیکھو جب رن میں توپ و تفنگ کی آواز سے کروبیاں کے کان کر ہوتے ہوں۔ زمین کی چھاتی دہلتی ہو۔ آسمان کمال حیرانی سے چکر کہاتا ہو۔ خون کی ندیاں بہتی ہوں۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے ہوں۔ تیغ دودم عدو کے خون کی پیاسی برق کیطرح چمکتی ہوتی ہزاروں کے خرمن ہستی پر صاعقہ گراتی ہو۔ تیروں سے کلیجے اسطرح چھلنی ہوں جسطرح ہاتھ میں پھولوں کے سنگیچے والے ہزارے چھلنی ہوتے ہیں۔ جب نیزوں کے رینوں سے آتشبازی کے اناروں کیطرح پھول جھڑتے ہوں۔ جب مردان وغاپسند شمشیر بران کے جوہر دکہانے کے واسطے جان بکف ہوکر میدان میں ہوں۔ جب سروں کی جھڑی لگی ہو۔ جب جوانمرد جیرکہ پیچ کہاتے ہوں اور منہ نہ موڑتے ہوں۔ جب گولی اور گولہ کے سامنے سر جوان سینہ سپر ہو۔ جب کمال شجاعت سے جوانان رستم نژاد نے دوڑکر چہاتی ہوتی توپوں کے منہ میں ہاتھ دیدئے ہوں تو اسوقت بہادروں کے چہرہ پر جوبن ہوتا ہے۔ وہ جوبن جسکے نظارہ کی تاب نہیں رہتی۔ وہ جوبن جسپر حسین جان دیتے ہیں وہ جوبن جسکی بادشاہ قدر کرتے ہیں وہ جوبن جسکی اور قوم قربان ہوتی ہے۔ وہ جوبن جسپر غیر قومیں بھی ہزار جان سے عاشق ہوتی ہیں۔ وہ جوبن جسکی عظمت۔ فلاسفر۔ عالم جاہل سبکے

دلون پر چہا جاتی ہے۔

ترکی جنرل عثمان پاشا کی جوانمردی

اگر ہماری بات کا یقین نہین ہے تو پلونا کے بہادر ترکی جنرل عثمان پاشا کا حال یاد کرو۔ دیکہو اس بہادر پر پلونا کے جنگ کے وقت کیسا جوبن تہا۔ ایسا جوبن کہ کوہ قاف کی پریان۔ فرانس اور امریکہ کی لیڈیان روم کی خاتونین بے اختیار ہو کر اس بہادر سے شادی کرنا چاہتی تہین وہ جوبن جسکی شہنشاہ روس نے ایسی قدر کی کہ باوجودیکہ عثمان پاشا اسیر سلطانی تہا تاہم شہنشاہ روس اپنی چیریٹ مین بٹہا کر ساتہ لے گیا۔ اور جبتک عثمان پاشا کے زخم اچہے نہین ہوئے بہ نفس نفیس اوسکی عیادت کو جاتا رہا۔ اور پہر بعد اچہا ہونے کے ایسے بہادر کو قید مین رکہنا پسند نہ کیا۔ اوسکے اپنے وطن کو اوسے واپس بہیجدیا۔

وہ جوبن جسکی بیچ سرائی مین ساری یوروپ بلکہ سارے عالم کے فلاسفر عالم اور فاضل رطب اللسان تہے۔ وہ جوبن جس کی بہادری کے گیت ہر اوسنے اعلی ہندوستان کی ہر گلی کوچہ مین گاتا پہرتا تہا۔

نتیجہ

پس تمنے دیکہا۔ جوانمردی مرد کے واسطے ایسا جوہر ہے اور کمال خصوص کا مقام ہو گا اگر اوس تیغ ہندی سے یہ شاندار جوہر مٹا دیا جاوے جسکی شان مین کسی اوستاد نے کہا ہے ؎

چمکی ہوئی ان کی گرمی سینہ کی نظر سے برق ۔ روکین کیسے رکے سیہ کسی کی سپر تو

کل قوائے اور جذبات جسکی شگفتہ ہوں وہ انسان کامل ہے

یہان پہونچکر مجھے اسقدر اور گزارش کرنیکی اجازت ہو۔ کہ جتنے قوائے یا جذبات انسان کو عطا ہوئے ہین۔ خواہ وہ ملکوتی ہوں۔ خواہ بہیمی۔ خواہ فضائل سے ہوں یا رذائل سے ہوں سب کام کے ہین ؎ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمت، ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند

اور خالق کا یہ مقصود اور منشار نہین ہے کہ اونمین سے کوئی مسلوب ہوجاوے کیونکہ اگر یہ منشار ہوتا۔ تو اوسکا پیدا کرنا ایک فعل عبث ہوتا۔

ان قوائے کے پیدا کرنے سے خالق کا کیا منشار ہے

البتہ ان قوائے اور جذبات کو پیدا کرنے سے اوسکا منشار یہہ ہے کہ ہر ایک اپنا اپنا منصبی کام ادا کرتا رہے اور یہ کام اسطرح پر باہمی اتفاق اور ترتیب اور قاعدے سے چلے جسطرح جملہ پرزہ ملکر ایک گھڑی کو چلاتے ہین۔

اور جس شخص کے جملہ قوائے اور جذبات اسطرح پر کام دیتے ہین کامل انسان وہی ہے

شجاعت منجملہ ان قوائے کے ہے۔

اب یاد رکہنا چاہیئے کہ شجاعت بہی منجملہ ان قوائے کے ہے۔ اوسکو سلب کرنا۔ یا زائل کرنا خلاف منشائے ایزدی ہے۔

اگر ہندوستانیوں میں سے جوہر شجاعت زائل ہوجاتے تو وہ ناقص ہوجاوینگے۔

پہر اگر ہم ہندیوں مین سے شجاعت زائل ہوجاوے۔ شجاعت جسکے سبب سے عثمان پاشا کی یہہ قدر و منزلت ہوئی تو ہم انسان ناقص ہوجاوینگے۔ کامل نہ رہینگے۔

کامل انسان وہی ہے جسکی ہر قوت جسکا ہر جذبہ شگفتہ اور شاداب ہو۔

باوصف جملہ عمدہ صفات کے اگر شجاعت نہ ہو تو ہم کچھ بھی نہیں

ہم بڑے بڑے لکچر دیتے ہوں ہمنے بڑے بڑے امتحان پاس کئے ہوں۔ ہم نے بڑے بڑے ایجاد کئے ہوں۔ ہمنے بڑے بڑے بھاری ذرائع دولت پیدا کرنے کے نکالے ہوں اور خود گنج قارون کے مالک ہو گئے ہوں ہم کیسے ہی خلیق حلیم ہوں۔ ہم کیسے ہی نیک پارسا ہوں۔ ہم کیسے ہی امیر وکبیر ہوں غرض یہہ کہ ہم کچھہ ہی ہوں۔ لیکن اگر ہم میں شجاعت نہیں ہے۔ تو ہم کچھہ بھی نہیں ہم ناقص ہیں۔ ناکمل ہیں اوہورے ہیں۔ بلکہ لنڈورے ہیں۔

آخری نتیجہ

کامل پہر میں کہتا ہوں۔ وہی انسان ہے جسمیں جملہ قواے ملکوتی اور بہائمی جملہ جذبات خواہ وہ فضائل کے اقسام سے ہوں۔ خواہ رذائل کے اقسام سے شگفتہ اور کام کے ہوں اور مصداق ؎

جائے گل گل باش جائے خار خار

اپنے اپنے موقع مناسب پر اپنا اپنا سب ہی کام کرنے کے لائق ہوں۔

فقط

غلطنامہ کتاب پولیٹیکل مضامین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲	پوری کی	ٹپرکی	۴۴	۳	بگدڑ	بگڈو
۵	۱۴	مکان مین	مکانون مین	ء	۱۷	فوج کی نکمی	فوج نے نکمی
۶	۱۰	حال ہے	ہال ہے	۳۷	۱۰	یا یون کہ بعض	یا یون کہو کہ بعض
۱۱	۱۳	سمجہہ مین یہہ ہے	سمجہہ مین یہہ آیا ہے	۳۸	۸	انتظام کے مبارک ہے	انتظام مبارک ہے
۱۱	۱۷	اندیشہ تہے	اندیشے تہے	۳۹	۱۹	ولیمن اور ستوقت	ولیمن اسوقت
۱۲	۱۳	پہر اسا او	پہر اڑسا	۴۰	۱۷	پنجاب تو کیا کہنا	پنجاب کا تو کیا کہنا
۱۳	۱۶	صف	سفر	۴۴	۱۳	نہین پہیلتی	نہین پہیلی
۱۴	۲	بنے ہوئے	بنے ہوئے نہ تہے	۴۵	۶	ہوا ہی ہوا	ہرا ہی ہرا
۱۵	۱	کنارہ	کنارے	۴۷	۳	واسطہ نظیر کہتی مین	واسطہ کہتی مین
۱۶	۱۳	سب بڑی	سب سے بڑی	۴۸	۹	اندیشہ	اندیشے
۱۹	۸	اسی ریاستا	اس ریاست	ء	۱۷	اسقدر	اسیقدر
۲۲	۴	کہڑکای ہوئے	کہڑکہلے ہوئے	۵۱	۱	اجنٹ	ایڈجٹنٹ
۲۵	۸	توفق	تفوق	۵۴	۲	بہت فایدہ مند	نہایت فایدہ مند
۳۱	۱۶	آدمی موجود تہے	آدمی نہین موجود تہے	۷۱	۱۵	کردی	پیدا کردی